

جمعیتہ اسلامیہ مالیکائوں کے زیر اہتمام اولین نصاب
فقہ حنفی کے چند مسائل کے شرعی دلائل میں تخصّص

حصہ چہارم..... عملی کام

سلسلہ نمبر ۳

غیر مقلدین کے مسائل

غیر مقلدین سے متعلق.....

- (۱) کام کا تعارف (۲) کتابوں اور پمفلٹس کے جائزے
(۳) تحریری مناظرات (۴) تقریری مناظرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کے کام کا تعارف غیر مقلدین کی قسمیں

عام طور پر غیر مقلدین کی تین قسمیں ہیں۔

- (۱) تقلیدی غیر مقلد: یعنی کسی کے ماں باپ غیر مقلد ہوتے ہیں تو ان کی تقلید میں غیر مقلد بن جاتا ہے۔
- (۲) طلاق غیر مقلد: کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی، قرآن کریم کی رو سے وہ عورت اس پر حرام ہوگئی اب اس عورت کو رکھنا ہے اس حرام کو کیسے حلال کیا جائے تو غیر مقلدین کے فتویٰ کے سہارے حرام کاری کو حلال بنانے کے لئے غیر مقلد بن جاتے ہیں۔
- (۳) جھگڑالو غیر مقلد: غیر مقلدین کسی کو اپنے بھڑپڑے چڑھادیے ہیں، اور اس کی تعریف میں کہتے ہیں کہ آپ بہت سمجھ دار، عقلمند اور باشعور ہیں، کسی بھی مسئلے کی باریکی کو قرآن و حدیث سے براہ راست تحقیق کر سکتے ہیں۔ اور تحقیق کے نام پر صرف اپنے ہی دلائل سے روشناس کراتے ہیں (جب کہ یہ تحقیق نہیں بلکہ منازعت یعنی جھگڑا ہے)۔ نتیجے میں وہ اپنے مسئلے کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے خوب اچھل کود کرتا ہے، اور لوگوں سے بحث کرتا ہے۔

غیر مقلدین کے کام کے ذریعے

عام طور پر جن کاموں میں مسلمان دلچسپی لیتے ہیں ان کاموں کو غیر مقلدین اپنے قریب کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔

- (۱) ”درس قرآن“: دراصل درس قرآن میں بات اُن کی اپنی ہوتی ہے اور نام قرآن کا ہوتا ہے۔ یعنی ”بات اپنی نام قرآن کا“۔
 - (۲) ”درس حدیث“: دراصل درس حدیث میں بات اُن کی اپنی ہوتی ہے اور نام حدیث کا ہوتا ہے۔ یعنی ”بات اپنی نام حدیث کا“۔
 - (۳) ”غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت“: یہ حقیقت ہے کہ کتنا بھی بے عمل مسلمان ہو لیکن غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت کی تمنا رکھتا ہے۔ اسی دعوت کا نام لے کر غیر مقلدین لوگوں کو اپنے قریب کرتے ہیں اور اسلام کی دعوت کی بجائے اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے ہیں۔
- موجودہ ”نصاب تخصص“ کے تینوں حصوں میں غیر مقلدین کے اس دھوکے کا رد ہے۔ کہ ”قرآن و حدیث فلاں بات کا حکم کرتے ہیں اور حنفی مسلک اس کے خلاف حکم کرتا ہے۔“ مشہور اختلافی اجتہادی مسائل کو عنوان بنا کر، حنفی مسلک کس طرح صحیح ہے اور غیر مقلدین کا مسلک کس طرح غلط ہے اسے ثابت کیا گیا ہے۔ یعنی غیر مقلدین کے عملی فتنوں کا رد ہے اور زمانے کی حکمتوں اور تقاضے کے مطابق حنفی مسلک کے دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

غیر مقلدین کے کام کے طریقے

غیر مقلدین کو اس کی فکر کم ہوتی ہے کہ جو اسلام سے دور ہیں انہیں قریب لایا جائے، یا جو بے نمازی ہیں انہیں نمازی بنایا جائے، یا جو گناہوں میں مبتلا ہیں ان سے توبہ کرا کر انہیں سیدھے راستے پر لایا جائے، لیکن اس کی فکر ہوتی ہے کہ کوئی شخص نمازی بن گیا یا تبلیغی جماعت میں وقت لگا کر آگیا، تو کس طرح بھٹکا کر اس کی عبادت کو کم کیا جائے۔ اور انہیں اس بات کی فکر زیادہ ہوتی ہے کہ مقلد کو کس طرح غیر مقلد بنایا جائے، اور اسی کو وہ تبلیغ کہتے ہیں۔ اس کیلئے غیر

مقلدین مختلف طریقے اپناتے ہیں۔

(۱) انفرادی محنت :- کسی شخص کے بارے میں طے کرتے ہیں کہ اس پر محنت کی جائے۔ اس شخص کا نام ایک دوسرے کو بتا دیتے ہیں۔ پھر اس شخص پر مختلف طریقے آزماتے ہیں۔ اس سے وقتاً فوقتاً ملاقات کرتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، رہنا، سہنا شروع کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ اس کے ذہن کو اس نکتہ پر لانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ آج تک جو کچھ کرتا آیا ہے وہ غلط ہے۔ قرآن اور حدیث اس بات کا حکم کرتے ہیں اور حنفی مسلک اس کے خلاف حکم کرتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ایک موضوع طے کر کے مختلف افراد اس سے گفتگو کرتے ہیں۔ اس کو اس موضوع پر کتابیں مطالعہ کیلئے دیتے ہیں۔ اسے سننے کیلئے اور دیکھنے کیلئے سی، ڈی (C-D) دیتے ہیں۔ سوچنے کیلئے اسے سوالات دیتے ہیں۔ اور اسے ترغیب دیتے ہیں کہ ان سوالات کے جوابات حاصل کرو۔ اس سلسلہ میں اسے مختلف پمفلٹس فراہم کرتے ہیں۔ اور اس کے علماء سے بحث و مناظرہ کی تیاری بتاتے ہیں۔ اس طرح مہینوں یا برسوں محنت کر کے اس کی برین واشنگ (ذہن سازی) کرتے ہیں۔ اور جب وہ پھسل کر قریب آتا ہے تو اس کے ذہن میں بٹھاتے ہیں کہ اس کے والدین اور گھر کے افراد چونکہ مقلدین میں سے ہیں اس لئے مشرک ہیں، ان کے ساتھ کھانا، پینا، یا برتاؤ کرنا اسلام کے خلاف ہے۔ چنانچہ اس کا گھر کے افراد سے جھگڑا ہوتا ہے اس جھگڑے کو ”جہاد“ کا نام دیتے ہیں۔ اس کا جھگڑا مسجد میں مصلیوں سے ہوتا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اُن کی نماز نہیں ہوتی ہے۔ اس کا ذہن علماء کرام سے باغی کرتے ہیں کیونکہ اسے سمجھایا جاتا ہے کہ علماء کرام حق کو چھپا رہے ہیں، یہاں تک کہ انہیں اسلام کا دشمن سمجھتا ہے۔

(۲) اجتماعی محنت :- مختلف مواقع پر، موقعہ کے لحاظ سے پمفلٹس تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً شبِ برأت کے موقعہ پر اس کی تفریط (حیثیت کم کرنا) میں، ماہِ رمضان کے موقعہ پر اپنے مسلک کے مسائل کی تبلیغ میں، شبِ قدر کی فضیلت میں، عید الاضحیٰ کے موقعہ پر اپنے مسلک کے مسائل کی تبلیغ میں وغیرہ۔ تبلیغی جماعت میں وقت لگا کر آنے والوں کے ذہن میں انتشار کے لئے پمفلٹس، بے نمازی اگر نماز پڑھنے لگے تو اس کے ذہن میں انتشار کیلئے پمفلٹس، ”فضائلِ اعمال“ کی تفریط کے لئے پمفلٹس، احناف کی کتابوں کے واقعات کو اسلام کے خلاف بتلانے کے لئے پمفلٹس وغیرہ۔

مذکورہ مواقع کے لئے تقاریر کی سی۔ ڈیز اور ویڈیو سی۔ ڈیز۔ احناف یا مقلدین کو گمراہ بتانے کے لیے کانفرنسیں، سیمینار اور اجتماعات۔ احناف یا مقلدین میں اشکالات پیدا کرنے کے لیے اُن سے سوالات وغیرہ۔

لابریری قائم کر کے لوگوں تک اپنے مسلک کی کتابیں پہنچانا۔ اور انہیں لائبریری تک مختلف حیلوں سے لانا۔ اپنے مسلک کی تبلیغ کے لیے اسناد، انعامات وغیرہ لالچ کے ذریعے مختلف کوریسیں جاری کرنا۔

تالیفِ قلوب کے نام سے رقم دے کر، ”گھر“ مہیا کر کے اور ملازمت کا لالچ دے کر غیر مقلد بنانا۔

جس شخص میں جذبہ جہاد ہو اُس کے جذبہ کا استحصال کر کے اپنے فرقہ کی تبلیغ کے لئے استعمال کرنا۔

عوام دلچسپی لیں اس لئے نو مسلموں (نئے مسلمانوں) کو اپنی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”صلوۃ الرسول“ نامی کتاب کا مختصر جائزہ

مصنف مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی

نام کتاب: صلوۃ الرسول

فرقہ اہلحدیث کی جانب سے ایک کتاب بنام ”صلوۃ الرسول“ مفت تقسیم کی جاتی ہے، جو کہ ”المدار السلفیہ“ کی طرف سے طبع ہوئی ہے، نیز اس کتاب کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ جو شخص اس کے مطابق نماز ادا کرے گا اسی کی نماز رسول اکرم ﷺ کی نماز کے نمونہ پر ہوگی، ورنہ نمازی کے منہ پر مار دی جائیگی۔ اس کتاب کی فی الحال صرف ان احادیث کا جائزہ پیش خدمت ہے جو بلوغ المرام کے حوالے سے نقل کی گئی ہیں، اور جائزہ بھی اس کی شرح ”مسک الختام“ کی صرف پہلی جلد تک محدود ہے۔ اس سے قارئین کو اندازہ ہو جائیگا کہ اتنے محدود جائزہ پر بھی کتنی ضعیف بلکہ کہیں کہیں محرف اور موضوع (گڑھی ہوئی) احادیث سامنے آئی ہیں۔ اگر اس کتاب کی دیگر احادیث مثلاً ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد، طبرانی، حصین اور مشکوٰۃ وغیرہ کا بھی جائزہ لیا جائے تو ضعیف اور معلول احادیث کے اعداد کا کیا حال ہوگا اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ جب کچھ جماعتوں کے افراد اپنی کتابیں (مثلاً تبلیغی نصاب وغیرہ) پڑھتے ہیں تو ان سے غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ کیا من گھڑت کتابیں پڑھتے ہو حالانکہ وہ جماعتیں ان کتابوں سے مسائل کا استنباط نہیں کرتیں بلکہ صرف ترغیب و ترہیب کے لئے پڑھتی ہیں، خود فرقہ اہلحدیث کے علماء بھی اس بات پر متفق ہیں کہ فضائل و مستحبات میں ضعیف احادیث کے لئے بھی توسع ہے لیکن اس کے باوجود بھی دوسروں پر تنقید، اور خود کی کتاب جس سے فرائض و سنن کے مسائل استنباط کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کے سوا طریقہ پر نماز ناقابل قبول ہے۔ اس کتاب (صلوۃ الرسول) کا حال درج ذیل مختصر جائزہ سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

صفحہ نمبر ۴۷:- ”إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْ ذَبْهُ“ ابو حاتم نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اس لئے کہ اس کی سند میں ابوسفیان طریف بن شہاب ہیں اور وہ ضعیف اور متروک ہیں، نیز ایک راوی شریک ہیں ان کے سلسلہ میں اختلاف ہے ”سبل السلام“ میں ہے کہ حدیث کا ضعف رشدین بن سعد کی وجہ سے ہے اور وہ متروک ہیں۔ (مسک الختام ج ۱ ص ۳۲) نیز دارقطنی نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ امام نوویؒ نے کہا محدثین اس کی تضعیف پر متفق ہیں۔ ابن قتان نے کہا کہ بلا شک یہ حدیث ضعیف ہے۔ (کتاب الوہم الایہام)۔

صفحہ نمبر ۶۶:- ”إِنِّي لَا أَحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ“

ابن حزم نے اس کی تضعیف کی ہے اس لئے کہ اس میں ایک راوی افلت بن خلیفہ مجہول الحال ہیں اور ابن رافع ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ راوی متروک ہیں۔ (مسک الختام ج ۱ ص ۱۸۳)

ص ۶۶:- ”عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا“ یہ روایت موقوف ہے (مسک الختام ج ۱ ص ۱۷۵)

ص ۸۰:- ”لَا وَضُوءَ لِمَنْ يَذْكُرُ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ“ یہ حدیث ضعیف ہے اس میں علت ہے (مسک الختام ج ۱ ص ۹۹)

ص ۱۰۱:- ”عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَصَابَهُ قَيْ أَوْ رُعَاةٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ“ اس حدیث میں کلام ہے اور یہ مرفوع نہیں ہے۔ (مسک الختام ج ۱ ص ۱۳۱)

ص ۱۶۹:- ”إِذَا أَذُنُكَ فَتَرَ سَلَّ وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْذَرْ“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور ضعیف کہا ہے (مسک الختام ج ۱ ص ۲۸۴)

ص ۱۷۰:- ”لَا يُؤْذِنُ إِلَّا مُتَوَضِّئٌ“ یہ حدیث بھی ضعیف ہے (مسک الختام ج ۱ ص ۳۸۲)

ص ۳۸۱:- ”جو شخص اذان دے تکبیر کا استحقاق بھی اسی کو پہنچتا ہے۔ اس حدیث کو بھی ترمذی، ابو حاتم، ابن حبان وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

(مسک الختام ج ۱ ص ۲۸۵)

ص ۲۰۹:- ”پھر باتیں ہاتھ پر داہنا ہاتھ رکھ کر سینہ پر باندھ لیں“ اس میں ایک راوی مول بن اسماعیل ہیں جن کی بابت امام بخاری فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہیں۔ (اعلام الموقعین ج ۳ ص ۹) جن جگہوں پر اختلافی امور پیش کئے گئے ہیں ان میں سے بھی کچھ کا حال ملاحظہ فرمائیں۔

ص ۲۲۲:- ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا حَسَدُ تُكْمُ الْيَهُودُ.....“ (ابن ماجہ) یہ حدیث ضعیف ہے اس میں ایک راوی طلحہ بن عمرو ہیں ان کے بارے میں تہذیب التہذیب (ج ۵ ص ۲۳) میں ہے ”امام احمد متروک الحدیث کہتے ہیں، ابن معین ضعیف کہتے ہیں، امام ابوداؤد ضعیف کہتے ہیں اور امام نسائی متروک الحدیث کہتے ہیں“

ص ۲۲۸:- ”عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ...“ (جزء القراءۃ بخاری) امام بیہقی نے اس روایت کو معلول کہا ہے (آثار السنن ج ۱ ص ۸۰)

ص ۲۲۹:- ”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَلَّى“ (رواہ الطبرانی فی الکبیر) یہ روایت ضعیف ہے (آثار السنن ج ۱ ص ۷۹)

ص ۲۶۳:- ”عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا.....“ (تلخیص الحییر العسقلانی) یہ روایت ضعیف بلکہ موضوع ہے (آثار السنن ج ۱ ص ۱۰۰) ان تمام دلائل کے باوجود اگر کوئی صرف اپنی ہی حقانیت کا ڈھنڈورا پیٹے تو یہ ڈھول میں پول کے مصداق ہے۔

ضعیف احادیث:- مؤلف نے اس کتاب میں کئی ایک ضعیف احادیث بھی ذکر کی ہیں، ان ضعیف احادیث کی تفصیل کیلئے درج ذیل نمبر دیکھئے:

۶۷.....۱۶۶.....۱۶۵.....۱۶۴.....۱۶۳.....۱۶۱.....۱۶۰.....۱۵۹.....۱۵۳.....۱۱۰.....۱۰۹.....۱۰۷.....۸۸.....۸۵.....۷۳.....۶۶.....۵۳.....۳۲.....۲۲.....۶۱.....۱۲.....۳۱.....۶۷.....
.....۲۸۳.....۲۷۸.....۲۶۶.....۲۶۵.....۲۳۹.....۲۳۸.....۲۳۱.....۲۳۶.....۲۳۳.....۲۲۶.....۲۱۲.....۲۰۹.....۲۰۶.....۲۰۵.....۲۰۴.....۱۷۳.....۱۷۲.....۱۶۹.....
.....۲۸۷.....۲۷۳.....۲۷۲.....۲۷۱.....۲۷۰.....۲۶۱.....۲۵۹.....۲۴۸.....۲۴۴.....۲۱۹.....۲۱۵.....۲۱۴.....۲۸۳.....۳۶۳.....۳۳۹.....۳۲۹.....۳۰۶.....۲۹۹.....۲۸۷.....
.....۷۰۳.....۶۹۹.....۶۹۵.....۶۹۴.....۶۸۳.....۶۷۹.....۶۷۳.....۶۶۶.....۶۶۵.....۶۶۴.....۶۶۰

واضح رہے کہ یہ حدیث ان احادیث کے علاوہ ہیں جو اپنے طرق وشواہد کی بناء پر صحیح یا حسن درجہ کی ہیں۔ دراصل مؤلف جس ماحول میں تھے، اس میں صحیح اور ضعیف میں تمیز بہت کم ہی کی جاتی ہے، اور ضعیف احادیث سے حجت لینے، استدلال کرنے اور ان پر عمل کرنے سے بہت کم ہی اجتناب کیا جاتا ہے، اس لئے راقم مؤلف کو اس بارے میں معذور سمجھتا ہے تاہم اس مقام پر جو بات قابل مواخذہ ہے، وہ یہ کہ ان ضعیف احادیث میں سے بعض ایسی احادیث بھی ہیں کہ جن کے ضعیف ہونے کی صراحت خود ان کتب میں موجود ہے جن کے حوالہ سے مؤلف نے انہیں ذکر کیا ہے۔ دیکھئے درج ذیل حدیثیں:

۲۳۹.....۲۳۸.....۲۲۳.....۲۰۹.....۲۰۵.....۲۰۴.....۱۱۰.....۹۵.....۸۸.....۶۱

لیکن انہوں نے ان احادیث کو ذکر کرتے وقت ان کے ضعف کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطیؒ سے بھی ”الفتح الکبیر“ میں بعض مقامات پر ایسا ہوا ہے۔ علامہ مناویؒ ”فیض القدر“ میں ایک مقام پر ان کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اور یہ محققین کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ بلکہ امام مسلمؒ نے تو ضعیف احادیث کو جاننے کے باوجود، ضعف بیان نہ کرنے والے کے حق میں انتہائی سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ان کے کلام کی نص آگے چل کر آئے گی۔

یہ مرفوع روایت ہیں جن وقت اس قدر متحمل سے کام لیا کہ من کا ضعف تک بیان نہیں کیا جب کہ دوسری طرف ایک مقام پر ایک موقف مذہبیت کوٹھرنے کے بعد فرماتے ہیں (مسلم بعد منقطع) کو یکے حدیث نمبر (۲۶۱)

سوالات

غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہماری دلیل صرف صحیح احادیث ہیں، لیکن ”صلوٰۃ الرسول“ نامی اس کتاب کے جائزے میں جہاں ضعیف احادیث، موضوع احادیث، غیر نبی کے اقوال و افعال کی نشاندہی کی گئی ہے، وہیں یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ اس کتاب کے سلسلہ میں دعویٰ ہے کہ یہ مکمل نماز کا خاکہ ہے۔ لیکن مکمل نماز تو دور کی بات ہے صرف ایک رکعت نماز کے بھی مکمل دلائل موجود نہیں ہیں۔ ایک رکعت نماز میں جن امور کے دلائل اس کتاب میں نہیں پیش کئے گئے ان میں سے چند امور یہ ہیں: امام اور مقتدی کی تکبیرات انتقالیہ، سورہ فاتحہ پڑھنا، مقتدی کا آمین بالجہر کہنا، قومہ میں ہاتھ چھوڑنا، رکوع اور سجدہ میں تسبیحات پڑھنا۔ اسلئے جو حضرات اس کتاب کی ترویج و اشاعت میں لگے ہوئے ہیں ان کے ذمہ لازم ہے کہ درج ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

(۱) امام تکبیرات بلند آواز سے کہتا ہے اور غیر مقلدین آہستہ سے کہتے ہیں۔

(۲) امام سورہ فاتحہ بلند آواز سے پڑھتا ہے اور غیر مقلدین آہستہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳) امام جب ”ولا الضالین“ کہتا ہے تو غیر مقلدین (مقتدی) بلند آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۴) غیر مقلدین جب بھی قیام کی حالت میں ہوتے ہیں تو ہاتھ باندھتے ہیں لیکن قومہ میں (رکوع سے اٹھنے کے بعد) ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

(۵) رکوع میں امام بھی اور غیر مقلدین بھی آہستہ سے ”سبحان ربی العظیم“ کہتے ہیں۔

(۶) سجدہ میں امام بھی اور غیر مقلدین بھی آہستہ سے ”سبحان ربی الاعلیٰ“ کہتے ہیں۔

کیا مذکورہ امور میں آپ کے پاس دلیلیں (صحیح صریح احادیث) ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو احادیث پیش کیجئے۔ اور اگر جواب نہیں میں ہے تو تحریر

فرمائیں آپ غیر مقلدیت چھوڑیں گے یا اسلام؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”نماز نبوی“ نامی کتاب کا مختصر جائزہ

دارالکتب الاسلامیہ دہلی اور جسیم بکڈ پوسے ایک کتاب بنام نماز نبوی شائع کی گئی جس کے مصنف ڈاکٹر سید شفیق صاحب ہیں، اس میں صفحہ نمبر ۱۲ پر تحریر کیا گیا ”اس کتاب کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں صرف اور صرف صحیح احادیث کا التزام کرتے ہوئے ضعیف احادیث سے اجتناب کیا گیا ہے“ صفحہ نمبر ۱ پر تحریر کیا گیا ”الحمد للہ اس کتاب کی ترتیب میں کوشش کی گئی ہے کہ احادیث صحیحہ سے مدد لی جائے۔“ صفحہ نمبر ۲۳ پر ہے ”اب میری معلومات کے مطابق کوئی ضعیف روایت نہیں ہے۔“ صفحہ نمبر ۲۵ پر تحریر ہے ”معلوم ہوا کہ اسلام کتام و سنت میں محدود ہے“ جب کہ صفحہ نمبر ۱۶ پر ہے ”کتاب و سنت کی بجائے کسی مرشد، پیر، یا امام کے نام پر فرقہ بندی کی اسلام میں کوئی اجازت نہیں ہے اور کسی پارلیمنٹ کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کے تمام معاملات پر مشتمل تعزیریاتی، مالیاتی، سیاسی، اقتصادی، سماجی اور بین الاقوامی قوانین بنائے جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق نہ ہوں۔“

مصنف ”نماز نبوی“ اور ان کے معاونین کہ درج ذیل تین دعاوی ہیں۔

(۱) اسلام کتاب و سنت میں محدود ہے۔ (۲) اس کتاب میں صرف اور صرف احادیث صحیحہ سے استدلال کیا گیا ہے۔

(۳) اس کتاب میں کوئی ضعیف احادیث نہیں ہے۔

درج بالا دعاوی کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی وضاحت کے لئے ایک مختصر سا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱) ایک طرف تو ان کا دعویٰ یہ ہے کہ اسلام کتاب و سنت میں محدود ہے اور دوسری طرف انہوں نے اسی کتاب میں غیر نبی کے اقوال و افعال سے استدلال کیا ہے جو کہ تقریباً ۱۰۰ ہیں جنہیں ان کے نام، صفحہ نمبر اور حوالہ ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

(۲) ان کا دعویٰ ہے کہ اس کتاب میں صرف احادیث صحیحہ سے استدلال کیا گیا ہے قارئین کے لئے صرف ترمذی شریف کے حوالوں کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے چھتیس (۳۶) روایات ایسی ہیں کہ مصنف اور ان کے معاونین نے خود اپنے حوالوں میں اقرار کیا ہے کہ یہ روایات غیر صحیح ہیں، اور پینتیس (۳۵) روایات ایسی ہیں کہ امام ترمذی نے انہیں ”صحیح“ نہیں لکھا ہے لیکن مصنف اور ان کے معاونین نے دوسروں کے حوالے سے انہیں ”صحیح“ لکھ دیا ہے۔ ان دونوں قسم کی روایات کی مجموعی تعداد اکہتر (۱۷) ہے، یہ تعداد تو صرف ترمذی شریف کی روایات تک محدود ہیں اگر ابوداؤد شریف، سنن بیہقی، مستدرک حاکم، ابن ماجہ، سنن نسائی، دارمی، ابن خزی مہ، دارقطنی وغیرہ کا جائزہ لیا جائے تو غیر صحیح روایات کی تعداد کہاں تک پہنچے گی، اس کا اندازہ قارئین بخوبی کر سکتے ہیں۔

(۳) ان کا تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں ہے، قارئین کے لئے مشہور اختلافی مسائل کے سلسلے میں صرف بارہ روایات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے وہ ضعیف ہیں۔ موقوف، مرسل، منقطع، شاذ روایات کا جائزہ اس میں شامل نہیں اگر بالاستیعاب ضعیف، موقوف، مرسل اور معلول روایات کا جائزہ لیا جائے تو ان کی تعداد نہ جانے کہاں تک پہنچے گی؟

اس مختصر سے جائزے سے مصنف ”نماز نبوی“ اور ان کے معاونین کے کھوکھلے دعاوی کی حقیقت قارئین کے لئے کھل کر آشکارہ ہے، ملاحظہ ہو۔

(۱) ذیل حوالے پیش کئے جا رہے ہیں جو نہ قرآن کریم میں ہے اور نہ احادیث شریفہ میں ہیں وہ صحابہ کرامؓ تابعین عظامؓ، ائمہ مجتہدینؒ کے اقوال و افعال

ہیں بلکہ عصر حاضر کے علماء کے بھی اقوال ہیں لیکن اس کتاب میں ان سے استدلال کیا گیا ہے۔

- ﴿۱﴾ عبد اللہ بن عمرؓ کا قول صفحہ ۲۶ (۳) ﴿۲﴾ امام مالکؒ کا قول ص ۲۶ ﴿۳﴾ امام دارقطنیؒ کا قول ص ۲۷
 ﴿۴﴾ امام محمد بن ادریس شافعیؒ کا قول ص ۲۸ ﴿۵﴾ متعدد صحابہ کرام کا فعل ص ۲۸ ﴿۶﴾ ابن عدیؒ کا قول ص ۲۸
 ﴿۷﴾ امام مسلمؒ کا قول ص ۲۸ ﴿۸﴾ امام ابن تیمیہؒ کا قول ص ۲۸ ﴿۹﴾ یحییٰ بن معینؒ، ابن حزمؒ اور دیگر محدثین کا موقف ص ۲۸
 ﴿۱۰﴾ شیخ احمد شاہ کرہ، شیخ البانیؒ اور محمد محی الدینؒ کا موقف ص ۲۹ ﴿۱۱﴾ محدثین کے اقوال ص ۲۹ ﴿۱۲﴾ امام نوویؒ کا قول ص ۳۰
 ﴿۱۳﴾ محدثین کو اصول۔ (۱)۔ ص ۳۰ ﴿۱۴﴾ عبد اللہ بن شقیقؒ کا قول۔ (۲)۔ ص ۳۲ ﴿۱۵﴾ امام نوویؒ کا قول ص ۵۸
 ﴿۱۶﴾ صحابہؓ اور تابعینؒ کا موقف ص ۶۱ ﴿۱۷﴾ حضرت انسؓ کا قول ص ۶۱ ﴿۱۸﴾ امام شافعیؒ کا قول ص ۶۱
 ﴿۱۹﴾ حافظ ابن حجرؒ کا قول ص ۶۲ ﴿۲۰﴾ امام ابوداؤدؒ کا قول ص ۶۲ ﴿۲۱﴾ ابن جوزیؒ کا قول ص ۶۲
 ﴿۲۲﴾ ابن حزمؒ اور علامہ شوکانیؒ کا مذہب ص ۶۳ ﴿۲۳﴾ حضرت ابن عمرؓ کا قول ص ۶۳ ﴿۲۴﴾ حضرت نافعؒ کا قول ص ۶۵
 ﴿۲۵﴾ حافظ ابن عبد البرؒ کا قول ص ۶۵ ﴿۲۶﴾ اہل علم کا قیاس ص ۶۵ ﴿۲۷﴾ حضرت علیؓ کا قول ص ۶۵
 ﴿۲۸﴾ امام نوویؒ کا قول ص ۶۵ ﴿۲۹﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا قول ص ۷۰ ﴿۳۰﴾ ابن حزمؒ کا قول ص ۷۲
 ﴿۳۱﴾ حضرت علیؓ کا فعل ص ۷۶ ﴿۳۲﴾ حضرت عقبہ بن عمروؓ ابو مسعود انصاریؓ کا فعل ص ۷۶ ﴿۳۳﴾ حضرت عمرو بن حرثؓ کا قول ص ۷۶
 ﴿۳۴﴾ ابن حزمؒ کا قول بارہ صحابہ کرام کے بارے میں ص ۷۶ ﴿۳۵﴾ ہبل بن سعدؒ کا فعل ص ۷۶ ﴿۳۶﴾ ابوامہؒ کا فعل ص ۷۶
 ﴿۳۷﴾ حضرت انس بن مالکؒ کا فعل ص ۷۶ ﴿۳۸﴾ ابن قدامہؒ کا قدامہ کا قول ص ۷۶ ﴿۳۹﴾ حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ص۔ (۴)۔ ص ۷۸
 ﴿۴۰﴾ حضرت انسؓ کا قول (۵) ص ۷۸ ﴿۴۱﴾ حضرت عمرؓ کا فعل (۳) ص ۷۹ ﴿۴۲﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا قول (۲) ص ۸۱
 ﴿۴۳﴾ قیاس۔ (۱)۔ ص ۸۲ ﴿۴۴﴾ حضرت ام سلمہؓ کا قول۔ (۶)۔ ص ۸۴ ﴿۴۵﴾ شیخ البانیؒ کا قول ص ۸۹
 ﴿۴۶﴾ حضرت عمرؓ کا فعل۔ (۱)۔ ص ۹۵ ﴿۴۷﴾ امام ابن قدامہؒ کا قول ص ۱۰۱ ﴿۴۸﴾ حضرت انسؓ کا قول۔ (۳)۔ ص ۱۰۶
 ﴿۴۹﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا قول۔ (۴)۔ ص ۱۰۶ ﴿۵۰﴾ حافظ ابن حجرؒ کا قول ص ۱۱۰ ﴿۵۱﴾ حضرت بلالؓ کا فعل۔ (۲)۔ ص ۱۱۳
 ﴿۵۲﴾ حضرت عطاءؒ کا قول (۱)۔ ص ۱۱۴ ﴿۵۳﴾ حضرت عطاءؒ کا قول (۵) ص ۱۱۸ ﴿۵۴﴾ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول۔ (۱)۔ ص ۱۲۱
 ﴿۵۵﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا فعل۔ (۱)۔ ص ۱۲۲ ﴿۵۶﴾ امام مالکؒ، احمدؒ، اوزاعیؒ، اسحاقؒ اور ابوداؤدؒ کا مذہب۔ (۱)۔ ص ۱۳۰
 ﴿۵۷﴾ علامہ سبکیؒ کا قول ص ۱۳۰ ﴿۵۸﴾ امام بغویؒ کا قول ص ۱۳۲ ﴿۵۹﴾ حضرت ام سلمہؓ کا فعل۔ (۳)۔ ص ۱۳۶
 ﴿۶۰﴾ امام ابن تیمیہؒ کا قول ص ۱۳۲ ﴿۶۱﴾ امام ابن تیمیہؒ کا قول ص ۱۳۲ ﴿۶۲﴾ امام ابن تیمیہؒ کا قول ص ۱۳۲
 ﴿۶۳﴾ امام ابن تیمیہؒ کا قول ص ۱۳۹ ﴿۶۴﴾ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا فعل۔ (۱)۔ ص ۱۵۳ ﴿۶۵﴾ حضرت عکرمہؒ کا قول۔ (۲)۔ ص ۲۵۳
 ﴿۶۶﴾ عطاء بن رباحؒ کا قول ص ۱۵۳ ﴿۶۷﴾ حافظ ابن عبد البرؒ کا مقولہ ص ۱۵۳ ﴿۶۸﴾ حضرت عقبہ بن عامرؒ کا قول (۱) ص ۱۵۵
 ﴿۶۹﴾ حضرت ابن عباسؓ کا فعل (۴) ص ۱۶۱ ﴿۷۰﴾ حضرت عمر فاروقؓ کا فعل (۲)۔ ص ۱۶۳ ﴿۷۱﴾ علی بن مدینیؒ کا مقولہ (۲)۔ ص ۱۶۴

- ﴿۷۳﴾ محمد بن یحییٰ کا مقولہ۔ (۲)۔ ص ۱۶۵ ﴿۷۴﴾ امام نووی کا قول ص ۱۶۶ ﴿۷۵﴾ مولانا عبدالرحمن مبارک پوری کا قول ص ۲۱۱
 ﴿۷۶﴾ مولانا عبید اللہ رحمانی کا مقولہ ص ۲۱۱ ﴿۷۷﴾ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر کا فعل (۲) ص ۲۱۱
 ﴿۷۸﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود اور صحابہ کرام کے افعال ص ۲۳۶ ﴿۷۹﴾ حضرت معاویہ کا فعل (۷) ص ۲۳۱
 ﴿۸۰﴾ حضرت سائب بن یزید کا قول ص ۲۳۲ ﴿۸۱﴾ حضرت انس کا فعل (۵) ص ۲۳۲ ﴿۸۲﴾ ابو جمرہ، نصر بن عمران کا قول (۶) ص ۲۳۳
 ﴿۸۳﴾ حضرت عبداللہ بن عمر کا فعل (۱) ص ۲۵۱ ﴿۸۴﴾ حضرت عبداللہ بن زبیر کا فعل (۴) ص ۲۵۱ ﴿۸۵﴾ حضرت علی کا قول۔ (۱)۔ ص ۲۵۹
 ﴿۸۶﴾ حضرت ابن عمر کا فعل ص ۲۵۹ ﴿۸۷﴾ حافظ ابن حجر کا قول ص ۲۶۲ ﴿۸۸﴾ حضرت علی کا فعل ص ۲۶۲
 ﴿۸۹﴾ حضرت عبداللہ بن عمر کا فعل ص ۲۶۳ ﴿۹۰﴾ امام زہری کا قول ص ۲۶۲ ﴿۹۱﴾ حضرت عبداللہ بن عباس کا فعل ص ۲۶۲
 ﴿۹۲﴾ حضرت سلمان کا فعل ص ۲۶۲ ﴿۹۳﴾ حضرت عبداللہ بن یزید انصاری کا فعل ص۔ (۶)۔ ص ۲۷۲
 ﴿۹۴﴾ حضرت ابو بکر کا فعل۔ (۵)۔ ص ۲۸۷ ﴿۹۵﴾ حضرت ابوامامہ کا قول۔ (۳)۔ ص ۲۹۲ ﴿۹۶﴾ طلحہ بن عبداللہ بن عوف کا قول۔ (۱)۔ ص ۹۸
 ﴿۹۷﴾ طلحہ بن عبداللہ کا قول۔ (۲)۔ ص ۲۹۳ ﴿۹۸﴾ حضرت عبداللہ بن عباس کا فعل۔ (۳)۔ ص ۲۹۵
 ﴿۹۹﴾ حضرت صہیب کا فعل۔ (۴)۔ ص ۲۹۶ ﴿۱۰۰﴾ شیخ البائی کا قول۔ (۵)۔ ص ۳۰۱

(۲) ذیل میں ترمذی شریف کی وہ روایات (حوالے) پیش کئے کی جا رہی ہیں جن کے بار میں مصنف اور خود ان کے معاونین نے اپنے حوالوں میں یہ اقرار کیا ہے کہ وہ روایات ”صحیح“ نہیں ہیں اس کے بعد بھی اس کتاب میں انہیں بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔

(۱) ص ۳۴ (۳)	(۲) ص ۳۶ (۲)	(۳) ص ۳۸ (۲)	(۴) ص ۶۵ (۲)
(۵) ص ۶۶ (۴)	(۶) ص ۶۷ (۳)	(۷) ص ۶۸ (۲)	(۸) ص ۶۹ (۷)
(۹) ص ۷۰ (۱)	(۱۰) ص ۷۸ (۳)	(۱۱) ص ۷۸ (۴)	(۱۲) ص ۸۸ (۲)
(۱۳) ص ۹۰ (۵)	(۱۴) ص ۹۴ (۲)	(۱۵) ص ۹۴ (۲)	(۱۶) ص ۱۱۸ (۲)
(۱۷) ص ۱۰۶ (۴)	(۱۸) ص ۱۱۴ (۱)	(۱۹) ص ۱۱۸ (۲)	(۲۰) ص ۱۳۰ (۳)
(۲۱) ص ۱۳۲ (۱)	(۲۲) ص ۱۶۰ (۴)	(۲۳) ص ۱۶۱ (۳)	(۲۴) ص ۱۶۳ (۲)
(۲۵) ص ۱۶۵ (۳)	(۲۶) ص ۱۶۵ (۵)	(۲۷) ص ۱۸۰ (۱)	(۲۸) ص ۱۸۵ (۴)
(۲۹) ص ۱۹۵ (۱)	(۳۰) ص ۲۲۹ (۳)	(۳۱) ص ۲۳۱ (۶)	(۳۲) ص ۲۵۲ (۱)
(۳۳) ص ۲۷۱ (۳)	(۳۴) ص ۲۹۲ (۲)	(۳۵) ص ۲۹۴ (۲)	

(۳۶) ص ۳۰۳ (۱)

ذیل میں ترمذی شریف کے حوالے پیش کئے جا رہے ہیں جن پر امام ترمذی نے ”صحیح“ کا حکم نہیں لگایا لیکن مصنف اور ان کے معاونین نے دوسروں کے حوالے سے انہیں ”صحیح“ لکھ دیا ہے۔

(۱) ص ۴۰ (۳)	(۲) ص ۴۰، ۴۱، ۴۲ (۲)	(۳) ص ۴۲، ۴۳ (۱)	(۵) ص ۴۷ (۲)
(۶) ص ۵۲ (۴)	(۷) ص ۵۶ (۳)	(۸) ص (۶۱) (۲)	(۹) ص ۶۳ (۳)
(۱۰) ص ۶۴ (۲)	(۱۱) ص ۶۴ (۴)	(۱۲) ص ۶۹ (۵)	(۱۳) ص ۷۰ (۱)
(۱۴) ص ۸۰ (۱)	(۱۵) ص ۹۰ (۴)	(۱۶) ص ۹۳ (۲)	(۱۷) ص ۱۱۳ (۴)
(۱۸) ص ۱۲۹ (۴)	(۱۹) ص ۱۳۸ (۳)	(۲۰) ص ۱۴۷ (۱)	(۲۱) ص ۱۵۰ (۲)
(۲۲) ص ۱۵۱ (۵)	(۲۳) ص ۱۵۵ (۳)	(۲۴) ص ۱۸۰ (۴)	(۲۵) ص ۱۸۹ (۳)
(۲۶) ص ۲۰۱ (۲)	(۲۷) ص ۲۱۶ (۲)	(۲۸) ص ۲۳۷ (۱)	(۲۹) ص ۲۳۷ (۲)
(۳۰) ص ۲۴۹ (۱)	(۳۱) ص ۲۴۹ (۵) (۳)		

ذیل میں صرف بارہ روایات کا جائزہ پیش کیا جا رہا جن پر ”ضعیف“ کا حکم لگایا گیا ہے اور مصنف اور ان کے معاونین نے ان سے استدلال کیا ہے اگر مکمل طور پر جائزہ لیا جائے تو نہ جانے کتنی روایات ضعیف نکلیں گی۔

(۱) ص ۴۵- (۱) ”پانی پاک ہے اور اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی“۔ ابن قتان نے اسے ضعیف کہا ہے اس میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع بن خدیج ہیں اور وہ مستور ہیں۔

(۲) ص ۴۵- (۲) ”جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہیں لیتا اس کا وضو نہیں“۔ اس میں ایک راوی یعقوب بن سلمہ ہیں امام بخاریؒ نے کہا کہ ان کا سماع ان کے باپ سے جانا نہیں جاتا، اور نہ ہی ان کے باپ کا حضرت ابو ہریرہؓ سے۔

(۳) ص ۱۴۴- (۵) ”حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کیساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ، دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینہ پر باندھے۔“ اسی کتاب ”نماز نبوی“ میں ص ۲۳ پر ہے ”جناب عبدالرؤف صاحب کی کتاب ”القول المقبول فی تخریج صلوٰۃ الرسول“ اس سلسلے کی بہترین کتاب ہے۔“ چوں کہ مصنف اور ان کے معاونین تخریج صلوٰۃ الرسول کو بہترین کتاب مانتے ہیں اس لئے روایت پر کلام تخریج صلوٰۃ الرسول سے پیش کی جا رہی ہے جو مصنف اور ان کے معاونین پر حجت ہے۔

تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۲۲۸ پر مذکورہ روایت کے حاشیہ پر ہے۔ ”یہ سند ضعیف ہے کیوں کہ مؤثر بن اسماعیل سی الحفظ ہے جیسا کہ ابن حجرؒ نے تقریب (۲۹۰/۲) میں کہا ہے۔ ابو زرہؓ نے کہا ہے کہ یہ بہت غلطیاں کرتا ہے۔ امام بخاریؒ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے، ذہبی نے کہا کہ یہ حافظ عالم ہے مگر غلطیاں کرتا ہے (میزان ۲۲۸/۴) (۴) ص ۱۴۷- (۲) ”پھر یہ پڑھیں اعوذ باللہ السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه و نفخه و نفثه“۔

امام احمد نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں ہے..... پس حدیث مرسل ضعیف ہے۔

(۵) ص ۱۵۰- (۲) ”حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے..... نہ پڑھے۔“

علامہ نیویؒ نے کہا کہ عبادہ بن صامتؓ سے قرأت کے بارے میں جو روایات کی گئی ہیں ہر وجہ سے سب کے سب ضعیف ہیں،

مذکورہ روایت تین وجہ سے معلول ہے (۱) اس میں مکحول ہیں جو کہ مدلس ہیں معننا سے روایت کرتے ہیں (۲) محمود بن الربیع عن عبادہ بن صامتؓ سے

(۳) مکحول کے طریق سے اور محمد بن اسحاق (مدلس) کے طریق سے روایت کی گئی ہے۔

(۶) ص ۱۵۰ (۳) ”ایک روایت میں یہ بھی ہے..... سورہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھو۔“ علامہ ذہبیؒ نے میزان میں کہا نافع بن محمود المقدسی عن عبادہ فی قرأۃ خلف الامام وعنه حرام بن حکیم پچانے نہیں جاتے اس حدیث کے سوا۔ حافظ بن حجرؒ نے تقریب میں کہا نافع بن محمود بن الربیع مستور ہیں، طحاوی نے کہا جب پچانے نہیں جاتے تو کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

(۷) ص ۱۵۲ (۱) ”حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ..... آپ ﷺ کے ارد گرد کے لوگ سن لیتے۔“ اس کی اسناد ضعیف ہیں اس میں بشر بن رافع ہیں بخاریؒ نے ان کے بارے میں کہا کہ ان کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی۔ امام احمدؒ نے کہا ضعیف ہیں۔ ابن حبانؒ نے کہا گڑھنے والی چیزوں سے روایت کرتا ہے، ابن عبد البرؒ نے انصاف میں کہا کہ ان کی حدیث کے انکار پر اتفاق ہے، حافظ بن حجرؒ نے تقریب میں کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہیں۔

(۸) ص ۱۵۳ (۴) ”جس قدر یہود سلام اور آمین سے چڑھتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑھتے پس تم کثرت سے آمین کہنا۔“

تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۲۴۲ پر مذکورہ روایت کے حاشیہ پر ہے ”یہ سند ضعیف ہے کیوں کہ طلحہ بن عمر کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔“

(۹) ص ۱۲۸ (۴) ”چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صبح کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ کر..... رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔“

علامہ نیویؒ کہا کہ مذکورہ روایت کی اسناد ضعیف ہیں..... محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے..... یہ روایت ہر طرق سے ضعیف ہے۔ تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۳۸۵ پر مذکورہ روایت کے حاشیہ میں ہے..... اس سند میں انقطاع ہے امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے کیوں کہ محمد بن ابراہیم کا قیس سے سماع نہیں ہے۔“

(۱۰) ص ۲۵۰ ”عید اگر جمعہ کے دن ہو تو نماز عید پڑھنے کے بعد جمعہ پڑھ لیں یا ظہر، اختیار ہے۔“ تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۳۲۲ پر مذکورہ روایت کے حاشیہ پر ہے ”مگر یہ سند ضعیف ہے ابن خزیمہ حدیث ذکر کرنے سے قبل فرماتے ہیں بشرطیکہ یہ حدیث صحیح ہو، ایاس بن رملہ کے بارے میں مجھے جرح وتعدیل کا علم نہیں۔ ابن المنذر نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں کیوں کہ ایاس بن رملہ مجہول ہے۔ میزان الاعتدال (۲۸۲/۱) وتخصیص الحجیر (۸۸/۲) ابن حجر نے بھی اسے تقریب میں مجہول کہا ہے۔“

(۱۱) ص ۲۷۲ (۴) (۵) ”نماز پڑھا کر امام خطبہ دے۔ (یعنی نماز عید کی طرح)“ ”جمہور کا عمل اسی پر ہے مگر خطبہ نماز سے پہلے بھی جائز ہے۔“

تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۳۲۲ پر مذکورہ روایات کے حاشیہ پر ہے ”یہ حدیث ضعیف ہے امام ابن خزیمہ حدیث ذکر کر نیکے بود فرماتے ہیں کہ نعمان بن راشد کت متعلق کھٹکا ہے کیوں کہ زہری سے اسکی حدیث میں بہت تخیل ہے..... امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث میں بہت وہم ہے، اور احمد بن حنبلؒ نے مضطرب الحدیث کہا ہے، یحییٰ بن سعید، ابن معین اور ابوداؤد نے اسے ضعیف کہا ہے، ابوحاتم نے اسکی حالت کی تحسین کی ہے۔ میزان الاعتدال (۲۶۵۰/۴)“

(۱۲) ص ۲۷۸ (۱)، (۲) ”حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عباس بن المطلبؓ سے فرمایا اے چچا جان..... تو زندگی میں ایک بار ضرور پڑ ہیں۔“ تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۳۶۶ پر مذکورہ روایت کے حاشیہ میں ہے ”اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیوں کہ موسیٰ بن عبد العزیز سی الحفظ ہے، دیگر ابراہیم بن الحکم نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔“

سوالات

غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہماری دلیل صحیح احادیث ہیں، لیکن ”نماز نبویؐ“ نامی اس کتاب کے جائزے میں جہاں ضعیف احادیث، موضوع احادیث، غیر نبی کے اقوال و افعال کی نشاندہی کی گئی ہے، وہیں یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ اس کتاب کے سلسلہ میں دعویٰ ہے کہ یہ مکمل نماز کا خاکہ ہے۔ لیکن مکمل نماز تو دور کی بات ہے صرف ایک رکعت نماز کے بھی مکمل دلائل موجود نہیں ہیں۔ ایک رکعت نماز میں جن امور کے دلائل اس کتاب میں نہیں پیش کئے گئے اُن میں سے چند امور یہ ہیں: امام اور مقتدی کی تکبیرات انتقالیہ، سورہ فاتحہ پڑھنا، مقتدی کا آمین بالجہر کہنا، قومہ میں ہاتھ چھوڑنا، رکوع اور سجدہ میں تسبیحات پڑھنا۔ اسلئے جو حضرات اس کتاب کی ترویج و اشاعت میں لگے ہوئے ہیں ان کے ذمہ لازم ہے کہ درج ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

- (۱) امام تکبیرات بلند آواز سے کہتا ہے اور غیر مقلدین آہستہ سے کہتے ہیں۔
 - (۲) امام سورہ فاتحہ بلند آواز سے پڑھتا ہے اور غیر مقلدین آہستہ سے پڑھتے ہیں۔
 - (۳) امام جب ”ولا الضالین“ کہتا ہے تو غیر مقلدین (مقتدی) بلند آواز سے آمین کہتے ہیں۔
 - (۴) غیر مقلدین جب بھی قیام کی حالت میں ہوتے ہیں تو ہاتھ باندھتے ہیں لیکن قومہ میں (رکوع سے اٹھنے کے بعد) ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔
 - (۵) رکوع میں امام بھی اور غیر مقلدین بھی آہستہ سے ”سبحان ربی العظیم“ کہتے ہیں۔
 - (۶) سجدہ میں امام بھی اور غیر مقلدین بھی آہستہ سے ”سبحان ربی الاعلیٰ“ کہتے ہیں۔
- کیا مذکورہ امور میں آپ کے پاس دلیلیں (صحیح صریح احادیث) ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو احادیث پیش کیجئے۔ اور اگر جواب نہیں میں ہے تو تحریر فرمائیں آپ غیر مقلدیت چھوڑیں گے یا اسلام؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز“ نامی کتاب کا مختصر جائزہ

اس کتاب کی غرض ناشر اور خطبہ کتاب و تمہید سے معلوم ہوا کہ مفتی جمیل احمد ندیری صاحب استاذ جامعہ احیاء العلوم مبارکپور اعظم گڑھ نے ”رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز“ نامی کتاب لکھی جامع سلفیہ بنارس کے استاذ مولانا رئیس ندوی صاحب نے اس کے رد میں ”رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز“ نامی کتاب تحریر فرمائی، عرض ناشر میں اس کتاب کی غرض و غایت ان الفاظ میں پیش کی گئی ”اس لئے ضروری تھا کہ ندیری صاحب کی کاوش کا جائزہ لیا جائے، انکے دعاوی کو پرکھا جائے، دلائل کو تو لا جائے اور طعن و تشنیع کی حیثیت واضح کی جائے“ ناشر رقم طراز ہیں ”نماز کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ادائیگی سنت نبوی کے مطابق ہو اور اسی مطابقت کے لئے قرآن کریم اور حدیث صحیح کے علاوہ کسی اور چیز سے استدلال نہ کیا جائے“ (ص ۱۵، ۱۶) اس کتاب کا مختصر جائزہ انہی کے اصول کے مطابق لیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مفتی صاحب کی کتاب پر جو الزامات ناشر اور مصنف نے عائد کیا ہے انکے اہل فرقہ مقلدین پر ہمیشہ اس قسم کے الزامات عائد کرتے رہتے ہیں کہ وہ غیر صحیح احادیث، کہانیاں، من گھڑت واقعات اور رائے (قیاس و اجتہادات) اپنے دلائل میں پیش کرتے رہتے ہیں، انکے دعاوی ہیں کہ ان کے دلائل صرف قرآن کریم یا احادیث صحیحہ ہیں، جامع سلفیہ کے کہنے مشق استاذ، معروف عالم دین، ادیان فرق کی تاریخ کے ماہر اور علوم کتاب و سنت پر عبور رکھنے والے مصنف محترم مولانا محمد رئیس ندوی صاحب (بقول ناشر) کی کتاب کا جائزہ صرف تین ۳ نکات کے تحت پیش کیا جا رہا ہے۔ (۱) کہانیاں، من گھڑت واقعات (۲) مصنف اور دوسروں کی رائے و قیاس (۳) غیر صحیح احادیث۔

کہانیاں و من گھڑت واقعات :- جن واقعات کو مقلدین اپنی کتابوں میں پیش کرتے ہیں انکی حیثیت صرف تاریخی ہے اور بزرگوں کے حالات بطور ترغیب کے پیش کئے جاتے ہیں لیکن موصوف کے اہل فرقہ اسے کہانیاں اور من گھڑت واقعات قرار دے کر ان کا مذاق اڑاتے ہیں اس کتاب میں مصنف نے (بقول خود) کتنی کہانیاں اور من گھڑت واقعات کو پیش کیا ہے ملاحظہ ہو۔

(۱) ص ۲۷ پر مصنف نے ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے یہ واقعہ شیعوں کے بنارے میں سے ایک چٹکلہ ہے جو وہ اکثر احناف کے خلاف پیش کرتے رہتے ہیں اس کا عنوان مصنف نے پیش کیا ہے ”در بار محمود غزنوی میں نماز حنفی و نماز نبوی کا مقابلہ“، بقلم مصنف یہ تحریر کیا گیا کہ امام تغال نے دور کث نماز پڑھی اور اسے حنفی نماز قرار دی اور اس طرح پڑھی کہ سلطان محمود غزنوی بد دل ہو کر ”غیر حنفی“ ہو گیا، مصنف نے تفصیل نہیں بیان کی کہ غیر حنفی یعنی کون سی تقلیدی پارٹی مالکی، حنبلی، شافعی؟ تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ مصنف کس تقلیدی نماز کو نماز نبوی قرار دے رہے ہیں؟ مالکی یا شافعی یا حنبلی کو؟

(۲) ص ۳۷، پر لکھتے ہیں وہ (مفتی جمیل ندیری صاحب) اپنے عہد و وعدہ، قول و قرار، و عہد و پیمان ہندوستان کی بھاجا سرکار و بھاجا پارٹی جیسا ہے.....

(۳) ص ۵۸، پر مصنف نے نماز وتر کے سلسلے میں امام ابو حنیفہؒ کے سلسلے میں ایک کہانی پیش کی ہے اس میں تحریر کیا ہے کہ کسی شخص نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا نماز وتر فرض ہے یا نہیں امام موصوف نے کہا فرض ہے شخص مذکور نے کہا دن رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں؟ امام موصوف نے کہا پانچ نمازیں فرض ہیں شخص مذکور نے کہا یہ پانچوں نمازوں کے نام گناہیئے، امام موصوف، فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، کے نام گنا کر خاموش ہوئے تو شخص مذکور نے پھر پوچھا کہ نماز وتر فرض ہے یا نہیں اور یہ کہ دن رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں؟ امام موصوف نے پھر کہا کہ وتر فرض ہے اور وتر کا نام لئے بغیر پانچوں فرض نمازوں کے نام

گنادیئے اس پر شخص مذکور نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنتی ٹھیک نہیں گن پاتے ہیں، یہی واقعہ ص ۳۹۶ پر پیش کیا ہے اس میں تحریر فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ وتر کو واجب کہتے تھے ان سے کسی من چلے نے پوچھا دن میں کتنی نمازیں واجب ہیں امام ابوحنیفہؒ نے کہا پانچ نمازیں واجب ہیں..... آپ کو گنتی گنتی نہیں آتی۔ ص ۵۶۵ پر لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ وتر کو فرض اور پنج گانہ فرض نمازوں کی تعداد پانچ بتلائے تھے، اہل علم نے امام حنیفہؒ سے کہا..... آپ کو گنتی ٹھیک سے گنتی نہیں آتی اس پر بھی امام ابوحنیفہؒ خاموش رہے۔

(۴) ص ۹۶ پر موصوف نے امام ابوحنیفہؒ کے سلسلہ میں ایک لطیفہ بھی پیش کیا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ حج کرنے گئے تو احرام کھولنے کے وقت بال موٹا نے یا تراشنے کیلئے نائی کے سامنے پہلے سر کے داہنی جانب کو پیش کر نیچے بجائے بائیں جانب کو پیش کیا نیز اور بھی کئی باتیں خلاف شرع کیں تو نائی نے انہیں پر معاملے میں ٹوکا، امام ابوحنیفہؒ کا کہنا ہے کہ میں نے اس نائی سے کئی شرعی احکام سیکھے۔

(۵) ص ۳۲۳ پر موصوف نے مشہور حنفی محدث امام عبداللہ بن مبارکؒ جو امام ابوحنیفہؒ سے بہت عقیدت رکھتے تھے ان کے مناظرے کی کہانی بھی پیش کر دی چنانچہ عنوان پیش کیا ہے ”مسئلہ رفع الیدین پر امام ابن مبارکؒ و امام ابوحنیفہؒ کا مناظرہ“۔

(۶) ص ۳۲۵ پر موصوف نے امام اوزاعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے مشہور مناظرے میں تبدیلی بھی پیش کر دی اور اس میں امام ثوریؒ کو بھی داخل کر دیا۔

”مصنف اور دوسروں کی رائے و قیاس“

(۱) سر کا مسح ایک سے زیادہ مرتبہ کرنے کے سلسلے میں مصنف موصوف نے امام شافعیؒ اور دیگر اہل علم کی رائے کو پیش کیا ہے چنانچہ ص ۱۰۲ پر لکھتے ہیں ”امام شافعیؒ اور متعدد اہل علم سر دوسری تیسری مرتبہ سنت کو مستحب قرار دیتے ہیں“۔

(۲) کانوں کے مسح کے سلسلے میں موصوف نے حافظ بن حزم اور متعدد دیگر حضرات کی رائے کو پیش کیا ہے ملاحظہ ہو ص ۱۰۴،

(۳) گردن کے مسح کے سلسلے میں مصنف نے ص ۱۰۵ پر احیاء العلوم کا حوالہ دیا ہے جبکہ ص ۵۵ پر تحریر فرماتے ہیں ”یہ معلوم ہے احیاء العلوم نے بہت ساری موضوع و مکذوب وغیرہ ثابت و بے اصل روایات بھری ہیں۔“

(۴) عورت کو چھونے سے وضو کے مسئلہ میں ص ۱۴۲ پر حافظ ابن حزم کے قیاس (اجتہاد) کو پیش کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں ”ہمارے نزدیک حافظ ابن حزم کا بیان کردہ مذکورہ بالا موقف ہی صحیح ہے“۔

(۵) ص ۱۶۶ پر لکھتے ہیں کہ مفتی نذیری کے بیان کا حاصل یہ ہے ”شفق“ کی دو قسم ہے شفق احمر اور شفق ابیض..... شفق احمر و ابیض کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے، شریعت کی طرف یہ تفریق مفتی نذیری نے خود ساختہ طور پر منسوب کر رکھی ہے، جب کہ ص ۱۶۷ پر لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا ”اشفق الحمرة“ وہ شفق احمر (سرخ) ہے۔

(۶) ص ۲۳۰ پر لکھا ہے ”حافظ ابن حزمؒ نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ عورتوں کا مسجد میں نماز باجماعت مردوں کے ساتھ پڑھنا زیادہ ثواب کا ذریعہ ہے“۔

(۷) ص ۳۲۰ پر رقم طراز ہیں ”ایک صحابی اور دو تابعین کی زینت نماز قراردی ہوئی یہ بات حکماً حدیث نبوی ﷺ کا درجہ رکھتی ہے۔“

(۸) ص ۴۴۳ پر ابوبکر بن عیاشؒ پر جرح کرتے ہوئے انہیں ضعیف، کثیر الغلط، کثیر الخطاء جدا وغیرہ لکھا ہے لیکن ص ۴۹۱ پر امام ابوحنیفہؒ پر ابوبکر بن عیاش کی جرح کو پیش کیا ہے۔

غیر صحیح احادیث

مصنف نے جن روایات کو پیش کر کے انکے غیر صحیح ہونے کا خود اقرار کیا ہے صرف ان ہی روایات کو پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱) ص ۲۳ ”ایک نبوی پیش گوئی“ کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کو پیش کیا اور ص ۲۴ پر لکھا ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ موقوف حدیث معنوی طور پر نبوی پیش گوئی ہے۔“

(۲) ص ۶۶ پر حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی روایت کو پیش کر کے لکھا ”حضرت حذیفہؓ کی یہ موقوف حدیث معنوی طور پر حدیث نبوی کے درجہ میں ہے۔“

(۳) ص ۹۲ پر ائمہ المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت پیش کرتے ہوئے لکھا۔ ”کیوں کہ صواب یہ ہے کہ ابن جریج نے سلیمان بن موسیٰ سے اسے مرسل سند کیساتھ بایں روایت کیا ہے۔“

(۴) بہنے والے خون سے وضو ٹوٹنے پر بحث میں ص ۱۳۸ پر حضرت ابن عباسؓ کی روایت پیش کی اور اس کے ایک راوی عبدالمالک پر بحث کرتے ہوئے انہیں مجہول لکھا ہے۔

(۵) نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نماز کے سلسلے میں بحث کرتے ہوئے ص ۱۹۱ پر قیس بن عمر الانصاریؓ کی روایت کو پیش کیا اور ص ۱۹۲ پر لکھا واضح رہے کہ اس حدیث کی بعض سندیں مرسل ہیں“

(۶) اقامت کے بعد سنت فجر پڑھنے کے متعلق ابن ابی شیبہؓ کی روایت کو پیش کیا ہے اور ص ۲۲۰ پر لکھا ”یہ روایت مرسل ہے“

(۷) ص ۲۲۱ پر مذکورہ سلسلہ میں روایت کو پیش کیا اور لکھا ”مذکورہ بالا روایات کی سندیں اگرچہ کمزور ہیں۔“

(۸) ص ۲۲۲ پر اسی سلسلے میں روایت پیش کرتے ہوئے لکھا ”مذکورہ بالا روایت کی سند کے دور وادہ پر اگرچہ کلام ہے۔“

(۹) دو قرآنی آیتوں سے رکوع کے وقت رفع الیدین کے مسنون ہونے پر دلیل قرار دی ہوئی روایت پر بحث کرتے ہوئے ص ۳۲۱ پر راوی اصغ بن نباتہ کو ضعیف قرار دیا۔

(۱۰) رفع الیدین نماز کی زینت ہے اس بارے میں ایک روایت کو پیش کیا اور ص ۳۳۰ پر لکھا ”ایک صحابی اور دو تابعین کی زینت نماز قرار دی ہوئی یہ بات حکماً حدیث نبوی ﷺ کا درجہ رکھتی ہے۔“

(۱۱) حضور اکرم ﷺ وصال تک رفع الیدین کرتے رہے اس سلسلے میں ص ۳۳۱ پر عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کو پیش کیا اور ص ۳۳۲ پر لکھا مذکورہ بالا روایت پر مفتی نذیری نے کلام کیا ہے مگر ہم اسے اس کے شواہد و متابع کی بناء پر صحیح قرار دیتے ہوئے ہیں۔

(۱۲) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے رفع الیدین کے سلسلے میں میمونؓ کی روایت کو پیش کیا ہے اور ص ۳۳۹ پر لکھا مگر اس روایت کی سند لائق بحث و نظر ہے۔

(۱۳) ص ۳۵۹ اور ص ۳۶۰ پر حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایت کو پیش کرتے ہوئے لکھا اس میں تدلیس پائی جاتی ہے۔ اور مسند ابی یعلیٰ کی روایت میں بھی تدلیس کا اقرار کیا۔

(۱۴) رفع الیدین سے متعلق حدیث ابن عمرؓ کو جزاء رفع الیدین سے پیش کیا اور اس کے متعلق ص ۳۶۱ پر تحریر فرمایا ”یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے یعنی صرف فعل

ابن عمرؓ ہے مگر معنوی طور پر یہ مرفوع حدیث نبوی کے حکم میں ہے۔“

(۱۵) ص ۳۶۲ پر محارب بن دثار کی روایت پیش کر کے لکھا ”مذکورہ بالا حدیث کے سبھی رواۃ ثقہ ہیں، عاصم بن کلیب پر صرف اتنا کلام ہیکہ جس روایت کی نقل میں منفرد ہیں وہ حجت نہیں۔“

(۱۶) ص ۳۶۳ پر حضرت نافع کی روایت کو پیش کیا اور لکھا کہ ”مذکورہ بالا حدیث کے رواۃ ثقہ ہیں صرف اس کے راوی عیسیٰ بن ابی عمران رملی مجروح ہیں۔“
(۱۷) ص ۳۶۵ پر حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ”اس حدیث کے سبھی رواۃ ثقہ ہیں البتہ اس کے ایک راوی اسماعیل بن عیاش جب غیر شامی رواۃ ہے سے روایت کرتے ہیں تو وہ بلا متابع قابل استدلال نہیں ہوتی۔“

(۱۸) ص ۳۶۶ پر حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کر کے بعد تحریر فرمایا ”اس روایت کے بنیادی راوی نصر بن کثیر سعدی ازدی کے بابت ابن حبان نے کہا ثقہ رواۃ کے حوالہ سے موضوع روایات نقل کرتا تھا اس سے استدلال کسی حال میں بھی جائز نہیں۔“

(۱۹) ص ۳۶۷ پر حضرت ابن عباسؓ کی ابن ماجہ کی روایت پیش کر کے لکھا ”اس سند کے بنیادی راوی عمر بن رباح عبدی بصری..... مجروح وغیرہ ثقہ ہیں۔“
(۲۱) ص ۳۷۲ پر حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی روایت کو پیش کیا اور لکھا کہ ”اس روایت کی سند کے راوی نصر بن باب بن سہل خراسانی مروزی متوفی ۱۹۳ھ متروک وغیرہ ثقہ ہیں نصر نے یہ روایت حجاج بن ارطاة سے نقل کی جو مختلف فیہ مدلس ہیں۔“

(۲۲) ص ۳۷۲ پر ابن ماجہ کی روایت پیش کر کے تحریر فرمایا ”اس سند کی بنیادی راوی افدہ بن قضاۃ غسانی متروک وغیرہ ثقہ ہیں اور ان سے اوپر والی سند میں عبید اور ان کے باپ دادا کے درمیان انقطاع ہے۔“

(۲۳) ص ۳۸۶ پر جزء رفع یدین کی روایت کو نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں ”اس روایت کی سند کے سبھی رواۃ ثقہ ہیں البتہ محمد بن اسحاق ثقہ ہونیکے باوصف مدلس ہیں اور یہ روایت بلا تصریح تحدیث معتن نقل کی ہے اس لئے معلول ہے۔“

(۲۴) ص ۳۸۹ پر حضرت عتبہ بن عامر جہنی امام مصر و عامل مصر کے فعل کو نقل کر کے ص ۳۹۰ پر فرماتے ہیں ”مذکورہ بالا حدیث معتبر و حسن سند والی ہے اور معنوی طور پر مرفوع حدیث کے حکم میں بھی ہے۔“

(۲۵) ص ۴۲۳ اور ۴۲۴ پر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے فعل کو تحریر فرما کر لکھتے ہیں ”اور اس حدیث کو ابن عمرؓ کا مرفوعاً روایت کرنا ثابت ہے“

(۲۶) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت پیش کر کے ص ۴۲۸ پر لکھا کہ ”اگرچہ اس کی سند ساقط الاعتبار ہے“

(۲۷) تا وفات رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کی مرفوع روایت کے بارے میں بحث کرتے ہوئے ۵۰۸ پر لکھتے ہیں ”ظن غالب سے کہ حدیث مذکورہ خلوی کی کسی کتاب میں مرقوم ہوگی“

(۲۸) ص ۵۷۸ پر امام عبد الرزاق سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت کو پیش کر کے تحریر فرماتے ہیں ”اس حدیث کا معنوی طور پر مرفوع ہونا ظاہر ہے۔“

(۲۹) ص ۶۰۰ پر حضرت ابویوبؓ کی روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”کیا جس حدیث کو اکثر محدثین موقوف اور تھوڑے سے مرفوع کہیں اس کا مرفوع ہونا غلط ہوتا ہے۔“

(۳۰) ص ۶۰۷ پر تحریر فرماتے ہیں ”ایک منقطع السند روایت میں ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ کے اس طریق و تر پر ابن مسعودؓ نے نکیر کی تو.....“

(۳۱) ص ۶۱۴ پر امام محمد بن نصر مروزی کے قول کو نقل کے فرمایا ”افسوس یہ ہے کہ محمد بن نصر مروزی کی کتاب اللیل کی بہت ساری روایات کی سند والے کو امام احمد بن علی مقریزی نے تلخیص کی غرض سے حذف کر دیا..... اس لئے مذکورہ بالا حدیث کی سند پر حکم لگانے سے قاصر ہیں۔“

(۳۲) مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کو پیش کر کے ۶۱۴ پر لکھتے ہیں ”لیث مخطوط ہو گئے تھے۔“

(۳۳) ۶۱۶ پر حضرت عمرؓ کے فعل کے بارے میں ایک روایت پیش کر کے راوی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ”موصوف قابوس صحیح الحدیث نہیں مگر حسن الحدیث ہیں۔“

(۳۴) نماز عید کی زائد تکبیروں پر بحث کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ کی روایت کو پیش کر کے ص ۶۵۲ پر لکھتے ہیں ”ہاں منفرد احکام و دارقطنی و بیہقی والی اس روایت کی سند کے بعض رواۃ پر کلام ہے۔“

(۳۵) ص ۶۵۲ پر حضرت ابن عباسؓ کی روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ ”اس کی سند بھی اگرچہ ضعیف ہے.....“

(۳۶) ص ۶۵۲ پر امام محمد بن علی باقر کی روایت کے سلسلے میں لکھا ”اس کی سند میں اگرچہ کچھ کلام ہے۔“

عجلت میں ورق گردانی کرتے ہوئے یہ حال ہے صرف ان روایات کا جن کا غیر صحیح ہونا خود مصنف کے اقرار سے ہے اگر دیگر روایات کا بالتفصیل جائزہ لیا جائے تو نہ جانے کتنی روایات ”غیر صحیح“ ثابت ہوں گی۔ جن کو مصنف نے موقوف و ضعیف و معلول ہوتے ہوئے بھی اپنی اختراعی اصطلاحات ”تواتر معنی“، ”حدیث متواتر المعنی“، ”حدیث متواتر واضح المعانی“، ”متواتر المعنی سند“ وغیرہ وغیرہ کے ذریعے نہ صرف ”صحیح“ بلکہ ”متواتر“ تک لکھ دیا ہے۔

سوالات

غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہماری دلیل صرف صحیح احادیث ہیں، لیکن ”رسول اکرمؐ کا صحیح طریقہ نماز“ نامی اس کتاب کے جائزے میں جہاں ضعیف احادیث، موضوع احادیث، غیر نبی کے اقوال و افعال کی نشاندہی کی گئی ہے، وہیں یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ اس کتاب کے سلسلہ میں دعویٰ ہے کہ یہ مکمل نماز کا خاکہ ہے۔ لیکن مکمل نماز تو دور کی بات ہے صرف ایک رکعت نماز کے بھی مکمل دلائل موجود نہیں ہیں۔ ایک رکعت نماز میں جن امور کے دلائل اس کتاب میں نہیں پیش کئے گئے ان میں سے چند امور یہ ہیں: امام اور مقتدی کی تکبیرات انتقالیہ، سورۃ فاتحہ پڑھنا، مقتدی کا آمین بالجہر کہنا، قومہ میں ہاتھ چھوڑنا، رکوع اور سجدہ میں تسبیحات پڑھنا۔ اسلئے جو حضرات اس کتاب کی ترویج و اشاعت میں لگے ہوئے ہیں ان کے ذمہ لازم ہے کہ درج ذیل سوالات کے جوابات دیں

(۱) امام تکبیرات بلند آواز سے کہتا ہے اور غیر مقلدین آہستہ سے کہتے ہیں۔

(۲) امام سورۃ فاتحہ بلند آواز سے پڑھتا ہے اور غیر مقلدین آہستہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳) امام جب ”ولا الضالین“ کہتا ہے تو غیر مقلدین (مقتدی) بلند آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۴) غیر مقلدین جب بھی قیام کی حالت میں ہوتے ہیں تو ہاتھ باندھتے ہیں لیکن قومہ میں (رکوع سے اٹھنے کے بعد) ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

(۵) رکوع میں امام بھی اور غیر مقلدین بھی آہستہ سے ”سبحان ربی العظیم“ کہتے ہیں۔

(۶) سجدہ میں امام بھی اور غیر مقلدین بھی آہستہ سے ”سبحان ربی الاعلیٰ“ کہتے ہیں۔

کیا مذکورہ امور میں آپ کے پاس دلیلیں (صحیح صریح احادیث) ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو احادیث پیش کیجئے۔ اور اگر جواب نہیں میں ہے تو تحریر فرمائیں آپ غیر مقلدیت چھوڑیں گے یا اسلام؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”فضائل اعمال یا بربادی اعمال“ نامی کتاب کا ایک مختصر جائزہ اور تبصرات

”تبلیغی نصاب یا تخریبی نصاب، فضائل اعمال یا بربادی اعمال“ نامی کتاب شارح محمد پانکرا ایم ایس سی نے تبلیغی جماعت کے نصاب ”فضائل اعمال“ میں غلطیاں تلاش کرنے کیلئے لکھی اور اسکے ذریعہ عوام کو تبلیغی نصاب سے برگشتہ کر نیکا ارادہ بھی ہے خود مصنف ص ۴۲ پر لکھتے ہیں۔ ”ہماری کتاب کے صفحات اجازت نہیں دیتے کہ فضائل اعمال کی تمام موشگافیوں کو طشت از بام کیا جائے۔“ اور ص ۴۳ پر لکھتے ہیں ”البتہ فضائل رمضان میں ڈھونڈنے کے باوجود ہمیں کوئی کمزور شق نظر نہیں آئی“ چنانچہ مذکورہ کتاب کا مقصد ہی یہ سمجھ میں آیا کہ عوام جو اس (تبلیغی) جماعت کے ذریعہ انسان بن رہے ہیں انہیں اس سے بدظن کیا جائے لیکن اس کتاب کے مختصر سے جائزہ پر یہ سمجھ میں آیا کہ

شیشے کے گھر میں بیٹھ پتھر ہیں پھینکتے دیوار آہنی پہ ، حماقت تو دیکھئے

عوام الناس مصنف کی اس دروغ گوئی سے جھانسنے میں نہ آئیں اس لئے جائزہ اور تبصرات پیش خدمت ہیں۔ اس جائزہ میں کچھ سوالات بھی قائم ہو گئے ہیں اسلئے جو حضرات اس کتاب کی ترویج و اشاعت میں لگے ہوئے ہیں ان کے ذمہ لازم ہے کہ وہ ان سوالات کے جوابات بھی دیں۔

ص ۵ پر ہے ”پیش لفظ ضرور پڑھیے“

تبصرہ :- اسلئے کہ یہ ایک غیر سند یافتہ کا تحریر کردہ ہے۔ ص ۶ پر خود مصنف لکھتے ہیں ”میں کوئی سند یافتہ عالم نہیں۔ شرعی مسائل پر کوئی کتاب لکھنے کیلئے میں سند کو ضروری بھی نہیں سمجھتا۔“ جبکہ اپنے ”مفید مشورے“ میں مصنف حضرت جی سے درخواست کرتے ہیں۔ ”اس نئی کتاب کی تالیف کیلئے علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے“ ”صحابہ کے قصے بیان کرتے وقت صرف وہی واقعات لئے جائیں جو صحیح سند سے ثابت ہیں اور ان کے صحیح ہونے پر کسی کو اختلاف نہ ہو۔“ (ص ۷۰)

ص ۹ پر ہے :- (۱) ”تبلیغی نصاب کی مشرکانہ تعلیمات“ ص ۱۰ پر ہے ”احوالہ: فضائل درود ص ۱۰۸ یا ص ۱۰۹ واقعہ ص ۴۶ :- حضرت سفیان ثوریؒ نے دیکھا کہ ایک شخص قدم قدم پر درود پڑھتا ہے تو اس کی دلیل پوچھی۔ تب سے میں قدم قدم پر درود پڑھا کرتا ہوں۔“

ص ۱۱ پر ہے :- (۲) حوالہ :- فضائل درود ص ۱۰۶ یا ص ۱۰۷ واقعہ ص ۴۳ :- ”حضرت سفیان ثوریؒ نے ایک شخص کو قدم قدم پر درود پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کی وجہ پوچھی۔۔۔۔۔ اسی لئے میں قدم قدم پر درود پڑھتا ہوں۔“ مذکورہ دونوں واقعات بیان کر کے مصنف نے کچھ اشکالات بیان کیا ہے۔ اور لکھا کہ ”بہر حال ان اشکالات کے تشفی بخش جوابات حاصل کرنے کیلئے ہم نے تبلیغی جماعت سے منسلک علماء، بزرگان دین اور پرانے ساتھیوں سے رجوع کیا۔۔۔۔۔ بعض نے عجیب عجیب تاویلات پیش کیں۔“ آگے ص ۱۳ پر موصوف نے چھ تاویلات کو پیش کیا چھٹی تاویل میں وہ لکھتے ہیں ”بعض نے کہا کہ چونکہ خواب کا واقعہ ہے اور خواب میں کچھ بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس سے کوئی دلیل نہیں نکلتی۔ (ص ۱۵)“ ص ۱۷ پر لکھتے ہیں ”واقعہ نمبر اکو بھی خواب پر محمول کیا جائے تب بھی بات نہیں بنتی۔“ یعنی مصنف نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ دونوں واقعات اصل میں خواب ہیں۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے

کہ خود حضرت شیخؒ نے فضائل درود شریف ص ۸۲ پر پانچوں فصل میں مختلف واقعات بیان کرنے سے قبل تحریر فرمایا ہے ”درود شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم اور حضور اقدس ﷺ کے پاک ارشادات کے بعد حکایات کی کچھ زیادہ اہمیت نہیں رہتی لیکن لوگوں کی عادت کچھ ایسی ہے کہ بزرگوں کے حالات سے ترغیب زیادہ ہوتی ہے اسی لئے اکابر کا دستور اس ذیل میں کچھ حکایات لکھنے کا بھی چلا آ رہا ہے حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ایک فصل زاد السعد میں مستقل حکایات لکھی ہیں۔ جس کو بعینہ لکھتا ہوں“ ملاحظہ ہو ان واقعات کو خود حضرت شیخؒ زیادہ اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔ بلکہ صرف ترغیب کے لئے لکھ رہے ہیں۔ اب یہ بیچارے مصنف کی علمی قابلیت کا نمونہ ہے کہ واقعات اور وہ بھی خواب کے واقعات سے مختلف سوالات تیار کر کے ان کو عقائد کا درجہ دے رہے ہیں نیز ان خوابوں سے شرک تک کا فیصلہ صادر فرما رہے ہیں۔ سوال یہ قائم ہوتا ہے کہ کیا عمل صالح کی ترغیب کیلئے خواب نقل کرنے پر شرک کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟ اب رہ گیا ان خوابوں کی حقیقت کا فیصلہ تو مصنف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں ”قارئین حضرات ان واقعات کی حقیقت جاننے کیلئے بے چین ہوں گے دراصل جہاں تک میں نے غور کیا مجھے یہ دونوں واقعات بگس (جعلی) معلوم ہوتے ہیں۔ (ص ۲۱)“ مصنف کی تحقیق کا یہ حال ہے کہ کسی بھی واقعہ کی اصل اور نقل کی بنیاد ان کی غور و فکر پر ہوتی ہے اصل واقعہ کی تحقیقات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا یعنی واقعات کے سچ یا جھوٹ ہونے کی بنیاد صرف ان کی ذہنی اتج ہوتی ہے۔

ص ۲۴ پر ہے ”(۲) تبلیغی نصاب کی بناوٹی احادیث“

تبصرہ:- مصنف کی تحریر سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ گویا حضرت شیخؒ نے احادیث گڑھ لی ہیں۔ لیکن اصل معاملہ تو کچھ اور ہی ہے مصنف کی یہ خیانت ہے کہ انہوں نے حدیث کی شرح بیان کر نیکے طریقے پر بھی عوام کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کی ہے مثلاً مصنف نے فضائل اعمال سے چار روایت کو پیش کیا ہے کہ یہ تمام احادیث بناوٹی ہیں (نعوذ باللہ) ص ۲۷ پر لکھتے ہیں۔ ”یہ صرف چار نمونے کے طور پر ہیں۔ ورنہ پوری کتاب میں کئی موضوع احادیث آپ کو ملے گی اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ یہ کتاب تبلیغی نصاب ہے یا تخریبی نصاب فضائل اعمال ہے یا بربادی اعمال“ مصنف عوام کو جھانسنہ دے رہے ہیں۔ دراصل اکثر محدثین کرام کا حدیث کی شرح کا طریقہ یہ رہا ہے کہ کسی حدیث کی تائید یا اپنے موقف کی حمایت میں بہت سی دیگر روایات کی پیش کش کرتے ہیں۔ کبھی ان تائید کرنے والی روایات کا درجہ بتاتے ہیں اور کبھی نہیں بتاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو، بخاری شریف کی شرحیں فتح الباری، عمدۃ القاری، نیز صحاح کی دیگر شرحیں وغیرہ وہی طریقہ حضرت شیخؒ نے اپنایا ہے بلکہ اکثر جگہ روایات کا درجہ بتا بھی دیا ہے۔ لیکن مصنف عوام کو گمراہ کرنے کیلئے اسے حدیث گڑھ سے تعبیر کر رہے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسی کتاب لکھنا اپنے ایمان کو غارت کرنا ہے تو کیا فتح الباری و دیگر محدثین کی شرحوں پر یہی حکم لگایا جائے گا:

ص ۲۸ پر ہے ”(۳) تبلیغی نصاب کا عجائب گھر“

تبصرہ:- غیر مقلدین اور کچھ ترقی یافتہ حضرات کے نزدیک فرائض و سنن کے علاوہ نمازیں یا عبادات بدعت ہیں۔ بے چاروں کو اللہ رب العزت کی عبادات کے مقابلے میں اپنی آنکھ، جسم، اور بیوی بچوں کے حقوق زیادہ یاد ہیں۔ اسلئے انکے تصور میں اس قسم کی عبادات ممکن ہی نہیں بے چارے بہت سے تو، رات بھر عبادت کرنے کو بدعت کہتے ہیں بلکہ انکے نزدیک رات بھر وضو باقی رہنا ہی ناممکن باتوں میں سے ہے۔ اس کیوجہ ان کی رب العزت کی عبادت کی حلاوت سے نا آشنائی ہے۔ مصنف نے اس باب میں پانچ واقعات کو مثلاً پیش کیا ہے اور ان کے نزدیک یہ رہبانیت ہے۔ جو اولیاء اللہ کا وطیرہ رہا ہے وہ ان بے چاروں کے نزدیک بدعت و عجیب و غریب واقعات ہیں۔ اللہ کے حق کے مقابلے میں بیوی بچوں اور جسم کے حقوق تلاش کرتے کرتے انہیں ایک نیا فرض

دریافت ہو گیا ہے۔ آج تک اسلام کے پانچ فرائض سنتے آئے تھے اب ایک نیا فرض بھی سامنے آ گیا اور وہ ہے رات کا سونا۔ چنانچہ ص ۲۹ پر لکھتے ہیں جب آپ ”سنت کے اتنے پابند ہیں تو پھر کیا رات میں سونے کا حکم نہیں آیا ہے؟“

سوال :- اسلام کے پانچ فرائض کی طرح کیا آپ کے نزدیک رات میں سونا بھی فرض ہے؟ کس دلیل سے؟ بغیر اگر مگر کے جواب دیجئے۔

ص ۳۱ پر ہے ”(۴) اوٹ پٹانگ واقعات“ اس باب میں مصنف نے فضائل صدقات سے تین واقعات کو پیش کیا ہے۔ ”(۱) شیخ ابو یعقوب سنوتیؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو نظہ کے وقت مر جاؤں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے (فضائل صدقات ص ۶۷)“ (۲) ”ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک اور بزرگ ان کے رفیق آئے انہوں نے غسل دیا (فضائل صدقات ص ۶۷)“ (۳) ”ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ وہ روزانہ ایک ہزار رکعت نماز کھڑے ہو کر پڑھتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کسی نے ان کو مرض الموت کے علاوہ لیٹے ہوئے نہیں دیکھا (فضائل صدقات ص ۴۷-۴۸)“۔

تبصرہ:- واقعات کے سلسلے میں حضرت شیخ نے فضائل نماز ص ۸۸ پر لکھا ہے ”آخر میں اس امر پر تنبیہ ضروری ہے کہ حضرات محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسع ہے اور معمولی ضعف قابل تسامح، باقی صوفیا کرام رحمہم اللہ کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ تاریخ کا درجہ حدیث کے درجے سے کہیں کم ہے۔“ یعنی واقعات کو تاریخ کا درجہ حاصل ہے قرآن وحدیث کا نہیں اور وہ بھی ترغیب کے لئے نقل کئے جاتے ہیں ان کا مسائل سے کوئی تعلق نہیں ان قصوں میں سے اکثر قصے ”روض“ نامی کتاب سے نقل کئے گئے ہیں جو لغو اور اوٹ پٹا نگ نہیں تسلیم کی جاتی۔

سوال :- کیا ترغیب کے لئے واقعات نقل کرنا اوٹ پٹا نگ حرکت ہے۔؟

ص ۳۳ پر ہے ”(۵) تبلیغی نصاب کے بے ہودہ اشعار“ اس ضمن میں مصنف نے تبلیغی نصاب کے پانچ اشعار کو پیش کیا ہے اور انہیں بے ہودہ اشعار کہا ہے نیز اسے بت پرستی سے تعبیر کیا ہے۔

تبصرہ:- کاش کے مصنف تنقید کرنے سے پہلے خانقاہی تصوف کی کوئی مستند کتاب پڑھ لیتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ جن اشعار کو عوام عشق مجازی پر محمول کرتے ہیں وہی اشعار اولیاء اللہ کے نزدیک عشق حقیقی کیلئے پڑھے جاتے ہیں۔ مصنف یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اشعار کا لکھنا ادبی ضرورت کے تحت ہوتا ہے لیکن چونکہ تنقید کرنا ہے اس لئے تنقید کئے جا رہے ہیں۔

ص ۳۵ پر ہے۔ ”(۶) حکایات صحابہ“ (۱) ”حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی آنکھ میں جب پانی اتر آیا تو آنکھ بنانے والے حاضر خدمت ہوئے۔۔۔۔۔۔ جو شخص ایک نماز بھی جان کر چھوڑ دے وہ حق تعالیٰ شانہ سے ایسی طرح ملے گا کہ حق سبحانہ تقدس اس پر ناراض ہونگے (حکایات صحابہ ص ۶۰)۔“ ص ۳۵ میں مصنف لکھتے ہیں ”یہ واقعہ جناب نے درمنثور سے نقل کیا ہے جو ایک غیر مستند کتاب ہے۔

تبصرہ:- کتاب لکھنے کیلئے سند کو ضروری نہ سمجھنے والے مصنف کو درمنثور بھی غیر مستند نظر آرہی ہے بڑی حیرت کی بات ہے ص ۳۵ پر مصنف لکھتے ہیں ”کیا مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ کو اتنی سی بات کا علم نہیں تھا کہ علاج کرنا فرض ہے اور اس سے روگردانی کر کے آنکھ کو کھودینا گناہ ہے؟۔“

سوال:- اسلام کے پانچ فرائض کی طرح کیا آپ کے نزدیک علاج کرنا بھی فرض ہے اور اس سے روگردانی کرنا گناہ ہے؟ دلیل دیجئے۔

ص ۳۶ پر ہے ”(۲) پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں جب روم کی لڑائی ہوئی تو اس میں عکرمہ بھی شریک ہوئے اور یہ بھی ساتھ تھیں۔ حضرت

تیسری بات مصنف لکھتے ہیں۔ ”بتائیے یہ مذکورہ صحابی اور صحابیہ کی شان میں گستاخی ہے کہ نہیں“ حضرت شیخ نے لکھا ہے ”اسی سفر مرج الصفر ایک جگہ کا نام ہے وہاں رخصتی کا ارادہ کیا۔۔۔۔۔ اور وہیں ایک منزل پر خیمہ میں رخصتی ہوئی۔“ یہ کوئی شرمناک بات نہیں اور نہ ہی اسلامی شان یا مسئلہ کے خلاف ہے۔ امام بخاریؒ نے تو باقاعدہ ایک باب باندھا ہے ”تازہ شادی کی ہو اور وہ جہاد میں جائے“ اس باب میں جابرؓ کی حدیث ہے۔ اور اس کے بعد باب باندھا ہے ”اگر تازہ شادی کی ہو تو اپنی بیوی سے صحبت کر کے جہاد میں جائے۔“ اس باب میں ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے (صحیح بخاری ص ۴۱۶-۴۱۷ ج ۱) دراصل مصنف کی یہ تمام باتیں اسلامی مسائل سے جہالت کی بناء پر ہیں۔

ص ۳۷ پر ہے ”(۳) احد کی لڑائی میں جب نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور یاسر مبارک میں خود کے دو حلقے گھس گئے تھے۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ دوڑے ہوئے آگے بڑھے۔۔۔۔۔۔۔ ان حلقوں کے نکلنے سے حضور ﷺ کے پاک جسم سے خون نکلنے لگا۔ تو حضرت ابو سعید خدریؓ کے والد ماجد مالک ابن سنانؓ نے اپنے لبوں سے اس خون کو چوس لیا اور نگل لیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس خون میں میرا خون ملا ہے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی“

(حکایات صحابہ ص ۱۷۲-۱۷۳)

تبصرہ:- مصنف نے یہاں خون کے حرام ہونے کی بحث چھیڑی ہے۔ خون پینا حرام ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہے لیکن مصنف ص ۳۷ پر لکھتے ہیں ’مولوی زکریا صاحب نے اس واقعہ کو نقل کر کے خون جیسی حرام شے کے حلال ہونے کی تصدیق فرمادی ہے۔“ مصنف نے فضائل اعمال کے خلاف لوگوں کو ورغلانے کے..... کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے ایک صحیح بات کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے ”فضائل اعمال“ نام ہی اس بات کا ثبوت، ہیکہ اس کتاب سے ترغیب مقصود ہے اس سے مسائل کا استنباط نہیں کیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ نے یہ واقعہ بارہویں باب میں ”حضور اقدس ﷺ کے ساتھ محبت کا نمونہ“ کے تحت ذکر کیا ہے۔ اس واقعہ سے ان کا مقصود صحابہ کرامؓ کی حضور اقدس ﷺ سے محبت کو دکھانا ہے۔ رہ گئی یہ بحث کہ ”حضور ﷺ کے فضائل، پیشاب پاخانہ سب پاک ہیں۔“ اس معاملے میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور علمائے اہلسنت حضور ﷺ کے فضائل کے ظاہر ہونے کے قائل ہیں۔ اور اس کو حضور اقدس ﷺ کی خصوصیت بتاتے ہیں۔ حضرت شیخ نے ”کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات“ میں اعتراض پر مفصل بحث فرمائی ہے وہاں دیکھا جا سکتا ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ مصنف نے اس واقعہ پر جس ڈھنگ سے بحث کی ہے وہ قابل شرم اور قابل تشویش ہے اس بحث میں مصنف کے جملے ملاحظہ ہوں۔ ”بالفرض یہ مان لیا جائے کہ چند صحابہ کو اس آیت کا علم نہیں تھا یا محبت کے جوش میں آ کر انہوں نے خون پی لیا۔ تو یہ بات کس طرح ہضم ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع کرنے کی بجائے الٹے اور ترغیب دی دوزخ سے خلاصی کی بشارت دی اور آئندہ کیلئے بھی اجازت مرحمت فرمادی۔“ (ص ۳۹) ”کیا رسول اللہ ﷺ نے قرآن کے خلاف عمل کی تائید فرما کر اپنی ذیوٹی سے کوتاہی کی؟“ (ص ۳۹) (نعوذ باللہ من ذلک)

ص ۴۰ پر ہے ”(۷) فضائل نماز“ ”کیا حضرت امام ابو حنیفہؒ عالم الغیب تھے؟“

”حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا قصہ مشہور ہے کہ وضو کا پانی گرتے ہوئے یہ محسوس فرما لیتے تھے کہ کون سا گناہ اس میں ڈھل رہا ہے“ (فضائل نماز ص ۱۳) ”دوسری بات یہ کہ امام اعظم کو اللہ تعالیٰ نے جزوی طور پر عالم الغیب بنایا تھا کہ آپ کو لوگوں کے گناہ پر اطلاع ہو جاتی تھی؟ یہ صفت تو رسول اللہ ﷺ کو بھی نہیں ملی؟“ ”تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ عیوب کو چھپانے والا ہے وہ کس طرح کسی کو ایسی قوت عطا فرمائے گا کہ لوگوں کے گناہ عیاں ہو جائیں۔“

تبصرہ:- اسے کہتے ہیں نیم ملا خطرہ ایمان۔ اس واقعہ سے بیچارے مصنف کی عقل میں تین باتیں عیاں ہوتی ہیں اور تینوں انتہائی خطرناک جس سے ایمان

تک خطرے میں ہو جائے اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ جو کچھ ان کی سمجھ میں آتا ہے وہی بات سچ ہے۔ ایک تو مجتہد مطلق دوسرے اللہ کے رسول ﷺ اور تیسرے اللہ رب العزت کی ذات کے سلسلے میں ان تمام گمراہ کن خیالات کی بنیاد صرف یہ مفروضہ ہے کہ کوئی شخص کسی بھی حالت میں کسی کے گناہوں پر مطلع نہیں ہو سکتا اور اسی مفروضے کی بنیاد پر یہ تمام پُرخطر تحریریں سر دکا غز کردی جبکہ موصوف کو پہلے اپنے مفروضے کی جانچ کرنا چاہئے ان کا یہ مفروضہ صراحٹاً رد ہوتا ہے ایک حدیث ہے وہ یہ ہے کہ ”حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی ﷺ دو قبروں پر گذرے دونوں پر عذاب ہو رہا تھا۔ پس فرمایا بے شک ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کبیرہ گناہوں پر عذاب نہیں دیا جا رہا ہے (بلکہ) ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا جغلی کرتا تھا۔-----“ (صحیح بخاری ص ۱۸۲ ج ۱) اور دور روایات تو خود حضرت شیخؒ نے فضائل رمضان میں تحریر کی ہیں۔ ”نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت بن گئی ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں صحابہ کرامؓ نے نبی ﷺ سے دریافت کیا تو حضور ﷺ نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھانا ہوا خون نکلا لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ کی حلال روزی سے روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں (فضائل رمضان ص ۲۷)۔ دوسری روایت ہے کہ ”نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلل کرو انہوں نے عرض کیا ہم نے آج گوشت چکھا بھی نہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے (معلوم ہوا کہ اس کی غیبت کی تھی) (فضائل رمضان ص ۲۸)۔“

ان روایات سے مصنف کی تینوں باتوں کی واہی بتا ہی رد ہو گئی اور مصنف کا مفروضہ ”کوئی شخص کسی بھی حالت میں لوگوں کو گناہوں پر مطلع نہیں ہو سکتا۔“ ریت کی ڈھیر کی طرح ڈ..... گیا۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ کی ستاری کی صفت پر کوئی حرف نہیں آتا یہ صرف مصنف کی منطق تھی۔

ص ۴۰ پر ہے ”ایسے ہی حضرات (بزرگوں اور مشائخ) کی خوشنودی وسیلہ نجات اور کفارِ ہسیات ہو سکتی ہے“ (فضائل تبلیغ ص ۳)۔

تبصرہ:- مصنف ص ۴۱ پر لکھتے ہیں ”شریعت سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ اللہ کی خوشنودی، ہی نجات کا ذریعہ ہو سکتی ہے دوسرے کسی بھی بزرگ، عالم، ولی پیر اور صوفی کی خدمت کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا اور گناہوں کے کفارہ کا پروانہ حاصل کرنا کون سی شریعت میں ہے؟“ جب امیر کی اتباع (چاہے وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو) والدین کی اطاعت (چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو) اور خاوند کی خوشنودی (چاہے وہ غیر صالح کیوں نہ ہو) اللہ کی خوشنودی اور گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ بن سکتی ہے تو کسی استاذ بزرگ عالم کی خوشنودی اللہ کی خوشنودی اور کفارہ سیئات کیوں نہیں بن سکتی انہوں نے کیا قصور کیا ہے؟ اگر مصنف نے کسی کے سامنے زنانہ تملیذ تہہ کیا ہوتا تو یہ سوال ان کے ذہن میں نہ پیدا ہوتا۔

ص ۴۱ پر ہے ”(۹) فضائل ذکر۔“ ”یعنی ہر فعل جو اچھا ہو یا برا گناہ ہو یا نیکی اعمال نامے میں اس کا اندراج ہونا ضروری ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کلیہ ہے۔“ مصنف نے دو روایات پیش کی ہیں (۱) مسند ابویعلیٰ میں بروایت حضرت عائشہؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے بھی نہ سن سکے ستر درجہ و چند ہوتا ہے۔۔۔۔۔ تو ارشاد ہوگا کہ ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں وہ ذکر خفی ہے (فضائل ذکر ص ۴۳)۔“ اور دوسری روایت ”مواہب لدینہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہو جائیں گی۔۔۔۔۔ اور یہ درود شریف ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا۔ (فضائل درود ص ۸۸)۔“

تبصرہ:- مصنف نے دو آیتیں پیش کر کے ایک کلیہ پیش کر دیا اور اس کے استعمیات سے انکار کر دیا بلکہ جو استعمیات روایات میں آئی ہیں انہیں آیت کے مقابلے میں فرض کر لیا۔ حالانکہ اللہ رب العزت قادر مطلق ہے جس چیز کو چاہے استعمیات سے رکھ سکتا ہے اس کو روکنے والا کون ہے؟ جب کہ صحیح روایات سے

ہمیں کوئی کمزور شق نظر نہیں آئی۔“

تبصرہ:- مصنف کا یہ جملہ اس بات کا اعتراف ہے کہ انھوں نے یہ کتاب ”فضائل اعمال“ پر کچھ اچھالنے کیلئے لکھی ہے۔
ص ۴۴ پر ہے۔ ”(۱۱) فضائل درود“ مصنف نے ص ۴۴ سے ص ۴۸ تک فضائل درود سے چھ واقعات کو نقل کیا ہے۔

تبصرہ:- درود شریف کی ترغیب کیلئے جو واقعات حضرت شیخ نے تحریر فرمائی ہیں اسکے سلسلے میں مصنف محاسبہ کا ارادہ رکھتے ہیں یہ اسلئے کہ بے چارے ناقد صاحب کو علم و تحقیق کی ہوا بھی نہیں لگی ہے ورنہ اہل علم جانتے ہیں کہ قصص و واقعات جس کو تاریخ کہتے ہیں وہ عبرت و نصیحت کیلئے لکھے اور بیان کئے جاتے ہیں۔ تاریخ سے نہ تو عقائد و احکام ثابت ہوتے ہیں اور نہ اس سے یہ مقصد حل ہوتا ہے تاریخی واقعات کو اصول حدیث پر نہیں پرکھا جاتا کیونکہ ان پر حرام و حلال، فرض واجب اور مکروہ و مستحب جیسے اہم شرعی امور کا فیصلہ نہیں ہوتا حضرت شیخؒ نے جہاں بھی تاریخی واقعات کو پیش کیا ہے اس سے مقصد عبرت و نصیحت و ترغیب ہے۔ مصنف نے ان واقعات پر تبصرہ کے ضمن میں جس قسم کے جملے استعمال کئے ہیں ان سے رجوع کر لینا چاہئے۔ مثلاً ”مزید یہ کہ کیا آنحضرت ﷺ حاضر و ناظر مشکل کشا تھے جو آپ ﷺ کو ادھر خبر ہو گئی کہ جہاز غوطے میں ہے چلود دکر نے کیلئے چلیں پھر خود خواب میں آکر غلط علاج بھی تجویز فرما گئے۔“ (ص ۴۵) حضرت شیخؒ نے درود شریف پڑھنے کی ترغیب کیلئے جو واقعہ ص ۷۱ پر بیان فرمایا اس پر مصنف لکھتے ہیں۔ ”یہ بات بالکل نظر انداز کر دی گئی کہ شیطان بھی خواب میں آکر ایسی من گڑھت باتیں بتا سکتا ہے تاکہ لوگ اعمال صالح کی طرف سے بے رغبتی برتیں“

(ص ۴۶)۔ حضور اکرم ﷺ کے بالوں کے سلسلے میں مصنف لکھتے ہیں ”یہ ایک قسم کی بت پرستی کی ترغیب نہیں ہے تو کیا ہے۔“

(ص ۴۷) سورہ حجرات آیت نمبر ۲ میں اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ ”اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔“

(ص ۴۸) پر ہے ”(۱۲) فضائل صدقات“ (۱) رہبانیت کی تعلیم اور صحابہ کی توہین“

تبصرہ:- مصنف لکھتے ہیں ”مگر مولوی زکریا صاحب کس طرح رہبانیت کی تعلیم دے رہے ہیں“ مالک الملک کی رضا کیلئے آخرت میں اپنے اعمال صالحہ کے ذخیرہ کی کوشش کو مصنف رہبانیت سے تعبیر کر رہے ہیں بڑے افسوس کی بات ہے آگے لکھتے ہیں ”کیا صحابہ کرام کی بزرگی اور فضیلت میں برابری کا دعویٰ کرنا اور انہیں چیلنج کرنا صحابہ کی توہین نہیں ہے“ حضرت ابوسالم خولائیؒ کا مذکورہ واقعہ اگر سطحی طور پر بھی پڑھا جائے بجا تب بھی پڑھنے والا اس سے یہ مفہوم لے گا کہ وہ اپنے نفس کو چیلنج کر رہے ہیں نہ کہ صحابہ کرام کو۔ ایک واقعہ سے غلط مفہوم لے کر اس سے صحابہ کی توہین بھی ڈھونڈ لینا انہی جیسے مجتہد کا کام ہے۔

ص ۴۹ پر ہے ”(۲) جنت کو حقیر سمجھنا“ حضرت ممشاد دینوریؒ کے انتقال کے وقت ایک بزرگ انکے پاس بیٹھے تھے وہ ان کیلئے جنت کے ملنے کی دعا کرنے لگے۔ حضرت ممشادؒ نے اور فرمایا کہ تیس برس سے جنت اپنی ساری زینتوں سمیت میرے سامنے آتی رہی میں نے ایک مرتبہ بھی اس کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھا۔“ مصنف لکھتے ہیں ”مگر مولانا صاحب یہ تاثر دیتے ہیں کہ بزرگان دین کیلئے یہ ایک حقیر تحفہ ہے جس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی انہیں پسند نہیں۔“

تبصرہ:- حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرمائیں گے کہ کیا تم کو ایک چیز مزید عطا کروں۔۔۔۔۔ پس وہ روئے حق اور جمال الہی کو بے پردہ دیکھیں گے پس ان کا حال یہ ہوگا (اور وہ محسوس کریں گے) جو کچھ اب تک انہیں ملا تھا ان سب سے زیادہ محبوب اور پیاری چیز ان کیلئے یہی دیدار کی نعمت ہے۔۔۔۔۔ (صحیح مسلم ص ۵۰۰-۵۰۱)۔“

مذکورہ قصہ سے مقصود اسی دیدار حق کی تمنا ہے جنت کو تحقیر سمجھنا نہیں یہ تحقیر کا تصور مصنف کی اپنی اختراع ہے۔

ص ۳۹ پر ہے ”فضائل حج“ (۱) ایک روایت میں نقل کیا گیا حضرت آدمؑ نے ہندوستان سے چل کر ایک ہزار حج کئے ہیں۔“

تبصرہ:- مصنف ص ۵۰ پر لکھتے ہیں ”کیا یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا درجہ اللہ تعالیٰ سے بڑھا دیا۔“ مصنف کی یہ کم علمی ہے کیونکہ علماء کے نزدیک عرش سے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ مکان سے بے نیاز ہیں اور زمین کے اس حصے میں حضور ﷺ کا جسم مبارک موجود ہے۔

ص ۵۱ پر ہے ”(۱۳) نوحہ و ماتم“

تبصرہ:- بے چارے مصنف علامہ جامیؒ کے اشعار پر نوحہ و ماتم کر رہے ہیں

ص ۵۲ پر ہے ”(۱۵) خوابوں کی بارات“ مصنف لکھتے ہیں ”دیگر جماعتوں کے صالح افراد میں کڑی محنت و ریاضت کے باوجود شاید ہی کوئی ہو جو رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا شرف حاصل کر سکے۔“

تبصرہ:- مصنف کی جماعت یا دیگر جماعتیں اگر رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے خواب میں محروم ہے تو بے چاروں کی محرومی ہی ہے اس پر کیا کہا جائے۔

ص ۵۹ پر ہے ”(۳) لمحات فکر“ ”مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج“ ”فضائل رمضان کی مانند یہ کتاب بھی ایک صاف ستھری کتاب ہے۔“

تبصرہ:- ص ۶۲ سے ۶۸ تک مصنف نے وہی تان چھیڑی ہے جو ان کی جماعت کا خاصہ ہے یعنی کیونسوں کی طرح بطور فیشن نعرہ بازی دنیا کے مزدوروں ایک ہو جاؤ۔ روزی روٹی مسئلہ کا حل کیونز م ہے بالکل اسی طرح ان تمام غیر مقلدین کی تان تقلید پر ہی ٹوٹی ہے اور اپنے مسلک کی ترویج کیلئے ان کا نعرہ ہے دنیا کے مسلمانوں ایک پلیٹ فارم پہ آ جاؤ۔ یعنی غیر مقلد بن جاؤ۔

ص ۶۹ پر ہے ”(۱۷) حرف آخر“ ”ایک مفید مشورہ“

تبصرہ:- آخر میں مصنف تبلیغی جماعت اور اس کے کام کی اصلاح کا مشورہ دے رہے ہیں یعنی وہ تبلیغی جماعت کی اصلاح فرمانے کی کوشش میں ہیں جب کہ ص ۵ پر خود ہی اعتراف کر رہے ہیں ”آج پوری دنیا میں اس جماعت کی چلت پھرت سے لوگ نمازی بن رہے ہیں شرعی لباس عام ہو رہا ہے جواری شرابی اور غنڈے اس جماعت کے ذریعے انسان بن رہے ہیں اور نائب ہو کر اعلیٰ مدارج طے کر رہے ہیں تبلیغی جماعت کے کارکنوں کے مخلص ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں تمام جماعتوں سے زیادہ یہ حضرات نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے پابند اور دین کی ترقی کیلئے تن من و دھن کے ساتھ دیوانگی کی حد تک مشغول ہیں۔“

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”نماز نبوی ﷺ“ (جمعیت اہلحدیث مہاراشٹر)

کا مختصر جائزہ اور درمندانہ اپیل

جمعیت اہلحدیث مہاراشٹر کی اصلاحی و دعوتی سرگرمیوں کے تحت مدرسہ محمدیہ، مسجد جیلہ، سلیم منشی نگر، مالگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر کے زیر اہتمام ”نماز نبوی ﷺ“ نامی ایک کتابچہ جون ۲۰۰۳ء میں شائع کیا گیا، اس کتابچے کو مدرسے کے نصاب میں بھی داخل کیا گیا ہے۔ نیز اس کی تقسیم عوام میں بھی جاری ہے۔ مذکورہ کتابچے کی تیاری میں غیر علماء کے ساتھ ساتھ جناب ابورضوان محمدی صاحب (استاذ جامعہ محمدیہ منصورہ) اور جامعہ محمدیہ کے شعبہ حدیث کے صدر الشیخ اقبال المدنی بھی شامل ہیں۔

اس کتابچے کا مختصر جائزہ حاضر خدمت ہے جو کہ صرف ”نماز“ کی حد تک محدود ہے۔ صفحہ نمبر ۵ سے صفحہ نمبر ۳۶ تک روایات اور تحریر کئے گئے دیگر امور کی کل تعداد ۱۶۰ تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے ۱۸ روایات ایسی ہیں جنہیں صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ حوالوں کے ساتھ نقل کیا گیا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ دور روایات مذکورہ احادیث کی کتابوں میں سرے سے موجود نہیں ہیں یعنی یہ بات انکی خود کی ہے لیکن نام حدیث کا ہے۔ ۵۴ روایات ایسی ہیں جن کے الفاظ میں تبدیلی یعنی اصل احادیث کے الفاظ کچھ اور ہیں کتابچہ میں پیش کردہ روایات میں اپنے الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ۹۱ روایات ایسی ہیں جو ”صحیح“ درجے تک نہیں پہنچتی ہیں یعنی وہ روایات ”غیر صحیح“ ہیں جبکہ فرقہ اہلحدیث صرف صحیح احادیث پر عمل کا مدعی ہے۔ ۳۱ روایات ایسی ہیں جو احادیث نہیں ہیں بلکہ غیر نبی کے اقوال ہیں اور فرقہ اہلحدیث کے نزدیک غیر نبی سے استدلال جائز نہیں۔ ۳ جگہوں پر قرآن شریف سے دلائل پیش کئے گئے ہیں ان جگہوں پر ترجمہ میں تحریف ہے اور ایک جگہ تو حوالہ قرآن شریف کا ہے لیکن بات خود کی ہے۔ اس طرح ان پانچ (۵) قسموں کی روایات کی تعداد (۱۲۵) تک پہنچتی ہے مذکورہ کتابچے میں (۱۶۰) پیش کردہ روایات کے مختصر سے جائزے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ [۱] ان میں حوالہ حدیث کا لیکن حدیث نہیں، [۲] حدیث کے الفاظ میں تبدیلی، [۳] غیر صحیح روایات، [۴] غیر نبی کے اقوال سے استدلال اور [۵] ترجمہ، قرآن شریف سے غلط طریقے سے استدلال، اس طرح ان تمام کی تعداد (۱۲۵) تک پہنچتی ہے۔ ایک کتابچہ اور اس کی ایک سو ساٹھ روایات کے جائزے میں (۱۲۵) روایات کے سلسلے میں اتنی خامیاں اور کمزوریاں نظر آئیں۔

جس کتابچے کو داخل نصاب کیا گیا جو کہ طلباء و طالبات کی تعلیمی و تربیتی بنیاد بنے گا اس کتابچے کا یہ حال ہے کہ معاذ اللہ..... ہونا تو یہ چاہئے تھا جس کتاب میں تین چوتھائی سے زیادہ کمزوریاں اور خامیاں ہوں اسے واپس لے لیا جاتا اور حدیث کے سلسلے میں جو عدم احتیاط کا معاملہ سرزد ہوا ہے اسے واپس لے کر اس کا ازالہ کیا جاتا اگر یہ غلطیاں خدا نخواستہ جان بوجھ کر کی گئی ہیں تو دیدین میں دھوکہ دہی ہے اور اگر یہ سہوا ہوئی ہے تو تحریری طور پر مذکورہ تمام ذمہ دار افراد کی طرف سے معذرت نامہ شائع کیا جائے اور عوام میں اس کتابچے کی ترویج و اشاعت سے سخت پرہیز کیا جائے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

بات اپنی نام حدیث کا (حوالہ حدیث کا لیکن حدیث نہیں)

- ۱ وتر سنت موکدہ ہے۔ نماز۔ صفحہ ۵
۲ روایت (۱) وضو کا بیان۔ صفحہ ۶
۳ روایت (۶) وضو کا بیان۔ صفحہ ۶
۴ روایت (۷) وضو کا بیان۔ صفحہ ۶
۵ روایت (۸) وضو کا بیان۔ صفحہ ۶
۶ روایت (۱۱) وضو کا بیان۔ صفحہ ۷
۷ روایت (۱۲) وضو کا بیان۔ صفحہ ۷
۸ (نوٹ) ہاتھ اور پیر۔ وضو کا بیان صفحہ ۷
۹ نوٹ: وضو کرتے وقت وضو کے بعد کی دعا۔ صفحہ ۷
۱۰ روایت (۱۱) وضو کا بیان۔ صفحہ ۷
۱۱ روایت (۱) تیمم۔ صفحہ ۱۰
۱۲ روایت (۷) تیمم کرنا کا بیان۔ صفحہ ۱۰
۱۳ روایت (۲) قیام۔ صفحہ ۱۵
۱۴ روایت (۹) قیام۔ صفحہ ۱۸
۱۵ روایت (۳) سجدہ۔ صفحہ ۲۱
۱۶ روایت (۳) جلسہ استراحت۔ صفحہ ۲۴
۱۷ نوٹ: قعدہ اولیٰ کے بعد (درود)۔ صفحہ ۲۵
۱۸ روایت (۱) عید الفطر۔ صفحہ ۳۵

حدیث کے الفاظ میں تبدیلی

- ۱۔ وتر کی رکعت۔ نماز۔ صفحہ ۵
۲۔ روایت ۹ وضو کا بیان۔ صفحہ ۶
۳۔ روایت ۳ وضو کو توڑنے والی چند چیزیں۔ صفحہ ۸
۴۔ روایت (۴) وضو توڑنے والی چیزیں۔ صفحہ ۸
۵۔ روایت (۱) موزوں پر مسح کرنا۔ صفحہ ۸
۶۔ روایت (۲) موزوں پر مسح کرنا۔ صفحہ ۸
۷۔ روایت (۳) موزوں پر مسح کرنا صفحہ ۸
۸۔ روایت (۴) موزوں پر مسح کرنا۔ صفحہ ۸
۹۔ روایت (۲) غسل کا بیان۔ صفحہ ۹
۱۰۔ روایت (۳) غسل کا بیان۔ صفحہ ۹
۱۱۔ روایت (۴) غسل کا بیان۔ صفحہ ۹
۱۲۔ روایت (۵) غسل کا بیان۔ صفحہ ۹
۱۳۔ روایت (۶) غسل کا بیان۔ صفحہ ۹
۱۴۔ روایت (۷) غسل کا بیان۔ صفحہ ۹
۱۵۔ روایت (۵) غسل کا بیان۔ صفحہ ۸
۱۶۔ روایت (۱) تیمم کرنے کا طریقہ صفحہ ۱۰
۱۷۔ روایت (۲) تیمم کرنے کا طریقہ۔ صفحہ ۱۰
۱۸۔ روایت (۸) تیمم کرنا کا طریقہ۔ صفحہ ۱۰
۱۹۔ روایت (۴) تیمم کرنے کا طریقہ صفحہ ۱۰
۲۰۔ روایت (۵) تیمم کرنے کا طریقہ۔ صفحہ ۱۰
۲۱۔ روایت (۶) تیمم کرنا کا طریقہ۔ صفحہ ۱۰
۲۲۔ روایت (۱) اذان کے بعد کی دعائیں۔ صفحہ ۱۲-۲۳
۲۳۔ روایت (۳) قیام۔ صفحہ ۱۵
۲۴۔ روایت (۱) رکوع۔ صفحہ ۱۹
۲۵۔ روایت (۷) رکوع کی تسبیحات صفحہ ۲۰
۲۶۔ روایت قومہ۔ صفحہ ۲۰
۲۷۔ روایت (۴) سجدہ۔ صفحہ ۲۱
۲۸۔ روایت (۵) سجدہ۔ صفحہ ۲۱
۲۹۔ روایت (۲) جلسہ صفحہ ۲۳
۳۰۔ روایت (۵) جلسہ صفحہ ۲۳
۳۱۔ روایت (۱) جلسہ استراحت۔ صفحہ ۲۴
۳۲۔ روایت (۲) جلسہ استراحت صفحہ ۲۴
۳۳۔ روایت (۱) قعدہ اولیٰ صفحہ ۲۶
۳۴۔ روایت (۳) قعدہ اخیرہ صفحہ ۲۶
۳۵۔ روایت (۸) درود صفحہ ۲۵
۳۶۔ روایت (۳) قعدہ اخیرہ صفحہ ۲۶
۳۷۔ روایت (۱) قعدہ اخیرہ کی دعائیں۔ صفحہ ۲۶-۳۸
۳۸۔ روایت (۵) قعدہ اخیرہ کی دعائیں۔ صفحہ ۲۸-۳۹
۳۹۔ روایت (۲) جمعہ نماز کی بعد پڑھنے والی دعائیں۔ صفحہ ۳۲-۳۳
۴۰۔ روایت (۲) جمعہ نماز کی بعد پڑھنے والی دعائیں۔ صفحہ ۳۲-۳۳
۴۱۔ روایت (۲) جمعہ نماز کی بعد پڑھنے والی دعائیں۔ صفحہ ۳۲-۳۳
۴۲۔ روایت (۲) جمعہ نماز کی بعد پڑھنے والی دعائیں۔ صفحہ ۳۲-۳۳
۴۳۔ روایت (۴) جمعہ کی نماز۔ صفحہ ۳۳
۴۴۔ روایت (۵) جمعہ کی نماز۔ صفحہ ۳۳

- ۳۵- روایت (۶) جمعہ کی نماز- صفحہ ۳۴
۳۶- روایت (۸) جمعہ کی نماز- صفحہ ۳۴
۳۷- روایت (۱) نماز جنازہ- صفحہ ۳۶
۳۸- روایت (۱) نماز جنازہ- صفحہ ۳۶
۳۹- روایت (۷) عید الفطر- صفحہ ۳۵
۴۰- روایت (۸) عید الفطر- صفحہ ۳۵
۴۱- روایت (۱) نماز جنازہ- صفحہ ۳۶
۴۲- روایت (۲) نماز جنازہ- صفحہ ۳۶
۴۳- روایت (۲) عید الفطر- صفحہ ۳۵
۴۴- روایت (۸) عید الفطر- صفحہ ۳۵
۴۵- روایت (۱) نماز جنازہ- صفحہ ۳۶
۴۶- روایت (۴) نماز جنازہ- صفحہ ۳۶

غیر صحیح روایات

- ۱ روایت (۲) وضو کا بیان- صفحہ ۶
۲ روایت (۳) وضو کا بیان- صفحہ ۶
۳ روایت (۱۰) وضو کا بیان- صفحہ ۷
۴ اللہم اجعلنی.... وضو کے بعد کی دعا- صفحہ ۷
۵ روایت (۲) وضو کو توڑنے والی چیزیں- صفحہ ۸
۶ اذان کے کلمات- صفحہ ۱۱
۷ روایت (۱۰) قیام- صفحہ ۱۶
۸ روایت (۹) قیام- صفحہ ۱۶
۹ روایت (۷) قیام- صفحہ ۱۷
۱۰ روایت (۱) رکوع کی تسبیحات- صفحہ ۲۰
۱۱ روایت (۲) رکوع کی تسبیحات- صفحہ ۲۰
۱۲ روایت (۱) سجدہ- صفحہ ۲۱
۱۳ روایت (۱) سجدے کی دعائیں- صفحہ ۲۲
۱۴ روایت (۲) سجدہ کی دعائیں- صفحہ ۲۲
۱۵ روایت (۲) جلسہ- صفحہ ۲۳
۱۶ حضرت ابوالیوب انصاریؓ کی روایت (نماز وتر)- صفحہ ۳۲
۱۷ دعاء قنوت- صفحہ ۳۳
۱۸ روایت (۹) جمعہ کی نماز- صفحہ ۳۴
۱۹ روایت (۹) عید الفطر- صفحہ ۳۵

غیر نبی کے اقوال

- ۱ اللہ تعالیٰ نے..... نماز- صفحہ ۵
۲ نماز کی رکعتوں کی تعداد اور جدول- صفحہ ۵
۳ مکتدہ وہ..... نماز- صفحہ ۵
۴ جسم پر پانی بہانے..... غسل- صفحہ ۹
۵ روایت (۱) غسل کا بیان- صفحہ ۹
۶ تیمم کا معنی..... تیمم- صفحہ ۱۰
۷ روایت (۸) تیمم کرنا کا طریقہ- صفحہ ۱۰
۸ روایت (۶) نماز کے اوقات- صفحہ ۱۲
۹ روایت (۷) نماز کے اوقات- صفحہ ۱۲
۱۰ روایت (۴) رکوع- صفحہ ۱۹
۱۱ نوٹ: مرد اور عورت، سجدہ کی دعائیں- صفحہ ۲۲
۱۲ روایت (۶) جلسہ- صفحہ ۲۳
۱۳ روایت (۷) جلسہ- صفحہ ۲۳
۱۴ روایت (۳) جلسہ استراحت، البتہ دعائیں، صفحہ ۲۴
۱۵ روایت (۲) قعدہ
خیرہ- صفحہ ۲۴
۱۶ روایت (۳) قعدہ اولیٰ- صفحہ ۲۴
۱۷ قعدہ اخیرہ کی دعائیں- قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۱۸ روایت (۱) قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۱۹ روایت (۲) قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۲۰ روایت (۴) قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۲۱ روایت (۵) قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۲۲ روایت (۶) قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۲۳ وتر تین رکعت- نماز وتر- صفحہ ۳۲
۲۴ وتر کے معنی- صفحہ ۳۲
۲۵ روایت (۱) جمعہ کی نماز- صفحہ ۳۴
۲۶ روایت (۷) جمعہ کی نماز- صفحہ ۳۴
۲۷ قعدہ اخیرہ کی دعائیں- قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۲۸ روایت (۱) قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۲۹ روایت (۴) قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۳۰ روایت (۵) قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۳۱ روایت (۶) قعدہ اخیرہ- صفحہ ۲۶
۳۲ وتر تین رکعت- نماز وتر- صفحہ ۳۲
۳۳ وتر کے معنی- صفحہ ۳۲
۳۴ روایت (۱) جمعہ کی نماز- صفحہ ۳۴
۳۵ روایت (۷) جمعہ کی نماز- صفحہ ۳۴

۳۰ روایت (۶) عید الفطر۔ صفحہ ۳۵

۲۹ روایت (۴) عید الفطر۔ صفحہ ۳۵

۲۸ روایت (۳) عید الفطر۔ صفحہ ۳۵

۳۱ نماز جنازہ میں..... نماز جنازہ۔ صفحہ ۳۶

قرآن شریف کے ترجمہ میں تحریف

۱۔ تیمم کا بیان (۲) سورہ مائدہ (۶) صفحہ ۲۱۰۔ نماز شروع کرنے..... (۱) قیام۔ سورہ بقرہ۔ صفحہ ۱۵
۳۔ بات اپنی حوالہ قرآن شریف کا
(۷) آیہ الکری پڑھیں۔ صفحہ ۳۰

اپیل: اس کتابچے کے ذمہ دار حضرات اسے واپس لے کر معذرت نامہ شائع کر کے دینی حمیت کا ثبوت دیں اور کتاب و سنت کے سلسلے میں احتیاط برتیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ اپیل صدیوں صحرا نہ ثابت ہوگی۔

انجمن تحفظ حدیث، مالگاوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کے پمفلٹس اور ان کے جائزے

عید الاضحیٰ اور قربانی کے احکام و مسائل

”عید الاضحیٰ اور قربانی کے احکام و مسائل“ نامی پمفلٹ میں حدیث کے نام پر کی گئی فریب کاریوں کی نشاندہی

محمدی اکیڈمی انصار باغ مالگاؤں نے ایک پمفلٹ ”عید الاضحیٰ اور قربانی کے احکام و مسائل“ کے نام سے شائع کیا ہے۔ جس کے اراکین فرقہ اہل حدیث سے ہیں اور جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صرف صحیح احادیث پر عمل کرتے ہیں لیکن بڑی افسوسناک بات ہے کہ مذکورہ پمفلٹ کے بیشتر مسائل میں انھوں نے اپنے جملے درض کر کے احادیث کی کتابوں کا حوالہ دے دیا ہے۔ حالانکہ بیشتر جملے احادیث میں موجود نہیں ہیں۔ ثبوت کے طور پر صرف ”صحیح بخاری“ کے حوالوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ اسی سے دیگر کتب احادیث کے حوالوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

عشرہ ذی الحجہ :- اسلامی مہینوں میں ذی الحجہ کا مہینہ خاص فضیلت رکھتا ہے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں عالم اسلام کے لاکھوں مسلمان فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے مرکز اسلام مکہ مکرمہ میں جمع ہو کر توحید، انسانیت، مساعیات اور اخوت و محبت کے ایمان افروز مناظرہ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس ماہ عظیم کے پہلے عشرہ کو بہت زیادہ تقدس و فضیلت حاصل ہے۔ اس عشرہ کی نیکیاں اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہیں۔ (بخاری)

تبصرہ :- پورا پیر گراف لکھ کر بخاری کا حوالہ ہے، جبکہ بخاری میں سرے سے یہ جملہ موجود نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو صفحہ نمبر اور عبارت پیش کی جائے۔

نفلی روزے :- جو لوگ حج کے لئے ۹ رتاربخ کو عرفات میں ہوں انہیں ۹ رتاربخ کا روزہ رکھنا منع ہے۔ (بخاری و مسلم، ابوداؤد ابن ماجہ)

تبصرہ :- نہ یہ جملہ ہے اور نہ ہی منع کا حکم صحیح بخاری میں موجود ہے اگر ہے تو صفحہ نمبر اور عبارت پیش کی جائے۔

اسی طرح عید الاضحیٰ کے دن اواسکے بعد تین دن تک روزہ رکھنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تبصرہ :- عید الاضحیٰ اور اسکے بعد تین دن تک روزے رکھنے کی ممانعت کے سلسلے میں صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول ہے نہ کہ مرفوع حدیث۔ اسلئے ان غیر مقلدین کا اس حوالے کو پیش کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

تکبیرات :- تکبیر و تہلیل اور تحمید کے مذکورہ کلمات (اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَكْبَرُ)

کبیراً) ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد ۱۳ ذی الحجہ کے

غروب آفتاب تک چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور نمازوں کے بعد پڑھتے رہنا چاہیئے۔ (بخاری، مرعاۃ شرح مشکوٰۃ)

تبصرہ :- نہ یہ کلمات اور نہ ہی چاند نظر آنے سے ۱۳ ذی الحجہ کے غروب تک انکے پڑھنے کا کوئی حکم موجود ہے اور نہ ہی یہ جملے موجود ہیں، یہ تمام جملے خود انکے ہیں صحیح بخاری کے نہیں۔

عید الاضحیٰ کے دن :- حیثیت کے مطابق اچھے کپڑے پہننا۔ (بخاری و مسلم) نماز عید میں عورتوں کو بھی شریک ہونا ضروری ہے اگر کچھ عورتیں حیض آنیکی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکیں تو علیحدہ بیٹھ جائیں اور لوگوں کی تکبیروں کیساتھ تکبیریں کہتی رہیں اور انکی

دعاؤں کے ساتھ دعائیں مانگتی رہیں، (بخاری و مسلم) عید کی نماز بغیر اذان و اقامت پڑھنی چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

تبصرہ:- مذکورہ جملے صحیح بخاری میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور نہیں ہیں اپنا مطلب پورا کرنے کیلئے ترجمہ میں تحریف کی ہے۔

خطبہ: نماز کے بعد تمام حضرات اپنی صفوں میں بیٹھے رہیں، (بخاری و مسلم) امام اپنی جائے نماز پر کھڑا ہو کر خطبہ دے جس میں وعظ و نصیحت اور ضروری باتیں بتائے (بخاری و مسلم) عید گاہ سے گھر واپس ہوتے ہوئے راستہ تبدیل کرنا سنت ہے۔ (بخاری)

تبصرہ:- صحیح بخاری میں مذکورہ جملے منقول نہیں ہیں، اگر ان جملوں کے موجود ہونے کا دعویٰ ہے تو عبادت پیش کی جائے۔

کچھ ضروری مسائل: اگر کوئی شخص ایسے وقت عید گاہ پہنچا کہ نماز شروع ہو چکی ہے تو اسے فوراً جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے۔ جتنی نماز امام کے ساتھ ملے پڑھ لے جو باقی رہ جائے اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کر لے۔ (بخاری)

تبصرہ:- یہ الفاظ صحیح بخاری شریف میں موجود نہیں ہیں۔ یہ ان کی تحریف ہے۔

اگر کوئی اکیلا ہی ہو تو اسے دو رکعت نماز عید کی طرح پڑھ لینی چاہیے (بخاری)

تبصرہ:- صحیح بخاری میں اس قسم کا کوئی جملہ مرفوع حدیث میں مذکور نہیں ہے، اس مسئلہ میں امام بخاری نے حضرت طاء (تابعی) کا قول پیش کر کے تقلید کی ہے۔ اس تقلید سے غیر مقلدین کا کیا تعلق؟ لیکن صحیح بخاری کی شہرت کا فائدہ اٹھانے کی مذموم حرکت ہے۔

قربانی کا وقت:- قربانی کا صحیح وقت نماز عید کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ نماز عید سے پہلے کی گئی قربانی، قربانی نہیں ہے۔ (بخاری)

تبصرہ:- ان الفاظ کے ساتھ کوئی صحیح حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے۔

قربانی کا طریقہ:- قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ (مسلم، ابوداؤد) عورتوں کیلئے بھی یہ حکم ہے۔ (بخاری)

تبصرہ:- ”عورتوں کیلئے بھی یہ حکم ہے“ یہ جملہ صحیح بخاری میں نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں صحیح بخاری میں کوئی مرفوع حدیث ہے۔ امام بخاری نے اس مسئلہ میں حضرت ابوموسیٰ کے فعل کی تقلید کی ہے۔ غیر مقلدین اس سے رجوع کریں۔

بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ اور گائے کو قبلہ رو لٹا کر ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے اوپر والے پہلو پر اپنا پاؤں رکھ کر ذبح کرنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

اگر دوسرے کی طرف سے ہے تو کہنا چاہیے اللہم تقبل من..... کے بعد اس کا نام لیں اور بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح یا نحر کرنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

تبصرہ:- اپنا مطلب و مفہوم بیان کرنے کیلئے ترجمہ میں تحریف کی گئی ہے۔

قربانی کی کھال:- قربانی کے جانوروں کی کھالیں صدقہ کر دینی چاہئیں، یعنی غریب و مسکین، یتیم اور بیواؤں کو دے دینی چاہئیں۔ (بخاری و مسلم) اسی طرح قربانی کی کھال قصاب کو اجرت میں دینا جائز نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم) بلکہ قصاب کو اس کی اجرت اپنے پاس سے دینی چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

تبصرہ:- پہلی اور دوسری روایت کے ترجمے میں تحریف کی گئی ہے اور تیسرا جملہ طرف سے اپنے الفاظ میں پیش کر کے بخاری کا حوالہ دیا گیا ہے۔

خلاصہ:- قارئین نے ملاحظہ کیا کہ محمدی اکیڈمی کی صحیح بخاری کے پیش کردہ حوالہ جات کا کیا حال ہے؟ کتنے جملے دوسرے سے صحیح بخاری میں منقول ہی نہیں ہیں ارکھ کے تراجم میں تحریف کی گئی ہے اور کتنے حوالے تو غیر نبیوں کے اقوال و افعال ہیں مرفوع احادیث نہیں ہیں۔

شرک فی الرسالت؟

(۱) غیر مقلدین غیر نبی سے دلیل لینے کو یعنی تقلید کو شرک فی الرسالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ جبکہ مذکورہ حوالوں میں غیر نبی کے اقوال و افعال سے دلیل لی گئی، لیکن چونکہ وہ قارئین کیسا منے نہیں ہیں اسلئے فریب کاری کی گئی۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تقلید کو شرک فی الرسالت سے تعبیر کر نیوالی محمدی اکیڈمی نے ”قربانی کو نئے دن تک“ کے عنوان کے ذیل میں اپنے مسائل کی دلیل میں غیر نبی کا تعامل کھلم کھلا پیش کیا۔ ملاحظہ ہو۔ ”صحیح احادیث اور تعامل صحابہ کی روشنی میں قربانی عید کے دن قربانی عید کے اور اسکے بعد تین دن تک درست ہے یعنی ۱۳/۱۴ ذی الحجہ تک قربانی کی جاسکتی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (مسند احمد، دارقطنی، صحیح ابن حبان، بیہقی، نیل الاوطار اور تفسیر ابن کثیر)“

تبصرہ:- قربانی کے ایام یعنی قربانی دنوں تک کچائے اس سلسلے میں کوئی مرفوع حدیث منقول ہی نہیں۔ جو روایات ہیں وہ موقوف روایات ہیں اور وہ بھی موقوف روایات میں صرف تین دنوں (یعنی دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ) تک کا ذکر موجود ہے۔ ۱۳/۱۴ ذی الحجہ کی قربانی کے سلسلے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث تو درکنار صحیح آثار صحابہ تک منقول نہیں ہے۔ لیکن مسلکی تعصب میں ”صحیح احادیث اور تعامل صحابہ“ تک تحریر کر دیا جو کہ بالکل غلط ہے اگر کوئی کتاب چاہے وہ مسند احمد، دارقطنی یا صحیح ابن حبان یا بیہقی ہو ان میں سے کسی میں بھی اس سلسلے میں صحیح مرفوع حدیث منقول نہیں ہے اور نیل الاوطار اور تفسیر ابن کثیر حدیث کی کتابیں ہیں ہی نہیں۔ پہلے ”حدیث کی کتاب“ کی تعریف معلوم کر لیں اسکے بعد حوالہ دیں۔

(۲) جانور خریدنے کے بعد کوئی عیب ہو جائے:- اگر کسی نے بالکل صحیح و تندرست جانور خرید البعد میں وہ بیمار ہو گیا یا کوئی مرض اسے لگ گیا تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (مصنف عبدالرزاق، بیہقی) اگر کوئی صاحب حیثیت ہے تو اس کیلئے جانور بدل لینا ہی بہتر ہے۔ (الاعتصام عبداللہ نمبر ۱۹۸۶ء) قربانی کا گوشت:- آغاز اسلام میں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے اور جمع رکھنے کی ممانعت اور بعد میں خوشحال ہو جانیکے پیش نظر اسکی اجازت دیدینے کی ان دونوں صورتوں اور حالتوں کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ کسی طرح بھی روا نہیں رہتا۔ فقراء و مساکین کے گھروں میں تو صرف عید کے دن ہی چار بوٹیاں پکیں اور پھر فاقہ مستی۔ مگر امیر لوگ اپنی قربانی کے گوشت سے فریزر بھر لیں اور مہینوں کھاتے رہیں۔ یہ انداز مزاج اسلام اور منشاء منافی ہے۔ (سوائے حرم ص: ۴۲۷۔)

تبصرہ:- آج تک جتنی بھی احادیث کی کتابوں کے نام دیکھے یا سننے اس میں سے کسی کتاب کا نام الاعتصام یا سوائے حرم نہ دیکھا نہ سنا۔ عوام کے سامنے وضاحت کی جانی چاہیے کہ یہ کن حدیث کی کتابوں کے نام ہیں۔

(۳) طریقہ نماز:- بعض لوگ نماز شروع کرنے سے قبل نماز عید کی نیت کر نیک طریقہ بتاتے ہیں جو اس طرح ہوتا ہے۔ نیت کرتا ہوں نماز عید واسطے اللہ تعالیٰ کے مع زائد تکبیروں کے پیچھے اس امام کے منہ کعبہ شریف کی طرف۔ اللہ اکبر۔ نیت کا یہ طریقہ قطعاً بدعت ہے، دنیا میں موجود تمام کتب احادیث میں سے کسی کتاب میں اس طرح سے نیت کر نیک طریقہ نہیں ملتا ہے۔ اسلئے اس طریقہ نیت کو فوراً چھوڑ دینا چاہیے، کیوں کہ نیت تو دلی ارادے کا نام ہے۔ تفصیل دیکھئے فقہ حنفی کی معتبر کتاب عمدة الرعاۃ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول، صفحہ ۱۵۹۔

تبصرہ:- شرح وقایہ کے صفحہ ۱۵۹ پر ہمیں مذکورہ بحث نہیں ملی۔ اگر ان کا دعویٰ ہے کہ بحث موجود ہے تو عبارت پیش کریں۔

جس فعل کے سلسلے میں قرآن یا حدیث میں کوئی مذمت نہ آئی ہو اور نہ آثار صحابہ سے کوئی کراہت معلوم ہوئی ہو اور نہ جس فعل پر شریعت نے کوئی حکم لگایا ہو اس

فعل کو بدعت یا شرک کہہ دینا کون سی دلیل سے ہے، نیت کرنے کے سلسلے میں غیر مقلدین جو موقف اپنائے ہوئے ہیں اگر اسی موقف کو ان کے بیشتر اعمال پر منطبق کیا جائے ان کا مسلک ہی متزلزل ہو جائے گا، غیر مقلدین کا بدعت ثابت کرنے کیلئے حوالہ بھی کیا خوب ہے ملاحظہ ہو ”فقہ حنفی کی معتبر کتاب عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول ص: ۱۵۹“ جبکہ فقہ حنفی کی کتاب شرح وقایہ ہے نہ کہ عمدۃ الرعایہ لیکن غیر مقلدین کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے کہ اپنا مطلب نکالنے کیلئے ہر قسم کی فریب کاری کرنے سے نہیں چوکتے۔

حق کے دعویداروں کی ترجمہ قرآن میں شرمناک خیانت

محمدی اکیڈمی نے ”قربانی کا طریقہ“ کے ذیل میں سورہ حج آیت نمبر ۳۶ کا حوالہ دیا ہے اور تحریر کیا ہے ”اور اونٹ کو قبلہ رو کھڑا کر کے بائیں ٹانگ اور ران کو باہم باندھ کر تین ٹانگوں پر کھڑا ہونے کی حالت میں اس کے سینے اور گردن کی جڑ کے درمیان گڈھا نما جگہ میں نیزہ یا کوئی تیز دھارا آلہ سے اللہ اکبر پڑھ کر مارا جائے۔ جس سے اس کی رگ جان کٹ جائے۔ اسے تحریر ہے۔“ ترجمہ قرآن کریم تو ہر ایک کو آسانی سے دستیاب ہے۔ کسی بھی قرآن کریم کے ترجمے میں سورہ حج کی آیت نمبر ۳۶ کا ترجمہ دیکھیں اور اس کا موازنہ ان کے پیش کردہ ترجمہ سے کریں ”شرمناک تحریف“ خود بخود سامنے آجائے گی۔ اسی طرح ”قربانی کا گوشت غیر مسلم کیلئے“ کے عنوان کے تحت لکھا ہے ”قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جاسکتا ہے۔“ کے سلسلے میں حوالہ دیا ہے سورہ حج آیت نمبر ۲۸، ۳۶۔ قرآن کریم دیکھئے مذکورہ آیتوں میں کہیں غیر مسلم کا تذکرہ تک نہیں ہے لیکن براہ راست ان آیات کے حوالے سے ”قربانی کا گوشت غیر مسلم کیلئے“ کا مسئلہ پیش کرتے ہیں۔ اس میں کوئی اجتہاد وغیرہ کا تذکرہ تک نہیں ہے اور رہو بھی نہیں سکتا، کیونکہ ان کے نزدیک قیاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

فریب کاری کی انتہا

دین میں حد درجہ غلو غیر مقلدین کا وطیرہ رہا ہے چنانچہ اسی غلو کی وجہ سے انکو ہر مسئلے میں بدعت و شرک نظر آتا ہے۔ مذکورہ پمفلٹ میں ”ذبح کے بعد کی من گھڑت دعا“ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔ بعض حضرات نے لکھا ہیکہ ذبح کرنیکے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے اللھم تقبلہ منی کما تقبلت من حبیبک محمد و خلیلک ابراہیم علیہ السلام یہ دعا من گھڑت ہے حدیث کی کسی کتاب میں نہیں لکھی ہے مسلمانوں کو نبی کی سنت پر عمل کرنا چاہیے لوگوں کو بنائی باتوں سے بچنا چاہیے۔

تبصرہ:- قرآن کریم میں سورہ مومن آیت نمبر ۶۰ میں ہے ”وقال ربکم ادعونی استجب لکم۔ تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا“ یعنی دعا مانگنے کا اللہ رب العزت نے حکم فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کو چاہیے کہ اپنی سب حاجات اپنے رب سے طلب کرو یہاں تک کہ (ٹوٹے ہوئے) جوتے کا تسمہ کیوں نہ (ترمذی ص: ۲۰۱، ج: ۲) اگر کوئی ایسی دعا منع ہوتی جو حدیث کی کتاب میں منقول نہیں ہے تو دنیاوی حاجت مانگنے کا حکم کیوں دیا جاتا۔ لیکن اپنے مسلک کی اندھی تقلید اور مقلدین سے بے انتہا تعصب نے اس درجہ تک پہنچا دیا کہ انہوں نے اپنے جن سے دعا کرنے کو خلاف سنت قرار دے دیا۔

محمدی اکیڈمی والوں کو لازم ہے کہ جن فریب کاریوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور جن کی طرف ابھی نشاندہی نہیں کی گئی ان سب سے رجوع کریں اور معذرت نامہ بھی شائع کریں۔

غیر مقلدین کا پمفلٹ

شب قدر کی فضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں

ہمارے اور آپ کے لئے رمضان کے اس مبارک مہینے میں اللہ نے ایک عظیم الشان انعام لیلۃ القدر کی شکل میں رکھا ہے۔ بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ افراد جو رمضان المبارک کے روزوں، نمازوں اور صدقات و تسبیحات، اور نفلی عبادات کے علاوہ لیلۃ القدر کی عبادت کو بھی (قیام اللیل) بجا لاتے ہیں۔ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی یہ کون سی رات ہے؟ اللہ نے اس کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی رکھا (بخاری)، غالباً اس لئے کہ لوگ اس کی تلاش میں محنت کریں۔ اسی کی تلاش میں ہمارے اور آپ کے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ اولیٰ، پھر عشرہ ثانی اور پھر عشرہ ثالث کا اعتکاف کیا (بخاری، مسلم)، پھر آپ نے فرمایا کہ اس کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق (۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹) راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری، مسلم)، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اعتکاف کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ملاقات کی (بخاری، مسلم) مرض الوفا میں بھی آپ نے ۲۰ روز کا اعتکاف کیا۔ (بخاری)

اس رات کی فضیلت قرآن کریم میں اس طرح بیان کی گئی کہ ”اس رات میں قرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو نازل کیا، اس مبارک رات کی (عبادت) کو ہزار مہینوں سے بہتر بتایا“، مطلب یہ کہ کوئی شخص اس رات کو پالے تو گویا اس نے ۸۳ سال ۴ ماہ سے بھی زیادہ عبادت کی ”اور اس کو سلامتی والی رات کہا گیا، جبریل علیہ السلام مع فرشتوں کے اسی رات کو زمین پر نازل ہوتے ہیں۔“ (سورۃ القدر) سورۃ دخان میں جو یہ کہا گیا کہ ہم نے (قرآن) کو برکت والی رات میں نازل کیا، اس رات میں ہر حکمت والے (یا مضبوط) معاملے کا فیصلہ ہوتا ہے۔ تو قرآن صحیح احادیث اور تفسیر سلف کے مطابق یہ مبارک رات لیلۃ القدر ہی ہے۔ (دیکھئے تفسیر ابن کثیر اور دیگر تفاسیر) جس سے اس کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اسی طرح اس رات کی فضیلت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اس میں قیام (عبادت) کیا، اس کے گزشتہ تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم) رمضان کے آخری عشرہ کے شروع ہوتے ہی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبادتوں کے لئے کمر کس لیتے، راتوں کو جاگتے، عبادت کرتے اور گھر والوں کو بھی عبادت کے لئے جگاتے۔ (بخاری، مسلم) اسی مبارک رات کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تمہارے پاس رمضان کا مبارک مہینہ آگیا اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ تمام خیر سے محروم رہا اور اس کے خیر سے وہی محروم ہوگا جو بالکل محروم ہو۔ (ابن ماجہ) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو اس رات کے لئے اس دعا (اللّٰهُمَّ اِنِّكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاغْفِرْ عَنِّي) کہ اے اللہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے لہذا تو مجھے معاف کر دے) کا خصوصی اہتمام کرنے کی تلقین فرمائی جو مختصر لیکن بڑی جامع دعا ہے۔ لہذا اس رات اپنے گناہوں کی معافی مانگئے اور توبہ استغفار کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

قرآن و احادیث صحیحہ سے جتنی فضیلت اور اہتمام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس رات کے متعلق ملتا ہے، اتنا کسی اور رات سے متعلق نہیں، رمضان کے گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادتوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ اب تک ہم نے جس طرح روزے نماز اور تلاوت قرآن، ذکر اذکار کا اہتمام کیا، اسی طرح عشرہ اخیرہ خصوصاً طاق راتوں میں عبادتوں کا اہتمام کریں، اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت و عقیدت کا عملی نمونہ پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ رمضان کی اہمیت اور اس میں مخفی اس بابرکت رات کو سمجھنے اور اس رات کی تلاش و جستجو میں ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے دلوں میں اخلاص عطا فرمائے، حسن عمل کی توفیق دے اور ہماری جملہ عبادتوں کو قبولیت سے نوازے۔ (آمین)

اس پرچہ کی حفاظت کرنا، دوسروں تک پہنچانا آپ کے لئے باعث اجر و ثواب ہے۔

غیر مقلدین کا پمفلٹ ”شب قدر کی فضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں“ کا جائزہ

(غیر مقلدین کو ۸۳ برس کا ثواب کس طرح مل سکتا ہے؟)

ماہ رمضان المبارک ۲۰۱۱ء کے آخری عشرہ میں ایک پمفلٹ بنام ”شب قدر کی فضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں“ مساجد میں تقسیم کیا گیا، جس کا مضمون پچھلے صفحہ پر نقل کیا گیا۔ پمفلٹ پر شائع کرنے والے کا نام نہیں ہے لیکن قرآن وحدیث کی روشنی سے دور، اندھیرے میں بھی غیر مقلدین کا طرز تحریر سمجھ میں آ رہا ہے۔ مذکورہ پمفلٹ میں شب قدر کی جو فضیلت بتائی گئی ہے اس پر سب متفق ہیں بلکہ بہت سی فضیلتیں نقل ہونے سے رہ گئی ہیں۔ لیکن سوال یہ قائم ہوتا ہے کہ شب قدر کی فضیلت کا غیر مقلدین کو کیا فائدہ؟ ان کے پمفلٹ کی مثال کسی ”بگ بازار“ کے اشتہار کی طرح ہے کہ اشتہار میں ”بگ بازار“ میں فروخت ہونے والی اشیاء کی فہرست اور خوبیاں بیان کی گئیں۔ اور یہ بھی اشتہار دیا گیا کہ یہ خصوصی سیل ہے، اشیاء بہترین اور دام کم۔ ایک جماعت عوام میں اشتہار تقسیم کر رہی ہے لیکن اپنے گروہ پر پابندی لگا دی کہ آپ یہاں سے کوئی چیز نہیں خرید سکتے۔ اس خصوصی سیل اور اشتہار کا مذکورہ گروہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ بالکل یہی مثال مذکورہ پمفلٹ اور فرقہ غیر مقلدین کی ہے۔

شب قدر کی فضیلت بتاتے ہوئے مذکورہ پمفلٹ کے دوسرے پیرا گراف کی دوسری سطر میں ہے ”مطلب یہ کہ کوئی شخص اس رات کو پالے تو گویا کہ اس نے تراوی (۸۳) سال چار ماہ سے بھی زیادہ عبادت کی۔ غیر مقلدین بتائی گئی فضیلت کو پاسکتے ہی نہیں، کیونکہ ان کے نزدیک (۱) رات بھر عبادت کرنا بدعت ہے (۲) شب قدر میں آٹھ اور تین (گیارہ رکعات) سے زیادہ نماز پڑھنا گناہ ہے۔ (خود پمفلٹ کی دوسری سطر میں تحریر ہے ”وہ افراد جو اور نفلی عبادت کے علاوہ لیلۃ القدر کی عبادت کو بھی (قیام اللیل) بجالاتے ہیں۔“ اور قیام اللیل ان کے نزدیک گیارہ رکعات سے زیادہ گناہ ہے (۳) قرآن کریم کی تلاوت بھی رات بھر نہیں کر سکتے۔ (۴) اپنی خواہش سے ذکر واذکار نہیں کر سکتے ورنہ وہ بھی بدعت ہوگا (۵) اپنی طبیعت سے دعائیں بھی نہیں مانگ سکتے۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک مخصوص مواقع کے لئے مخصوص دعائیں جو احادیث سے ثابت ہیں وہی کر سکتے ہیں۔ ایک جملے کا اضافہ بھی دعائیں نہیں کر سکتے ورنہ بدعت ہو جائے گی۔ پمفلٹ میں شب قدر میں خصوصی اہتمام کی جو دعا ”اَللّٰهُمَّ اِنِّکَ عَفُوٌّ عَنِّی“ بتائی گئی ہے، اس میں کسی حدیث کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عام طور پر اس روایت کے لئے ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالے دیئے جاتے ہیں، جبکہ ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات میں مذکورہ دعا منقول نہیں ہے۔ اگر کسی روایت میں منقول بھی ہوگی تو پتہ نہیں وہ ”صحیح“ درجہ تک پہنچی ہے یا نہیں؟ اگر صحیح درجے تک نہیں پہنچی تو مذکورہ دعا کا اہتمام بھی نہیں کر سکتے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک رات کی عبادت کا ثواب جو کہ اسی مہینوں کی عبادت کے ثواب سے زیادہ ہے وہ کیسے حاصل کیا جائے؟ غیر مقلدین تو اسے حاصل کر سکتے ہی نہیں۔ پھر مذکورہ پمفلٹ کے شائع کرنے کا کیا حاصل؟

لطیفہ: پمفلٹ کے اخیر میں غیر مقلدوں نے مقلدین کی طرح ایک جملہ لکھا ہے۔ ”اس پرچہ کی حفاظت کرنا، دوسروں تک پہنچانا آپ کے لئے باعث اجر و ثواب ہے“ عوام ”شیخ احمد کی وصیت“ دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں اس لئے کہ اس میں کچھ انعام کا وعدہ اور کچھ نقصان کی وعید ہے، لیکن ایسا پمفلٹ جو خود غیر مقلدین کے لئے لا حاصل ہے وہ عوام کے لئے کیسے اجر و ثواب کا باعث ہو سکتا ہے؟

غیر مقلدین کے چند مسائل

پاکی کا مسئلہ

غیر مقلدین کے نزدیک (۱) منی (۲) خون (۳) مردار (۴) حلال و حرام جانوروں کا گوہر (۵) حرام جانوروں کا پیشاب (۶) دودھ پیتے بچے کا پیشاب، پاخانہ (۷) منہ بھرتے (۸) کتے، خنزیر وغیرہ درندوں کا جھوٹا (۹) خنزیر (۱۰) خری یعنی شراب سب پاک ہیں۔ (نزل الابرار ص ۴۵، ۵۰، کنز الحقائق ص ۱۶، ۱۷، بدور الابلہ ص ۱۵، ۱۶)

نماز میں پاکی کا مسئلہ

غیر مقلدین کے نزدیک نمازی کے کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں ہے۔ (عرف الجادی ص ۲۲)
نماز کے لئے جگہ کا پاک ہونا ضروری نہیں۔ (بدور الابلہ ص ۲۱)

نماز میں ستر عورت کا مسئلہ

نماز میں شرم گاہنگی رہے تو نماز صحیح ہے۔ (عرف الجادی ص ۲۲)
نواب صدیق حسن صاحب نے لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ عورت اگر اکیلی ہو اورنگی ہو کر نماز پڑھے یا چند عورتوں اکٹھی نگلی ہو کر نماز پڑھیں تو ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی، ہم ان مسائل کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ (بدور الابلہ ص ۳۹)

نماز میں وقت کا مسئلہ

غیر مقلدین کے نزدیک نماز کے لئے وقت بھی شرط نہیں: اگر عصر کے وقت ف بال کھیلنا ہو تو عصر کی نماز وقت سے پہلے ظہر کے ساتھ پڑھ لے۔
(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۶۳۱)

متفرقات

غیر مقلدین کے نزدیک بغیر وضو سجدہ تلاوت جائز ہے: ”پس اس حدیث سے جواز سجدہ تلاوت بے وضو کئے ثابت ہوتا ہے۔“ (فقہ محمدیہ کلاں ص ۹۷)

غیر مقلدین کے نزدیک مرغ کی قربانی جائز ہے: (شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے۔) (فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۷۲)
بغیر وضو کے طواف: طواف کے لئے پہلے وضو کیا جائے یہ ثابت نہیں ہے۔ (عرف الجادی ص ۹۷)، کافر کا ذبیحہ حلال ہے۔ جب کافر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے اور اللہ کے لئے ذبح کرے۔ (کنز الحقائق ص ۱۸۲)

بغیر وضو کے قرآن پاک کو ہاتھ لگانا جائز ہے: ”جس کا وضو نہ ہوا ایسے شخص کو قرآن کریم کا چھونا جائز ہے۔“ (عرف الجادی ص ۹۱۵)
صرف ایک میل پر نماز قصر جائز: ”حاصل کلام یہ ہے کہ ایک میل سے زائد سفر کرنا نہ اس سے کم، مسافر ہو جاتا ہے۔“ (عرف الجادی ص ۴۰)
عام عورتوں کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں: ”وہ آیت ہے جن میں پردہ کا حکم ہے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ مختص ہے۔“ (عرف الجادی ص ۵۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روداد تحریری مناظرہ ”ایام قربانی چار دن ہیں“ اور قول فیصل

دعویٰ:- قربانی کے ایام چار دن ہیں اس کی صحیح حدیث محمد فراہم ابن محمد یوسف ساکن حکیم نگر پندرہ دن کے اندر تحریری طور پر پیش کریں گے۔
مدعی:- محمد فراہم ابن محمد یوسف صاحب ساکن پلاٹ نمبر ۴۰ حکیم نگر مالگاؤں مدعی کے ذمہ دعویٰ کی دلیل پیش کرنا ہوتی ہے لیکن مدعی کی بجائے مدعی کے وکیل نے مدعی کی مرضی سے دلیل پیش کرنے کا کام شروع کیا۔
وکیل مدعی:- ضیاء الرحمن صاحب ساکن ہزار کھولی نمبر ۹۰۵ مالگاؤں
تنبیہ:- مدعی غیر مقلد ہیں نیز ان کے وکیل بھی غیر مقلد ہیں یعنی ان کے نزدیک دلائل صرف دو ہیں۔ (۱) قرآن مجید (۲) احادیث رسول ﷺ (اور وہ بھی صحیح احادیث رسول)۔

مدعی علیہ:- حنفی ہیں اور جمیع اہل سنت والجماعت (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے نزدیک اولہ شرعیہ چار ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ ﷺ (۳) اجماع امت (۴) قیاس یا رائے یا اجتہاد (مجتہدین کے اجتہاد)
ایام قربانی کے تحریری مناظرہ کی روداد:- مدعی محمد فراہم صاحب نے ”(قربانی کے ایام چار دن ہیں)۔ اس کے صحیح حدیث پیش کروں گا۔“ ایسا تحریری دعویٰ راقم الحروف (مدعی علیہ: حافظ انیس اظہر) کو ۲۵، ۵، ۲۰۰۳ء تاریخ درج ہے لیکن مجھے ۶، ۶، ۲۰۰۳ء کو ملا میں نے ایک مراسلہ مدعی کو بنام ”صحیح حدیث کہاں چھپا رکھی ہے“ اور ایک مراسلہ وکیل مدعی کو بنام ”سوال از آسمان و جواب از ریسمان“ ۶، ۲۰۰۳ء کو محمد فراہم صاحب کو دیا جنہیں انھوں نے اسی دن وصول کیا۔ اس کے بعد محمد فراہم صاحب نے اپنے وکیل کا مراسلہ نمبر ۲ مجھے پیش کیا جس پر تاریخ تو ۱۳، ۶، ۲۰۰۳ء درج ہے لیکن مجھے کئی ہفتوں کے بعد ملا مذکورہ مراسلہ میں وکیل مدعی نے تحریر کیا کہ ”چار دن کی قربانی میں نے ثابت کر کے اور میرے ثبوتوں کے جواب میں آپ جو کچھ لکھ سکتے ہیں اسے لکھ کر میری اور آپ کی تحریروں کو خط و کتابت کی ترتیب سے عوام کے سامنے پیش کر دیں اور فیصلہ عوام پر چھوڑ دیں“ یعنی وکیل مدعی نے اب قلم رکھ دیا ہے غیر مقلدین کی چار دنوں کی قربانی کی حقیقت کیا ہے؟ اس سلسلے میں قول فیصل قارئین کی خدمت میں حاضر ہے۔ اسے تحریر کر کے میں نے ایک ایک کاپی مدعی اور وکیل مدعی کیلئے محمد فراہم صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم جناب وکیل مدعی ضیاء الرحمن صاحب

اپنے مؤکل محمد فراہم کے دعوے کی دلیل میں آپ نے دو مراسلے روانہ کئے ہیں آپ کی تحریر تین اقسام پر مشتمل ہے۔ (۱) حنفی علمائے کرام کی تحریروں سے قیاس (۲) قرآن مجید کی آیتوں سے قیاس (۳) (الف) حدیث غیر صریح سے قیاس (ب) حدیث منقطع، غیر محفوظ، غیر صحیح سے استدلال۔
(۱) حنفی علماء کی تحریروں سے قیاس

ہمارے درمیان مراسلات اسلئے جاری ہوئی کہ مدعی کا دعویٰ ”قربانی کے ایام چار دن ہیں“ آپ اس کی صحیح حدیث پیش کریں گے لیکن نقطہ بحث سے

ہٹ کر آپ اپنے مراسلے نمبر ۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں ”مگر آپ صحیح حدیث اور غیر مقلد کو ابھی چھوڑ دیجئے اور پہلے اپنے علماء کے نزدیک قربانی کے ایام اور ایام تشریق میں موجود اختلاف کو سمجھئے“ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ اصولاً چاردن کی قربانی کی صحیح حدیث پیش کرتے لیکن نقطہ بحث سے ہٹ کر آپ حنفی علماء کرام کی تحریروں سے چاردن کی قربانی کے سلسلے میں تصواتی اختلاف پیش کرنے کی کوشش کی جس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے اس ضمن میں اصولاً تو آپ کو تمام تحریریں قابل توجہ ہے ہی نہیں، لیکن استثناء آپ کی پیش کردہ تحریروں کی حقیقت قارئین کی نذر کر رہے ہیں تاکہ آپ کی انوکھی تحقیق آپ کے مبلغ علمی کے ساتھ عوام کے سامنے آجائے۔ اور عوام الناس جان لیں کہ آپ جسے مجتہدین بے بدل کس طرح عوام کے ساتھ فراڈ کرتے ہیں اور دین میں بھی دھوکہ دہی سے نہیں چوکتے۔

انوکھی تحقیق کہ تصویر گھاس کھاتی ہے اور دلچسپ طرز تحقیق کی دعوت :- آپ مراسلہ نمبر ۱۴ پر دلچسپ طرز تحقیق کی دعوت دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ”طریقہ ہم سے سیکھئے“ آپ کی طرز تحقیق دراصل بڑی ہی دلچسپ منطق ہے اور اسکی مثال ہو، ہوا ایسی ہے کہ آپ کا دعویٰ اگر یہ ہو کہ ”تصویر گھاس کھاتی ہے“ تو آپ گھوڑے کی تصویر پیش کر کے درست بات پیش کریں گے کہ گھوڑے گھاس کھاتے ہیں پھر اس پر سے بتائیں گے کہ یہ گھوڑے کی تصویر ہے حالانکہ یہ بات بھی صحیح ہوگی کہ وہ گھوڑے کی تصویر ہے لیکن اس کے بعد آپ سچ بات سے غلط مطلب اس طرح اخذ کریں گے کہ تمام گھوڑے گھاس کھاتے ہیں اور اس تصویر میں بھی گھوڑا ہے وہ بھی گھاس کھاتا ہے اسلئے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تصویر بھی گھاس کھاتی ہے گھاس کا تعلق گھوڑے سے ہے لیکن آپ گھوڑا اور گھوڑے کی تصویر باہم ملا کر تصویر کا بھی تعلق گھاس سے کر دیتے ہیں بالکل ایسی ہی حرکت آپ نے یہاں کی ہے۔ ایام تشریق کے لغوی معنی اور عام اصطلاح اور شرعی اصطلاح کو غلط ملط کر کے حنفی علماء کے فرضی اختلاف پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس تمام علماء کا صاف صاف موقف تین دن قربانی کا ہے اس میں ان کا کوئی اختلاف نہیں ہے ان میں سے کسی عالم کا آپ نے قول بھی نہیں پیش کیا کہ قربانی چاردن ہے۔۔۔ اس کی بنیاد صرف آپ کا یہ قیاس ہے کہ ایام تشریق ایام قربانی ہے لیکن مذکورہ علماء میں سے کسی کا موقف ایسا ہرگز نہیں ہے اگر کوئی یہ کہے کہ ماہ ذی الحجہ میں قربانی کی جاتی ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ پورے ماہ ذی الحجہ میں قربانی کی جاتی ہے اس سے مراد تو قربانی کے ایام ہی ہیں لیکن وہ بات ماہ کی کرتے ہیں بالکل اسی طرح کوئی حنفی عالم یہ لکھے کہ قربانی ایام تشریق میں کہ جاتی ہے تو اس سے مراد صرف دس ویں، گیارہویں، بارہویں تاریخیں ہی ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو مذکورہ علماء میں سے کسی کا ایک قول صریحاً نقل کریں کہ قربانی تین دن نہیں بلکہ چاردن ہیں۔ یہ صرف آپ کا قیاس فاسد ہے جو کہ حقیقت سے بہت دور ہے ایسی نام نہاد تحقیق سے اللہ کی پناہ۔

آپ کے نزدیک تیسری دلیل کب سے قائم ہوئی؟ آج تک تو ہم سنتے اور پڑھتے آئے ہیں کہ غیر مقلدین کے نزدیک لاکھ لاکھ صرف دو ہیں (۱) قرآن (۲) حدیث۔۔۔ لیکن آپ کے اصرار پر معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک کوئی تیسری دلیل بھی قائم ہوگئی اور وہ ہے ایک عیسائی مستشرق کی لکھی ہوئی عربی لغت ”المعجم“ اس کے معنی کی بنیاد پر آپ کو اصرار ہے کہ قربانی کے ایام چاردن ماننا چاہئے۔ کیوں کہ مراسلہ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱ پر آپ تحریر فرماتے ہیں ”علمائے احناف کی نور کنی جماعت نے المعجم کے الفاظ کے معنی کی تحقیق و تہجیح بھی کی ہے نہ کہ صرف ترجمہ آپ ان علماء کی کوششوں اور محنتوں سے اتنی آسانی سے انکار نہیں کر سکتے۔“ جناب وکیل مدعی صاحب آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک اولہ حرف چار ہیں کسی کے نزدیک ”المعجم“ کوئی شرعی دلیل نہیں ہے بلکہ جن علماء نے اس کا ترجمہ کیا ہے وہ بھی یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ شریعت کے مسائل کہ بنیاد المعجم پر ہے ان علماء نے لغوی معنی کو پیش کیا ہے اور وہ بھی یہ پیش کیا ہے کہ عید الاضحیٰ کے بعد کے تین دن جس میں گوشت خشک کیا جاتا ہے، یعنی المعجم کے اعتبار سے ایام تشریق ۱۱ گیارہویں ۱۲ بارہویں

ہے۔ لیکن آپ مراسلہ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۴، ۵ پر تحریر کرتے ہیں ”میں صحیح حدیث پیش کرنے سے پہلے ہی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن سے چاردن کی قربانی کا ثبوت روانہ کر چکا ہوں“ اللہ کی پناہ اس تضاد بیانی سے..... عام طور پر کوئی بات کہہ کر کوئی شخص بھول جائے تو اسے نسیان کہتے ہیں لیکن جو بات تحریر کیجائے اور سامنے ہو اس کے بعد بھی جان بوجھ کر اس سے صرف نظر کیا جائے تو کیا اسے فریب دہی نہیں کہیں گے؟ خلاصہ:- اصولاً غیر نبی کے اقوال و افعال آپ کے نزدیک دلیل نہیں ہیں اور مدعی محمد فراہیم نے اپنے دعوے کی دلیل میں صحیح حدیث پیش کرنے کا تحریری دعویٰ کیا ہے اسلئے آپ کے پیش کردہ غیر نبی کے تمام اقوال رد ہیں آپ کو انھیں پیش کرنے کا حق ہی نہیں ہے اور استحساناً یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مذکورہ علماء کے سلسلے میں آپ کی تحریریں توجیہ القول بحالائریٰ بہ القائل ہے قبیل سے ہیں

(۲) قرآن مجید کی آیتوں سے قیاس

قیاس یارائے سے متعلق غیر مقلدین کا موقف:- (۱) قیاس شیطان کا کام ہے (۲) رائے سے جو بات کہی جائے اس پر پیشاب کر دو۔ آیت و ذکر اللہ فی ایام معدودات سے قیاس:- آپ نے قربانی کا قیاس ذکر پر کیا ہے اور اس سلسلے میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۰۳ پارہ ۲ ”واذکر واللہ فی ایام معدودات فمن تعجل فی یومین فلاثم علیہ ومن تأخر فلاثم علیہ لمن التقی“ و اتقوا اللہ واعلموا انکم الیہ تحشرون (سورہ بقرہ آیت ۲۰۳ پارہ ۲) ترجمہ:- اور اللہ کا ذکر کرو گنتی کے چند دنوں میں پھر کوئی جلدی چلا گیا وہی دن میں تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو کوئی رہ گیا تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں جو کہ ڈرتا ہے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو بیشک تم سب اسی کے پاس جمع ہو گے۔“ پیش کر کے ترجمہ کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں ”یہ قرآنی آیت قیام منیٰ سے متعلق ہے منیٰ میں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے شیطان کو کنکری ماری جاتی ہیں اور بکیریں کہی جاتی ہیں“ آگے تحریر فرماتے ہیں ”اب جب کہ اس آیت سے یہ ثابت ہو گیا کہ چادن منیٰ میں رہ کر اللہ کا ذکر کرنا ہے تو قربانی بھی چاردن ہے“ قیاس کو شیطان کا کام کہنے والے اور رائے پر پیشاب کرنے والے آپ جیسے مجتہد ”تصویر گھاس کھاتی ہے“ کے مصداق اس جگہ ”قربانی“ کا قیاس ”ذکر“ پر کر رہے ہیں۔ آپ نے ایک صحیح حدیث تو دور کی بات ایک ضعیف حدیث بھی دلیل میں نہیں پیش کی کہ اس آیت میں ذکر سے مراد قربانی ہے۔ چونکہ آپ کو کسی بھی طرح یہ ثابت کرنا ہے کہ قربانی کے ایام چاردن ہیں اس لئے آپ ایک ایسی رائے پیش کر رہے ہیں جس کا تفسیر سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مفتی ظفر الدین صاحب مدظلہ کا حوالہ دے دے کر آپ اس بات کی کوشش میں ہیں کہ کسی بھی فریب سے عوام کے سامنے چاردن کی قربانی پیش کریں لیکن وائے ناکامی جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہو ادینے لگے۔ ملاحظہ ہو خود آپ نے مراسلہ نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱ پر تشریح الفاظ میں تفسیر درس قرآن قسط نمبر ۴ میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مفتی ظفر الدین صاحبان کے حوالہ سے تحریر کیا کہ ایام معدودات سے مراد ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخیں ہیں۔ ان دنوں میں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے یعنی خود آپ کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ خفی علماء کرام دسویں، گیارہویں، بارہویں ذی الحجہ ہی کو قربانی کے ایام تسلیم کرتے ہیں۔

چنانچہ دیوبند کے اسی درس قرآن میں جس کا حوالہ آپ نے جا بجا دیا ہے اسی آیت کے ضمن میں ”خدا کی یاد“ کے عنوان کے تحت صفحہ نمبر ۱۰۲ پر تحریر ہے ”اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان دنوں میں یہاں اللہ کو خود یاد کرو اور اسکی یاد اور عبادت میں مشغول رہو ان دنوں میں اللہ کی یاد کی ایک خاص صورت یہ ہے کہ ہر حاجی دسویں تاریخ کو بڑے پتھر جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتا جائے، کنکریاں مارنے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوا۔ اسی طرح گیارہویں اور بارہویں کو یکے بعد دیگرے تینوں پتھروں پر سات سات کنکریاں مارے۔“ (تفسیر درس قرآن قسط نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۰۲)

آیت نمبر ۲۰۳ سورہ بقرہ) ابھی آپ کی خدمت میں ترجمہ قرآن مع فوائد بیان القرآن حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ جدید اسلوب مولانا مفتی ظفر الدین صاحب کا حوالہ اس آیت کے ضمن میں پیش کیا گیا۔ ثانیاً آپ جیسے غیر مقلدین کا تقسیم کردہ حکومت سعودیہ سے چھپا ہوا مولانا محمد جونا گڑھی صاحب (غیر مقلد عالم) کے ترجمہ قرآن مع تفسیر میں ”وذكر الله في ايام معدودات..... واليه تحشرون“ (سورہ بقرہ) ترجمہ:- اور اللہ تعالیٰ کی یاد ان گنتی کے چند دنوں (ایام تشریق) میں کرو۔ دودن کی جلدی کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔.....“ مذکورہ آیت کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ ”مراد ایام تشریق ہیں یعنی گیارہ بارہ اور تیرہ ذی الحجہ ان میں ذکر الہی، یعنی بلند آواز سے تکبیرات مسنون ہیں، صرف فرض نمازوں کے بعد ہی نہیں (جیسا کہ ایک ضعیف حدیث کی بنیاد پر مشہور ہے) بلکہ ہر وقت یہ تکبیرات پڑھی جائیں: اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، واللہ اکبر، واللہ الحمد کنکریاں مارتے وقت ہر کنکری کے ساتھ تکبیر پڑھنی مسنون ہے (نیل الاوطار جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۸۶)“

ری جمار (جرات کو کنکریاں مارنا) تین دن افضل ہے لیکن اگر کوئی دودن (گیارہ، بارہ ذی الحجہ) کو کنکریاں مار کر منی سے واپس آجائے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ (حکومت سعودی سے چھپا ہوا قرآن کریم مع ترجمہ صفحہ نمبر ۸۲)“

آیت ”یشہد وامناف لہم“ (سورہ حج آیت نمبر ۲۸) سے قیاس:- یہاں پر آپ نے قربانی کا قیاس ذکر جہر کیا ہے اور ایام قربانی کا قیاس ایام معلومات سے کیا ہے۔

یشہد وامناف لہم ویذکر والسم اللہ فی ایام معلومات علی مارقہم من بہیمۃ الانعام ج فکلوا منها واطعموا البائس الفقیر ۵
ترجمہ:- اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپایوں مویشی کے جو اللہ نے دیئے ہیں انکو سوکھا و اسمیں سے اور کھلا و برے حال کے محتاج کو (سورہ حج ۲۸)
اس آیت کے ضمن میں مراسلہ نمبر ۲ ص نمبر ۳ پر آپ تحریر فرماتے ہیں ”سورہ حج میں اللہ تعالیٰ جب ایام معلومات کہہ رہا ہے تو یقیناً قربانی کے دن اس نے ہمیں بتا دیئے اور یہ وہی ایام ہیں جو سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۰۳ سے کم سے کم چار دن ثابت ہوتے ہیں“ آپ نے یہاں قربانی کے ایام کو ایام معلومات پر قیاس کیا ہے اور ایام معلومات کو چار دن سے تعبیر کیا ہے جبکہ امام بخاری نے صحیح بخاری ج نمبر ۱۳۲ پر تحریر فرمایا ہے کہ ”وقال ابن عباس“ واذکر واللہ فی ایام معلومات“ ایام العشر“ امام بخاری صحیح بخاری میں ایام معلومات سے یکم ذی الحجہ سے دس ذی الحجہ تک کے ایام نقل کرتے ہیں اور ذکر سے مراد تکبیرات نقل کرتے ہیں۔ دیکھئے یہاں آپ کا قیاس امام بخاری کی صحیح روایت کے خلاف ہے اس طرح یہاں بھی آپ کا قیاس سراسر غلط ہے۔ اور رد ہے۔
ایسے وکیل ہیں جو موکل کو موڑ دیں:- اسلامی شریعت کا قاعدہ تو یقیناً ہے ہی کہ جس سے معاہدہ کروا سے پورا کرو لیکن دنیاوی عدالت کا قاعدہ بھی یہی ہے کہ وکیل اپنے موکل کی وکالت صحیح کرے اسے دھوکہ نہ دے۔ مگر بڑے افسوس کا مقام ہے اور ایک لمحہ فکریہ ہے کہ آپ (ضیاء الرحمن صاحب) وکیل بنے ہوئے ہیں اپنے موکل (محمد فراہیم صاحب) کے، اور محمد فراہیم صاحب نے تحریری دعویٰ پیش کیا ہے ”قربانی کے ایام چار دن ہیں اس کی صحیح حدیث پیش کریں گے۔“ لیکن بجائے اس کے کہ آپ اپنے موکل کی بات ثابت کرتے آپ نے وکالت میں غیر مقلدانہ روش کو ترک نہیں کیا۔ بجائے اس کے کہ قربانی کے ایام چار دن ثابت کرتے آپ مراسلہ نمبر ۳ صفحہ ۳ پر تحریر فرماتے ہیں ”اور جہاں تک میرا علم ہے ایک طبقہ اذی الحجہ سے ذی الحجہ اخیر تک قربانی کا قائل ہے جن کی قرآن سے مطابقت سمجھ میں آتی ہے۔“ لیجئے آپ ایسے وکیل ہیں کہ قربانی کے ایام چار دن ہیں کی بجائے ایک نیا موقف پیش کر رہے ہیں کہ قربانی کے ایام بیس یا اکیس دن ہیں، اور اس کی وکالت بھی کر رہے ہیں جس کا ثبوت آپ کا یہ جملہ ہے ”جن کی قرآن سے مطابقت سمجھ میں آتی ہے“ بے اختیار یہ اشعار نوک قلم پر آ رہے ہیں۔ ع

معالج ایسے کہ پیٹ میں اوزار چھوڑ دیں ایسے وکیل ہیں جو موکل کو موڑ دیں
سب کچھ ہے ان کے پاس حقائق نہیں تو کیا دعوے لپیٹ لوجو دلائل نہیں تو کیا

بات اپنی نام قرآن کا:- فرقہ اہل حدیث کا وطیرہ آج تک یہ دیکھتے آئے تھے کہ اپنے اقوال کو احادیث رسول کے نام سے پیش کرتے تھے یعنی ”بات اپنی نام حدیث کا“ لیکن یہاں تو آپ نے ترقی کر کے فرقہ اہل قرآن کا وطیرہ اپنایا ہے اور کیوں نہ اپنائیں گے آپ کے فرقہ اہل حدیث اور فرقہ اہل حدیث میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ ہے ”غیر مقلدیت“۔ آپ مراسلہ نمبر ۲ ص ۳ پر تحریر کرتے ہیں ”اب بھی اگر آپ کو اس قرآن کے بعد صحیح حدیث کی ضرورت پڑتی ہے جسمیں چاردن کی قربانی کا لفظ ہو تو میں وہی کہوں گا جو اللہ تعالیٰ کہتا ہے ”فبأی حدیث بعدة یومنون“۔ اللہ رب العزت باطل موقف کے حاملین کی زبان سے کچھ نہ کچھ ایسے الفاظ ضرور ظاہر کر دیتا ہے جو ان کے کذب کا ثبوت ہوتا ہے۔ آپ نے یہاں تحریر کیا ”اس قرآن“ یہ لفظ ”اس“ ثابت کرتا ہے کہ یہ قرآن مجید سے علاحدہ کوئی اور چیز ہے جس کو آپ نے پیش کیا اور وہ ہے آپ کے قیاسات غلط، جو کہ عام مفسرین نے ہٹ کر ہیں۔ آپ حدیث کی ضرورت سے انکار کر کے، اپنے قیاسات کو قرآن کا نام دے کر، ان پر ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں۔
فرقہ ضالہ کا یہ وطیرہ آپ اور آپ کے فرقہ کے لوگ ترک کر دیں ورنہ امت میں گمراہی پھیلانے کا باعث ہوں گے۔ (قارئین ان کی ان حرکتوں سے ضرور ہوشیار رہیں)

۳۔ (الف) حدیث غیر صریح سے قیاس:-

آپ نے ”قربانی کے ایام چاردن ہیں اس کی صحیح حدیث“ کے عنوان کے ذیل میں ایک غیر صریح روایت ”یوم عرفة ویوم النحر وایام التشریق عید نا اہل الاسلام وہی ایام اکل وشرب ترجمہ:- یوم عرفة (۹ ذی الحجہ) اور یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) ہم اہل اسلام کی عید ہیں اور یہ دن کھانے پینے کے ہیں“ پیش کی ہے۔

اس حدیث میں قربانی کا کہیں ذکر نہیں ہے لیکن آپ نے قربانی کا قیاس ایام اکل وشرب (کھانے پینے کے دن) پر کیا ہے۔ مذکورہ حدیث میں سرے سے قربانی کا تذکرہ ہی نہیں ہے لیکن آپ نے اپنی رائے کے ذریعے اس روایت کو قربانی کے دنوں پر محمول کیا ہے۔

اس سلسلہ میں بنیادی بات تو یہ ہے کہ آپ اور آپ کے فرقہ کو غیر صریح روایات (جس میں قیاس کی ضرورت ہوتی ہے) کو پیش کرنے کا حق ہی نہیں ہے، کیوں کہ آپ کے نزدیک قیاس شرعی دلیل نہیں ہے بلکہ شیطان کا کام ہے۔ آپ کے نزدیک دلائل صرف دو ہیں قرآن اور احادیث رسول ﷺ (اور وہ بھی صرف صحیح) اس لئے کسی مسئلے کی دلیل میں آپ اور آپ کے اہل فرقہ صرف صحیح صریح روایت ہی پیش کر سکتے ہیں۔ صحیح اس لئے کہ آپ صرف صحیح حدیث پر عمل کے مدعی ہیں۔ اور صریح اس لئے کہ قیاس کے منکر ہیں۔ آپ کی پیش کردہ مذکورہ روایت غیر صریح ہے اس لئے دعویٰ کی دلیل میں اصولاً رد اور ناقابل قبول ہے۔ اگر بالفرض آپ قیاس کی جھٹ کے قائل ہوتے تو بھی آپ کا اس روایت سے قربانی کے ایام کے سلسلے میں کھانے پینے کے دنوں پر قیاس غلط ہے۔ آپ نے ترمذی شریف سے یہ روایت تو نقل کر دی اور ساتھ ہی امام ترمذی کا حکم بھی نقل کر دیا کہ ہذا حدیث حسن صحیح (ترجمہ یہ حدیث حسن صحیح ہے) لیکن امام ترمذی کا اگلا جملہ نقل نہیں کیا ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے قیاس کو باطل قرار دیتا ہے۔ امام ترمذی نے اس روایت کے سلسلے میں بتایا ہے کہ ایام اکل وشرب سے یعنی کھانے پینے کے دن سے کیا مراد ہے چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں ”والعمل علیٰ هذا عند اہل العلم یکرہ بصوم ایام التشریق ترجمہ:- اہل علم کا اس (حدیث) پر عمل ہے کہ وہ ایام التشریق کو روزہ رکھنا مکروہ سمجھتے ہیں (ترمذی شریف صفحہ نمبر ۱۶۰ جلد نمبر ۱)۔ دیکھئے امام ترمذی

صراحتاً ایام اکل و شرب سے افطار (روزہ نہ رکھنا) مراد لیتے ہیں۔ اگر آپ اس روایت کو جمہور کے خلاف قربانی پر محمول کرنے پر بضد ہوں تو پہلے اپنے چار دن کی قربانی کے دعویٰ سے دستبردار ہو جائیے کیونکہ اس روایت میں خود آپ کے قول کے مطابق صریحاً پانچ روز یعنی یوم عرفہ (۹ ویں ذی الحجہ) یوم النحر (۱۰ ویں ذی الحجہ) اور ایام التشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) کا حکم ہے اگر آپ یوم عرفہ کو ایام اکل و شرب کے صریح حکم سے خارج کرتے ہیں تو آپ کا یہ فعل اپنے قیاس غلط کو حدیث پر ترجیح دینا ہے۔ ع وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور ان کا نکل آیا

اور اگر آپ کو اس سے انکار ہے تو ایام قربانی چار دن ہیں کے دعویٰ سے دستبردار ہو کر جدید انکشاف پیش کیجئے کہ اب سے قربانی کے ایام پانچ دن ہیں اس سے آپ کا درجہ اجتہاد بڑھتا جائے گا اور کام بھی بڑا ہوگا۔

اجماع امت کے خلاف نیا کام کرنے سے آپ کو کافی دلچسپی ہے یہ دلچسپی آپ اور آپ کے اہل فرقہ میں اتنی رچ بس گئی ہے کہ ایک موقف کا قائل ہونا آپ کیلئے ناممکن سا ہو گیا ہے۔ چنانچہ چار دن کی قربانی کو ثابت کرتے کرتے ۲۰ یا ۲۱ دن قربانی کا موقف بھی پیش کر دیا اور اسے قرآن کے مطابق بتایا۔۔۔ (ب) حدیث منقطع، غیر محفوظ، غیر صحیح سے استدلال:- آپ مراسلہ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

”ایک صحیح حدیث میں بھی ایام تشریق کو ذبح کے ایام کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ کل ایام التشریق ذبح (مسند احمد) اس حدیث کو علامہ ناصر الدین البانی نے مناسک الحج والعمرة میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد کے تمام طریقوں سے میرے نزدیک صحیح ہے۔“

غیر مقلدین کے فرقہ اہل حدیث کے دعوے تو بلند بانگ ہیں لیکن جب ان دعوؤں کو ثابت کرنا ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ محققین عصر، مقلدین سے کہیں دور پڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً بات بات پر صحیح بخاری کا حوالہ دیتے ہیں اور جب مباحثہ یا مناظرہ کی مجلس ہوتی ہے تو ان کے ہاتھوں میں بجائے بخاری کے فتح الباری نظر آتی ہے۔ اور جب ان سے کسی حدیث کی صحت کا تقاضہ کیا جاتا ہے تو اسے اصول حدیث سے صحیح ثابت کرنے کی بجائے یا تو مقلدین کی تقلید کے سائے میں ہوتے ہیں یا چودہ سو سال پھلانگ کر پندرہویں صدی ہجری کے کسی شیخ کے کمپ میں پناہ گرین نظر آتے ہیں۔ بالکل یہی منظر یہاں بھی نظر آ رہا ہے۔ آپ جیسے غیر مقلد حدیث کی صحت کو بجائے اصول حدیث سے ثابت کرنے کے یہاں بھی رقمطراز ہیں کہ علامہ ناصر الدین البانی نے کہا ہے کہ ”یہ حدیث اسناد کے تمام طریقوں سے میرے نزدیک صحیح ہے۔“ ویسے شیخ البانی کی تحقیق کا درجہ کیا ہے؟ یہ جاننے کیلئے محدث جلیل ابوالہماز حضرت مولانا حبیب الرحمن الاعظمی کی کتاب ”البانی شذوذہ و اخطاۃ یعنی البانی، ان کے شذوذ اور غلطیاں“ کا مطالعہ کیجئے۔

شیخ البانی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث اسناد کے تمام طریقوں سے میرے نزدیک صحیح ہے یعنی شیخ البانی کی اپنی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ جبکہ علامہ ابن قیمؒ نے علت کو پیش کرتے ہوئے اس روایت پر کلام کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قیمؒ کتاب ”الہدیٰ“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جبیر ابن مطعم کے طریق سے جو حدیث ہے وہ منقطع ہے اور اس کی اصل ثابت نہیں ہے۔ اور علامہ شوکانیؒ، ”اللیل“ میں اسی بات کو قبول کرتے ہیں (صفحہ نمبر ۳۵۸ جلد نمبر ۴)۔ جناب وکیل صاحب آپ نے مسند احمد سے جو روایت ”کل ایام التشریق ذبح“ کو پیش کیا ہے اس میں تین علتیں ہیں:

(۱) وہ منقطع ہے (۲) غیر محفوظ ہے (۳) غیر صحیح ہے انکا ثبوت ملاحظہ ہو۔

آپ نے اس مناظرہ میں خود اپنی شکست تسلیم کر لی ہے جو کہ آپ کے مدعی کی بھی شکست ہے۔ فالحمد للہ حمد اکثیر اعلیٰ ذالک خلاصہ بحث:- آپ (وکیل مدعی جناب ضیاء الرحمن صاحب) نے اپنے موکل محمد فراہیم ابن محمد یوسف صاحب کی وکالت کا ذمہ لیا تھا یعنی آپ قربانی چار دن ہے اس کی صحیح حدیث پیش کرنے والے تھے اور اس سلسلے میں آپ نے تین اقسام کے دلائل کو پیش کیا (۱) ایام تشریق کے سلسلے میں حنفی علماء کا فرض

اختلاف (۲) قرآن کریم کی آیتوں (سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲، ۳ سورہ حج آیت نمبر ۲۸) سے قیاس (۳) الف (ایام اکل و شرب کی) غیر صریح روایت سے قیاس (ب) (کل ایام تشریق قربانی کے دن ہیں) منقطع غیر محفوظ غیر صحیح روایت

ثابت کیا گیا کہ:- (۱) یہ صرف آپ کا تصور ہے کہ ایام تشریق کے سلسلے میں حنفی علماء میں اختلاف ہے۔ جبکہ ایام تشریق کے سلسلے میں ان کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ آپ کے پیش کردہ قیاسات صرف ”توجیہ القول بما لا یرضیٰ بہ القائل“ ترجمہ:- کسی بھی قول کی ایسی توجیہ بیان کرنا جو کہنے والے کی مرضی نہ ہو“ کے ضمن سے ہے۔ اور یہ صرف ”قیاسات ہی ہیں کوئی صحیح حدیث تو ہے جسکے پیش کرنا آپ نے ذمہ لیا تھا۔ اسلئے اصولاً رد ہے۔ (۲) قرآن کریم کی مذکورہ آیتوں میں کہیں بھی قربانی کا ذکر نہیں ہے آپ نے قربانی کا قیاس ذکر پر کیا ہے اور یہ بھی صرف آپ کا قیاس ہے اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اسلئے اصولاً یہ بھی رد ہے۔

(۳) الف: اس ضمن میں آپ نے ایام قربانی کا قیاس ایام اکل و شرب پر کیا ہے اور یہ قیاس، قیاس فاسد ہے جبکہ آپ حضرات قیاس صحیح کو بھی دلیل شرعی نہیں مانتے اسلئے یہ بھی رد ہے۔

(ب) آپ نے جو روایت پیش کی ہے کہ کل تشریق ایام قربانی ہے یہ روایت منقطع غیر محفوظ اور غیر صحیح ہے اسلئے یہ بھی رد ہے۔

قول فیصل:- بحث میں کسی جگہ بھی آپ شرط کے مطابق صحیح حدیث پیش نہیں کر سکے اسلئے آپ کے موکل محمد فراہیم بن محمد یوسف کا دعویٰ ”قربانی کے ایام چار دن ہیں“ اصولاً رد ہے۔

دستخط

انیس اظہر اقبال احمد حکیم نگر

پلاٹ نمبر ۴۰

گواہوں کی دستخطیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین سے مناظرات کی رودادات روداد مناظرہ پونہ

غیر مقلدین (جو موقع محل کے لحاظ سے اپنے آپ کو اپنے مفاد کے مطابق کبھی سلفی، کبھی اہل حدیث کبھی محمدی اور کبھی اثری وغیرہ کہتے ہیں) اکثر اہل سنت و جماعت خصوصاً احناف کو پریشان کرتے رہے ہیں۔ اسلاف وائمہ کے خلاف بدزبانی و بدتمیزی ان کا خاص شیوہ ہے۔ نوجوان اور دینی تعلیم سے کم واقفیت کھنے والے ان کا خاص نشانہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بار بار قرآن و حدیث اور صرف قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں قرآن و حدیث کو سمجھنے والے عمل کرنے والے اسلاف، ائمہ مجتہدین، علماء اور اولیاء عظام کو یہ لوگ گمراہ و مشرک تک قرار دیتے ہیں۔ ان کا ہر چھوٹا بڑا خواہ مخواہ احناف اور مقلدین سے الجھنے کی کوشش کرتا ہے، بقول علامہ اقبال۔

بحث و تکرار ان اللہ کے بندوں کی سرشت

لیکن جب کبھی اہل علم سے ان کا سابقہ پڑ جاتا ہے تو ان کے عوام کیا خواص اور ان کے مایہ ناز مناظر سمجھے جانے والے افراد بھی آئیں بائیں شائیں کرتے نظر آتے ہیں، اس وقت ان کی بوکھلاہٹ دیدنی ہوتی ہے، ایسے وقت میں براہ راست قرآن و حدیث پر عمل کا دعویٰ کرنے والے یہ لوگ دوسرے اور تیسرے درجے کے لوگوں کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں۔ ذرا سوچئے کہ ہم امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے ماننے والے تو انکی نظر میں گمراہ اور مشرک ہیں اور یہ بقلم خود قرآن و حدیث پر عمل کے دعوے دار دوسرے اور تیسرے درجے کے لوگوں کی تقلید کر کے مومن اور موحد؟ کسی نے سچ کہا ہے۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ شاز کرے

ایسا ہی کچھ عبرت خیز نظارہ پچھلے دنوں ۱۳ اگست ۲۰۰۰ء کو بنجے پارک مسجد پونہ میں دیکھا گیا۔ یہاں بھی عرصہ سے ان غیر مقلدین نے فتنہ پھیلارکھا تھا، خواہ مخواہ لوگوں سے الجھنے اور بحث کرتے تھے، احناف کو مناظرے کا چیلنج دیتے تھے، ان فتنہ پردازوں کی ریشہ دوانیوں اور شرانگیزیوں سے تنگ آکر پونہ شہر کے کچھ اصحاب فہم و دانش نے جمعیت المسلمین مالیگاؤں سے رابطہ قائم کیا اور ۱۳ اگست کے مناظرے میں غیر مقلدین کے خلاف بطور فریق شرکت کی درخواست کی۔ جس کا انعقاد پہلے سے طے تھا۔

چنانچہ جمعیت المسلمین کا وفد ۱۲ اگست کو شب میں پونہ پہنچا۔ وفد میں جناب ہلال احمد مولوی محمد عثمان صاحب بھی تھے (جو بزم صدیق ممبئی کی اس اقدامی کمیٹی کے ممبر ہیں جو غیر مقلدین و دیگر فرقوں کے خلاف قائم کی گئی ہے) ۱۲ اگست کی شب میں ہی پونہ کے احباب نے وہاں کے غیر مقلدین سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی مگر رات بھر غیر مقلدین سامنے آنے سے کتراتے رہے۔ بالآخر ہزار کوششوں کے بعد صبح ۱۳ اگست بروز اتوار ان سے رابطہ قائم ہو سکا اور غیر مقلدین نے ظہر بعد مناظرہ گاہ یعنی بنجے پارک مسجد میں آنے کا وعدہ کیا، حالانکہ ہمارے پونہ کے احباب نے صبح ہی سے مناظرہ شروع کرنے پر اصرار کیا تھا تا کہ بلاوجہ آدھا دن ضائع نہ ہو مگر غیر مقلدین کا جواب تھا کہ ہمارے علماء مالیگاؤں سے تشریف لا رہے ہیں ان کا انتظار کرنا ہوگا اس کیلئے ظہر تک

کا وقت دیا جائے۔ بہر حال ظہر بعد کا وقت متعین ہو گیا۔

ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر ہمارے حضرات بنجے پارک کی مسجد میں ان کی آمد کے منتظر رہے، آدھا گھنٹہ ہو گیا ایک گھنٹہ ہوا آخر کار طویل انتظار کے بعد تقریباً ساڑھے تین بجے کچھ غیر مقلدین بنجے پارک مسجد میں پہنچے۔ استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ صرف مناظرے کا موضوع اور شرائط طے کرنے آئے ہیں۔

موضوع اور شرائط مناظرہ پر گفتگو شروع ہوئی، احناف کی جانب سے ہلال احمد صاحب نے کہا کہ یہ مناظرہ مقلدین اور غیر مقلدین کے درمیان ہے بہت سے مسائل پر گفتگو ہو تو مناسب ہے اور پھر نماز میں بھی کئی متنازعہ مسائل ہیں جیسے آمین بالجہر (آمین بالجہر اور آمین بالسر تو ائمہ کے درمیان اختلافی بحث ہے لیکن ایک تیسری قسم آمین بالشر ہے جس کے مرتکب ہمارے غیر مقلدین احباب ہیں جن کے بلند آواز سے آمین کہنے کا مقصد ہی شر پھیلانا ہوتا ہے اور اسی لئے وہ احناف کی مسجدوں میں آتے ہیں ورنہ ان کے مذہب کے مطابق کسی بھی مقلد کے پیچھے ان کی نماز ہی نہیں ہوتی) اس کے علاوہ رفع یدین وغیرہ بہت سے مسائل ہیں جن میں صرف اولیٰ اور غیرہ اولیٰ کا اختلاف ہے، ہاں ایک مسئلہ قرأت خلف الامام یعنی (امام کے پیچھے قرأت کرنے) کا ہے اس پر دونوں فریق کے موقف میں تضاد ہے ہمارے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے کچھ نہیں پڑھنا چاہئے جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے، اس لئے ہماری رائے یہ ہے کہ فی الوقت اسی کو موضوع مناظرہ بنایا جائے بعد میں دوسرے مسائل پر گفتگو ہو۔

غیر مقلدین کی جانب سے سید محمد عبدالقادر صاحب نے گفتگو کی انہوں نے کہا کہ پہلے نماز کی کچھ سنتوں پر بحث ہو جیسے رفع یدین تشہد میں شہادت کی انگلی کو حرکت دینا وغیرہ۔ اس پر ہلال احمد صاحب نے کہا کہ فرض زیادہ اہمیت رکھتا ہے یا سنت؟ جو آپ کے نزدیک فرض ہے اس پر گفتگو کیجئے۔ لیکن عبدالقادر صاحب اپنی بات دہراتے رہے اور ایک بار پھر نماز کے کئی مسائل کا ذکر کیا مگر قرأت خلف الامام پر گفتگو کیلئے تیار نہیں ہوئے، ان کے ساتھ آئے دیگر غیر مقلدین بھی دوسرے مسائل پر گفتگو کیلئے اصرار کرنے لگے۔ عبدالقادر صاحب نے کہا سینے پر ہاتھ باندھنے پر گفتگو کر لیجئے۔ ہلال احمد صاحب وغیرہ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ موضوع مناظرہ کی بحث کو طول دیکر مناظرہ ہی ٹالنا چاہتے ہیں اس لئے ان لوگوں کو فرار کا موقع نہ دینا چاہئے اور اسی موضوع پر گفتگو کر لینی چاہئے ان حضرات کو خوب معلوم تھا کہ۔

نہ خجرا ٹھے گانہ تلواران سے یہ باز و مرے آزمائے ہوئے ہیں

بہر حال موضوع اور شرائط مناظرہ پر مشتمل ایک تحریر تیار کی جانے لگی ”فرقہ اہل حدیث کی طرف سے سید عبدالقادر..... ابھی اتنا ہی لکھا گیا تھا کہ عبدالقادر صاحب نے اعتراض کیا کہ مجھے اہل حدیث کیوں لکھا گیا؟ میں نے کب کہا کہ میں اہل حدیث ہوں؟ (احناف جب انہیں غیر مقلد کہتے ہیں تب بھی برا لگتا ہے کہتے ہیں کہ ہمیں اہل حدیث کہا جائے جب اہل حدیث کہا جاتا ہے تب بھی اعتراض ہے، پتہ نہیں ان لوگوں کی ذہنی ساخت میں کون سی پیچیدگی ہے ماہرین نفسیات کو توجہ کرنی چاہئے)۔

بہر حال کچھ دیر رو دقح کے بعد درج ذیل تحریر تیار ہوئی۔

”سید عبدالقادر صاحب عنوان اور شرائط طے کرنے آئے ہیں طے یہ ہوا کہ اس دعوے پر ان کی طرف سے دلائل قرآن کریم یا حدیث شریف سے

پیش کئے جائیں گے۔

دعویٰ : نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے

مدعی : سید محمد عبدالقادر صاحب یا ان کی طرف سے پیش کیا ہوا شخص

مدعا علیہ : ہلال احمد مولوی محمد عثمان

اس سلسلے میں قرآن کریم کی آیت یا حدیث صحیح صریح مدعی پیش کرے گا۔

دستخط: ہلال احمد مولوی محمد عثمان دستخط: سید محمد عبدالقادر

مدعی علیہ مدعی

ہم درج ذیل حضرات اس بات کے گواہ ہیں

(۱) بشیر احمد محمد یلین مستری دستخط

(۲) انجم اختر رضا خان دستخط

(۳) محمد حنیف شیخ عباس دستخط

(۴) ناصر ابراہیم جوڑ دستخط

اس کاروائی کے بعد پہلی محفل اختتام کو پہنچی تحریر کی زیر کس کا پیاں فریقین کو دے دی گئیں۔ ہاں اسی دوران دوسری مجلس کا وقت عصر کے بعد کا مقرر ہوا یہ بھی طے پایا کہ غیر مقلدین عصر کی نماز اسی مسجد بنجے پارک میں پڑھیں گے تاکہ نماز بعد فوراً گفتگو شروع کر دی جائے۔

مگر وہ غیر مقلد ہی کیا جو ضابطے کا پابند ہو، عصر کی نماز کے کافی دیر بعد غیر مقلدین کا قافلہ بنجے پارک مسجد پہنچا اس میں ”صوت الحق“ کے ایڈیٹر ابورضوان محمد سلفی اور جامعہ محمدیہ منصورہ مالنگاؤں کے کئی اساتذہ و دیگر حضرات شامل تھے۔ اس قافلے کی رہنمائی پونہ کے ابوزید ضمیر صاحب کر رہے تھے جو فی الحال اسلامی تربیت کورس (مسجد عمر بن خطاب، مورواڑی، پونہ) کے نام سے سی ڈیاں شائع کر رہے ہیں۔

گفتگو شروع ہوئی آغاز میں ہلال احمد مولوی محمد عثمان صاحب نے پچھلی مجلس میں طے شدہ امور مختصر بات کی اور سابقہ تحریر پڑھ کر سنائی نیز عبدالقادر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ بتائیں کہ مدعی کون ہے آپ خود ہیں یا کسی دوسرے کو نامزد کر رہے ہے، انہوں نے مولانا مقیم فیضی صاحب کا نام لیا (جو پونہ کے غیر مقلدین کے بقول سعودی عرب کے فاضل ہیں) ہلال احمد صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے مولانا مقیم صاحب کا نام مدعی کی حیثیت سے نوٹ کر لیا جائے، مگر مولانا مقیم صاحب، فوراً بولے ابھی شرائط مناظرہ طے ہوں گے، ہلال احمد صاحب نے کہا شرائط مناظرہ طے ہو چکے ہیں قرآن وحدیث صریح سے دلیل آپ کو دینی ہے، مولانا مقیم صاحب نے کہا ”حدیث صریح سے آپ کی کیا مراد ہے اس کو واضح کیجئے دوسری شرط یہ ہے کہ جو بھی حوالہ محفل مناظرہ میں پیش کیا جائے طلب کرنے پر اس کو فوری طور پر کتاب میں دکھانا ہوگا، ہر فریق کو پندرہ منٹ کا وقت دیا جائے، درمیان میں قطع کلامی نہ کی جائے تقریر ختم کر نیکیے بعد دوسرے فریق کو اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے پانچ سات منٹ کا وقت غور و فکر کیلئے ملنا چاہئے ہر مقرر اپنے معاونین سے بھی صلاح لے سکتا ہے۔ اس پر ہلال احمد صاحب نے کہا کہ یہ سب تو بعد میں ہوگا پہلے کون گفتگو کرے گا اس کا نام تو بتائیے۔ تب مولانا مقیم صاحب نے اپنا نام نوٹ کروایا۔ اس کے بعد ہلال احمد صاحب نے مولانا مقیم صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”مناظرہ کی کچھ شرائط بین الاقوامی طور پر طے شدہ ہیں ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں باقی موضوع مناظرہ طے ہو چکا ہے شرائط میں یہ ہے کہ آپ مدعی ہیں قرآن کریم یا حدیث صریح سے آپ دلیل دیں ہم اس کو رد کریں گے۔ مولانا مقیم صاحب نے اصرار کیا کہ مناظرے کی شرائط پھر سے طے ہونا چاہئے علمی گفتگو اہل علم کے درمیان ہوتی ہے آپ کسی بازاری آدمی

سے کوئی بات طے کر لیں تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اس پر ہلال احمد صاحب نے سخت گرفت کی کہ ”عبدالقادر آپ کے نمائندے بن کر آئے تھے اگر وہ بازاری تھے تو آپ نے ان کو کیوں نمائندہ بنایا، ایک دوسرے غیر مقلد نے کھڑے ہر کر کہا کہ عبدالقادر صاحب عالم نہیں ہیں ان کو کوئی معلومات نہیں وہ صرف معائنے کیلئے گئے تھے آپ ہمارے عالم سے گفتگو کیجئے۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ اگر وہ آپ کے نمائندے نہیں تھے تو انہوں نے مدعی کی حیثیت سے دستخط کیوں کئے۔ اس پر مولانا مقیم صاحب نے کہا کہ وہ گفتگو کرنے کے لئے نمائندے نہیں تھے بلکہ صرف گفتگو طے کرنے کیلئے نمائندے تھے۔ اسی کے ساتھ مولانا نے ایک سوال بھی کیا کہ کیا حدیث پر گفتگو کرنے کا حق ہر ایک کو ہے؟ ہلال صاحب نے کہا ”ہمارے یہاں تو نہیں ہے ہاں آپ کے یہاں ضرور ہے، اس پر مولانا مقیم صاحب برہم ہو گئے کہنے لگے ”آپ کو کیسے معلوم کیا آپ عالم الغیب ہیں“ ہلال احمد صاحب نے کہا کہ اگر قرآن و شواہد کی بنیاد پر کوئی بات کہی جائے تو کیا اس پر بھی علم غیب کا اطلاق ہوتا ہے؟ آپ سب اہل حدیث ہیں۔ ابھی ہلال صاحب نے اتنا ہی کہا تھا کہ مولانا مقیم صاحب ایک بار پھر طیش میں آ گئے کہنے لگے آپ کو کیسے معلوم ہم اہل حدیث ہیں؟ غرض مولانا مقیم صاحب نے اپنے کو اور اپنے ساتھیوں کو اہل حدیث ماننے سے انکار کر دیا (مولانا مقیم صاحب فی الحال مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نائب ناظم ہیں، ان کے ساتھ مالگاؤں جامعہ الحمد یہ منصورہ کے مدرس جناب ابو رضوان محمدی صاحب بھی براجمان تھے، اور بھیونڈی کے جناب نجیب بقالی صاحب بھی تھے یہ سب ریاست کے مشہور اہل حدیث مانے جاتے ہیں۔ لیکن مولانا نے مسجد میں بیٹھ کر یہ جھوٹ بانگ دہل کہا اور ان کے ساتھی ان کی خاموش تائید کرتے رہے)۔ سارے لوگ حیرت سے منہ تکتے رہ گئے، موقع پرستی کی ایک اور بدترین مثال سامنے آ گئی، کہاں تو انگریزوں کے زمانے میں ان کے ایک بڑے عالم مولانا محمد حسین بٹالوی نے انگریزی عہد کے ہندوستان کو دارالاسلام لکھ کر اس حسن خدمت کے صلے میں خود درخواست دے کر اپنی جماعت کیلئے اہل حدیث کا ٹائٹل الاٹ کرایا تھا اور اب ان کی ذریت اہل حدیث کہنے پر طیش میں آ جاتی ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا

ہلال احمد صاحب نے بار بار یاد دہانی کرائی کہ آپ اصل موضوع پر کیوں نہیں آتے آپ کا دعویٰ ہے اس کیلئے قرآن و حدیث صریح سے دلیل پیش کیجئے، اس پر مولانا مقیم صاحب نے کہا کہ دلیل کی صحت جانچنے کا معیار کیا ہوگا، ہلال صاحب نے کہا ”اسماء الرجال کی کتابوں سے سند کی جانچ کی جائیگی، مولانا مقیم صاحب نے کہا ”اہل اختصاص جیسے علامہ ابن حجر یا علامہ نووی کی بات تسلیم کی جائے گی، ہلال صاحب نے کہا کسی نام کو مخصوص مت کیجئے اسماء الرجال کی کتابوں سے سند کے سلسلے میں تصدیق کی جائے گی، مگر مولانا مقیم صاحب نے اہل اختصاص کا سہارا لے کر ابن حجر اور علامہ نووی کو معیار تسلیم کرنے پر اصرار کرتے ہوئے کہا کہ ”قرآن و حدیث آسمان سے نہیں ٹپکے“ (یہ جملہ مولانا مقیم صاحب کا ہے کیسٹ میں محفوظ ہے) اہل اختصاص کے ذریعے ہی ہم کو پہنچے ہیں اسلئے اہل اختصاص کی بات ہم کو ماننی پڑی گی، اپنی بات جاری رکھتے ہوئے مولانا مقیم صاحب نے سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ (ﷺ) کو دیکھا ہے اور وہ بھی اہل اختصاص میں سے تھے اسی لئے ہم ان کی بات مانتے ہیں مگر آپ تو غیر مقلد ہیں آپ کیوں ابن حجر اور علامہ نووی کی تقلید پر اصرار کر رہے ہیں۔

جناب شیخ کا نقش قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی

بات چیت ابھی یہیں تک پہنچی تھی کہ مغرب کا وقت آ گیا حاضرین نے جب اس کی اطلاع دی تو مولانا مقیم صاحب نے کہا ”اذان دیجئے مغرب بعد انشاء اللہ مجلس ہوگی۔“ دراصل غیر مقلدین عصر کے بعد کافی تاخیر سے اسی لئے آئے تھے کہ عصر اور مغرب کے درمیان یوں بھی وقت کم ہوتا ہے ادھر ادھر کی گفتگو میں مغرب ہو جائے گی اسی دوران مقابل کا اندازہ بھی ہو جائے گا اگر مقابل حاوی ہوتا نظر آیا تو مغرب کے درمیان غائب ہو جائیں گے۔

چنانچہ یہی ہوا اُدھر لوگ مغرب کی جماعت کیلئے صف بندی کر رہے تھے اُدھر یہ لوگ نکلنے کی تیاری میں تھے، مغرب بعد جب لوگ ایک بار پھر جمع ہوئے تو معلوم ہوا غیر مقلدین ندارد ہیں۔ اتنا تو یہ لوگ بھی جانتے ہوں گے کہ بغیر کسی اطلاع کے خاموشی کے ساتھ مناظرہ گاہ چھوڑ دینا مناظرے کی اصطلاح میں فرار کہلاتا ہے۔ لیکن وہاں موجود رہ کر اہل حق کا سامنا کر نیکی ہمت نہیں تھی تو اور بے چارے کرتے بھی کیا؟

بہر حال مغرب بعد کی اسی نشست میں چونکہ فریق مخالف موجود نہیں تھا اس لئے مناظرہ تو ختم ہوا اور ان مناظرہ کچھ علمی اصطلاحات استعمال ہوئی تھیں عوام کا مجمع تھا اس لئے ہلال صاحب نے ان علمی اصطلاحات کی آسان زبان میں تشریح کی اور اس بات کو واضح کیا کہ مولانا مقیم صاحب کیوں اہل اختصاص کا سہارا لے کر علامہ ابن حجر اور علامہ نووی کی تقلید پر مصر تھے، ہلال صاحب نے کہا چونکہ علامہ ابن حجر اور علامہ نووی کا موقف سینے پر ہاتھ باندھنے کا ہے اسلئے انہوں نے اس طرح کی روایات کو صحیح قرار دیا ہے حالانکہ دوسرے محدثین نے ان روایات پر جرح کی ہے، مولانا مقیم صاحب چاہتے تھے کہ علامہ ابن حجر اور علامہ نووی کو صحت کا معیار تسلیم کیا جائے تاکہ اسی بنیاد پر سینے پر ہاتھ باندھنے کو سنت قرار دیا جاسکے۔

شرائط میں صحیح حدیث کا پیش کرنا طے تھا اور مقیم صاحب خوب جانتے تھے کہ قیامت تک وہ صحیح حدیث پیش نہ کر سکیں گے اسلئے ابن حجر وغیرہ کی بیساکھیوں کا سہارا لینا چاہتے تھے لیکن جب یہ بات نہ چل سکی تو راہ فرار اختیار کر گئے بہر حال اس سے اتنا فائدہ تو ہوا کہ عوام نے بھی سمجھ لیا کہ یہ لوگ کتنے پانی میں ہیں اور کس طرح حدیث کا نام لے کر امت کو گمراہ کر رہے ہیں۔

اس کے بعد مناظرے کے سلسلے میں آخری تحریر تیار ہوئی جس پر تمام حاضرین نے دستخط کئے اس تحریر کی نقل درج کی جا رہی ہے۔

مناظرہ کی تفصیل

۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۳ اگست ۲۰۰۰ء

مقام سنجے پارک مسجد پونا شہر

وقت : بعد نماز عصر

دعویٰ : نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے سنت ہے

مدعی : مولانا مقیم فیضی صاحب

مدعا علیہ : ہلال احمد مولوی محمد عثمان

مدعی کو قرآن اور حدیث صریح سے اپنا دعویٰ ثابت کرنا تھا اور راویوں کے نقد و اثبات کیلئے اسماء الرجال کی کتابیں پیش کی جانی تھیں۔ عصر کے بعد شرائط طے کیئے جانے کا سلسلہ جاری ہوا تمام کاروائی کیسٹ میں محفوظ کر لی گئی ہے اور کیسٹ میں یہ جملہ بھی محفوظ ہے کی اگلی کاروائی مغرب بعد ہوگی لیکن مدعی مولانا محمد مقیم صاحب فیضی اور ان کا حلقہ احباب مثلاً ابورضوان محمدی سلفی جامعہ محمدیہ منصورہ مالگائوں اور ان کے ساتھ منصورہ کے دیگر اساتذہ نیز ضمیر احمد عبدالعلیم میرٹھ اپونا نیز مدعی کے نمائندے سید محمد عبدالقادران میں سے کوئی بھی مغرب بعد مناظرہ گاہ میں موجود نہیں ہے۔ ہم لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ مذکورہ تمام افراد مغرب سے قبل ہی مناظرہ گاہ چھوڑ کر چلے گئے۔

(۲) شیخ عنایت عطاء اللہ

(۱) تنوینا صر جوڑ

(۴) عبدالقادر انعام دار

(۳) عبدالرشید پاشا

- | | |
|------------------------------|--------------------------------|
| (۵) عبدالعزیز منذر حسین | (۶) عارف احمد عبدالصمد شیخ |
| (۷) شیخ انور عبدالقادر | (۸) عبدالرحیم شیخ |
| (۹) عبدالستار خان محمد خان | (۱۰) مشتاق حمزہ خطیب |
| (۱۱) عبدالماجد عبدالغفار خان | (۱۲) ناصر ابراہیم موڑ |
| (۱۳) رفیق عبداللطیف خان | (۱۴) محمد عارف شیخ داؤد |
| (۱۵) مولانا علاء الدین شیخ | (۱۶) محمد شعیب عبدالاحد |
| (۱۷) شمس الدین انعام دار | (۱۸) موزن مسجد ہذا (موسیٰ شیخ) |
| (۱۹) خواجہ قاسم شیخ | (۲۰) مولانا آصف خان |
| (۲۱) رفیق میاں شیخ | (۲۲) شاکر منصوبے دار |
| (۲۳) فاروق شیخ محمد اسحاق | (۲۴) بلال ابراہیم جوڑ |

مناظرہ پونہ کی یہ مختصر روداد در فہام عام اور مقلدین اہل سنت و جماعت خصوصاً احناف کے ان حضرات کیلئے تحریر کی گئی ہے جن سے یہ غیر مقلدین الجھ کر مناظرے کا چیلنج کرتے رہتے ہیں، ہمیں امید ہے یہ ان غیر مقلد حضرات کیلئے بھی مفید ہوگی جو اپنی کم علمی کی وجہ سے غیر مقلدین کے فریب کا شکار ہو کر اسلاف ائمہ اور علماء کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا

اجتنابه وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى اله واصحابه اجمعين۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

باطل کی کیا مجال کہ حق کو مٹا سکے عاجز رہے دلیل نہ کوئی دکھا سکے

۲۸

فروری ۲۰۰۲ء

مطابق

۷

محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

کو

مناظرہ چیتا کیمپ میں

غیر مقلدین کی شکست فاش کا

آنکھوں دیکھا حال

پیش کردہ: (مولانا) محمد اسید سلفی خدائی عمر کوٹلی بہمنی۔ ۳۳

بِسْمِ تَعَالٰی

نحسہ و نصلی علی رسولہ الکریم

غیر مقلدین (جو موقع مل اور اپنے مفاد کے لحاظ سے اپنا نام اور شناخت تبدیل کرتے رہتے ہیں کبھی اہل حدیث کبھی سلفی کبھی عمری اور کبھی اثری وغیرہ) ان کا ہر جگہ یہ شیوہ ہے کہ کلمہ عوام خصوصاً دینی سزاج رکھنے والے نوجوانوں کے دلوں میں عبارات نماز وغیرہ کے متعلق دوسرے پیدا کریں۔ انہیں دلی ہوئی چند غیر متعلق احادیث سا کرانجمنہ جہدین، اسلام اور ملائے کرام سے بدظن کریں۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے علاوہ ساری امت کو گمراہ اور مشرک ثابت کریں۔ ہمیں کے علاقہ چیتا کیمپ میں بھی عرصے سے یہی ہورہا تھا۔ وہاں کے کلمہ نوجوانوں کے ذہن خراب کئے جارہے تھے۔ ہرگی کے کلمہ پر کچھ غیر مقلدین صحیح العقیدہ نوجوانوں کو اسلام امت اور ملائے کرام سے بدظن کرتے تھے۔ یہاں تک کہا جاتا تھا کہ تمہارے علماء کے اندر مارا جواب دینے کی ہمت نہیں ہے اور ہمارا ایک بچہ بھی تمہارے علماء کا چچا ہوتا ہے۔ قتای ملائے کرام شہر کے فرقہ دارانہ حالات اور ملک کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر اس گفتے کو نظر انداز کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے غیر مقلد کی شرانگیزیوں بڑھ گئیں اور صحیح العقیدہ خفی نوجوانوں میں بے چینی پیدا ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ آپس میں بحث و مباحثہ ہونے لگا۔ جس میں غیر مقلدین کی لالاف زبیاں شاب پر ہو گئیں۔ ایک غیر مقلد مبلغ ابراہیم ابن مرتضیٰ صاحب نے دعویٰ کیا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور اس مسئلہ پر میں تمہارے کسی بھی عالم سے مناظرہ کر سکتا ہوں۔ بس مجھ سے (باضابطہ) عالم ہونے کی سند نہ مانگی جائے۔ خفی نوجوان جو غیر مقلدین کی دوسرا گنبدیوں سے تنگ آچکے تھے ان میں بھی جوش آگیا اور انہوں نے اس چیلنج کو قبول کر لیا۔ اور ایک نوجوان حافظ محفوظ الرحمن صاحب نے ابراہیم صاحب سے کہا کہ آپ یا آپ کا سب سے بڑا عالم اس موضوع پر تیار ہو کر آئے ہم اپنے علماء کو لائیں گے۔ وقت مقرر کر لیجئے۔ جگہ اور شرائط طے کر لیجئے۔ ہم بھی اس مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے حل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ۲ فروری ۲۰۰۲ء کو ایک مختصر تحریر تیار ہوئی جس میں غیر مقلدین کے مدگی کی حیثیت سے ابراہیم ابن مرتضیٰ کا نام تھا ان کا دعویٰ تھا کہ ”امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔“ (اس کے لئے دلیل کے طور پر انہیں صریح نص قرآنی اور اصول حدیث کے مطابق صحیح اور صریح حدیث پیش کرنی تھی) ۲۸ فروری ۲۰۰۲ء بروز پنجشنبہ ۱۰ ربیعہ ثانی مقرر کیا گیا۔ اور چیتا کیمپ کا ہی ایک ہال مناظرہ گاہ کے طور پر منتخب کیا گیا۔ یہی طے ہوا کہ مناظرہ ٹیپ کیا جائے گا۔ دلائل اور اداں کا ذکر یہ میں لایا جائے گا۔ اور منتقد امور

تحریر کر کے فریقین اپنے دستخط ثبت کریں گے۔ اور اس کے بعد مذکورہ تحریر میں احناف کے مدعی کی حیثیت سے محفوظ الرحمن ابن عزیز الرحمن نے یہ دعویٰ تحریر کیا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا مکروہ ہے۔ جس کی دلیل محفوظ الرحمن یا ان کا نمائندہ اولاد اُردھ یعنی قرآن وحدیث اجماع و قیاس سے دیں گے۔ اس تحریر میں دونوں نمائندے ابراہیم صاحب اور محفوظ صاحب اور انکی گواہان کے دستخط ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی سب سے اہم شرط یہ بھی تحریر کی گئی کہ مذکورہ شرائط میں تبدیلی کا مطالبہ کھست سمجھا جائے گا۔ مذکورہ معاہدے کی تکمیل کے بعد حافظ محفوظ الرحمن صاحب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے علمائے کرام خصوصاً حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری صورت حال بتائی ملک کی موجودہ صورت حال اور فرقہ وارانہ حالات کے پیش نظر علمائے کرام کوئی اعلان مناظرہ سے پس و پیش تھا تاہم چھپا کیمپ کے نو جوانوں کی پختی اور بعض نو جوانوں کی گمراہی کے خدشے کے پیش نظر مقررہ تاریخ پر پختی کی یقین دہانی کرا دی گئی۔ علمائے کرام کی منظوری کے بعد محفوظ الرحمن اور ان کے ساتھی مناظرہ کی تیاریوں میں لگ گئے مناظرہ گاہ میں نشستوں کا انتظام اپنے علمائے کرام اور مہمانان کے قیام اور آمد و رفت کا نظم ساتھ ہی علمائے قیام کی دمان کی صورت حال خراب نہ ہو اس کی فکر غرض ان تمام تیاریوں کو کوششوں کے درمیان ۲۸ فروری کا دن پہنچا۔ شام کے وقت سے علمائے حق پہنچنا شروع ہو گئے مغرب ہوتے ہوئے ایک کثیر تعداد اعلان کی جمع ہو چکی تھی عشاء کی نماز پڑھی گئی نماز بعد جمع اور پڑھ گیا پریشانی یہ تھی کہ مناظرہ گاہ چھوڑا تھا۔ اصل میں اندازہ یہ تھا کہ فریقین میں سے ہر فریق کے ۵۷ افراد تک مناظرہ میں شامل ہو گئے۔ مگر وہاں اپنے علاوہ ہی ۱۰۰ سے زیادہ پہنچ چکے تھے۔ مقامی عوام اور نو جوانوں میں زبردست جوش تھا۔ مقامی لوگوں کا مناظرہ میں موجود رہنا ضروری بھی تھا۔ تاکہ اپنی آنکھوں سے حق و باطل کا فیصلہ دیکھ سکیں۔ اس لئے محفوظ صاحب اور ان کے ساتھیوں نے یہ طے کیا کہ وہ علمائے کرام اور وہ لوگ جن کو باقاعدہ دعوت دہی گئی ہے ان کو پہلے مناظرہ گاہ میں پہنچا دیا جائے۔ بعد میں اگر کچھ شریعی اور فرائض مخالف راہی ہو باقی حضرات کو مناظرہ گاہ میں بلوایا جائے گا۔ چنانچہ جو حضرات باقاعدہ مدعو تھے۔ مناظرہ گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں دیکھا کہ عوام کی کثیر تعداد مناظرہ گاہ کی طرف رواں دواں ہے نو جوانوں میں بھی جوش ہے۔ عوام میں دلولہ ہے۔ مناظرہ گاہ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ چاروں طرف سے عوام نے اس ہال کو گھیر رکھا ہے دروازے پر کھڑے جوان متعین ہیں۔ جو صرف فریقین کے مدعو حضرات کو ہی داخل ہونے کی اجازت دے رہے ہیں۔ ہال کے اندر پہنچے تو دیکھا ہال کے درمیان آنے والے دو

اٹلج لگے ہیں۔ دونوں طرف دو دو مالک ہیں۔ سامنے کتابیں وغیرہ رکھنے کے لئے ٹاپیاں لگی ہوئی ہیں۔ علمائے حق کا قافلہ پہنچنا شروع ہو گیا۔ مگر ابھی دوسری طرف اٹلج سنا سناتا تھا۔ کوئی نہیں پہنچتا تھا۔ ہال کے باہر داخلہ کے لئے لوگوں کا شور مچا رہا تھا۔ زیادہ لوگ اندر داخل ہو کر مناظرہ منہا چاہتے تھے، متعین کو خاص دشواری کا سامنا تھا، بڑی کوششوں کے باوجود بھی مناظرہ گاہ میں کئی سوا فراد داخل ہو چکے تھے۔ بالآخر کچھ دربار انتظار کے بعد فرائض مخالف (غیر مقلدین) کے افراد آئے شروع ہوئے۔ چونکہ وقت ہو چکا تھا اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ بلانا خیر کار روانی شروع کر دی جائے۔ لوگوں کے شور شرابے کے درمیان ہی علمائے حق کی جانب سے تلاوت کلام پاک شروع ہوئی تلاوت کلام پاک کے بعد حافظ محفوظ صاحب سامنے آئے انہوں نے اپنے ابراہیم صاحب (غیر مقلد) کے درمیان طے شدہ معاہدے کو پڑھا۔ (ابراہیم صاحب اور اس کے لئے صریح نص قرآنی یا اصول حدیث کے مطابق صحیح اور صریح حدیث پیش کرنے کی بات کو ہر لایا)۔ اور یہ بھی بتایا کہ تحریری طور پر یہ طے ہو گیا ہے کہ شرائط میں تبدیلی کا مطالبہ کھست تسلیم کیا جائے گا۔ اس بعد محفوظ الرحمن صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ اتنے زیادہ لوگ مناظرہ میں آجائیں گے۔ اور مجمع کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اور انہوں نے اعلان کیا کہ جو لوگ آگئے ہیں۔ اگر وہ خاموشی سے مناظرہ میں بیٹھیں تو ٹھیک ہے ورنہ انہیں باہر کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد محفوظ صاحب نے اپنے نمائندوں کے ناموں کا اعلان کیا کہ احناف کی جانب سے (۱) مولانا ہلال صاحب (مالک و س) (۲) مفتی حذیفہ صاحب (محبوطی) (۳) حافظ اقبال صاحب (مالک و س) گفتگو کریں گے۔ اسی دوران دیکھا گیا کہ کچھ نو جوان یہ کہہ رہے تھے کہ مناظرہ میں شوٹنگ کر رہے ہیں۔ تو مفتی عزیز الرحمن صاحب فوراً آگے آئے اور انہوں نے فرمایا یہ ناجائز ہے شرائط مناظرہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ اس لئے یہ سلسلہ فوراً بند کر دیا جائے، ہم لوگ شریعت کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہماری موجودگی میں کوئی غیر شرعی کام ہوا سے برداشت نہیں کیا جائیگا۔ مفتی صاحب کی تمہید کے بعد کمرہ بند ہو گیا۔ اور احناف کے نمائندوں میں سے مولانا ہلال صاحب مالک پر آئے اور انہوں نے ابراہیم صاحب کا دعویٰ دہرایا۔ اور مطالبہ کیا کہ دلیل پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے ابراہیم صاحب یا ان کے نمائندے قرآن و خلف الامام کے سلسلے میں صریح نص قرآنی یا اصول حدیث کے مطابق صحیح و صریح حدیث پیش کریں۔ اس کے بعد فرائض مخالف کی جانب سے اصل مدعی ابراہیم ابن مرتضیٰ صاحب نے مالک سمجھا لایا اور کچھ تقریر شروع کی کہ نہیں کس زبان میں تمہی بہت فخر کرنے کے

بعد سمجھ میں آیا کہ اردو ہی ہے مگر ذرا مخصوص قسم کی ہے اگرچہ بہت سے الفاظ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے تاہم اتنا سمجھ میں آیا کہ ابراہیم صاحب کو مناظرہ گاہ میں اندر اور باہر لوگوں کے اخروہ پر اعتراض تھا ان کا کہنا یہ تھا کہ جب تک مناظرہ گاہ میں سکون نہیں ہوگا علمائے کرام کیسے گفتگو کر سکیں گے۔ اس پر محفوظ صاحب نے ابراہیم صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگ سکون کا ماحول بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ بات جاری رکھیں ابراہیم صاحب نے اپنا دعویٰ دہرایا اور اسے کتاب و سنت کی نصیحت سے ثابت کرنے کا دعویٰ کیا حالانکہ یہ طے ہو چکا تھا شرائط میں تبدیلی کا مطالبہ ہلکتا سمجھا جائے گا۔ پھر بھی ابراہیم صاحب نے بعض شرائط پیش کیں اور دونوں فریق نے دو حکم (جج) مقرر کرنے کی بات کی اس پر مولانا ہلال صاحب نے فرمایا کہ قرآن و حدیث سے بڑھ کر کوئی حکم (جج) نہیں ہے۔ آپ ہی حضرات کہا کرتے ہیں کہ ”قِدَانِ تَنَادَى غُثْمِ فِی شَیْءٍ فَوْضُوهُ اِلَی اللّٰهِ وَالسُّنَنِ“ اب قرآن حکیم سے بہت آگے آپ حکم (جج) مقرر کرنے کی بات کرتے ہیں۔ آپ طے شدہ شرائط کے مطابق قرآن و حدیث سے صریح دلیل پیش کریں، ہم اس کا رد کریں گے۔ عوام خود ہی فیصلہ کرے گی کہ کون حق پر ہے اور کون نہیں؟ اس کے بعد ابراہیم صاحب نے گفتگو کے لئے اپنے نمائندوں کے نام بتائے (۱) مولانا عبدالودود سلفی (۲) مولانا صغیر احمد صاحب (۳) مولانا وحسی الدین عمری صاحب اس کے بعد اخیر میں ابراہیم صاحب نے کہا ہم لوگ یہاں حق کی وضاحت کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ حق باہر ہو یا ادھر واضح ہو جائے کہ بعد اسے قبول کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں ہونی چاہیے۔ ابراہیم صاحب رخصت ہوئے غیر مقلد نمائندگان میں سے صغیر احمد صاحب نے ناگہ سبھا الاقریر شروع کی قرآن کی آیتیں پڑھیں۔ مَثَلًا وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمِثْلَاتِنِ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝ فَاقْرَءْ مَا تَنۢبِیۡسُ مِنْهُ ۝ فَاقْرَءْ مَا تَنۢبِیۡسُ مِنْ الْقُرْآنِ ۝ اس کے بعد فرمایا کہ قرآن مجید میں کسی بھی مسئلے کے متعلق اجمالی رہنمائی ملتی ہے۔ تفصیل کے لئے احادیث کا سہارا لینا پڑے گا۔ اور اس سلسلے میں متعدد احادیث ہیں جن کی صحت پر محدثین نے کوئی کلام نہیں کیا ہے۔ مولانا ہلال صاحب نے درمیان میں پوچھا کیا آپ اپنے دعوے کی دلیل پیش کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں تو ہلال صاحب نے فرمایا: آپ نے جو آیات پڑھی ہیں وہ تو صریح نہیں ہیں ان میں نہ امام کا تذکرہ ہے اور نہ مقتدی کا بلکہ سرے سے نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہی نہیں ہے۔ شرائط کے مطابق آپ کو صریح نص قرآنی پیش کرنی چاہیئے۔ اس پر صغیر احمد صاحب نے غلط بحث کرتے ہوئے کہا کہ اچھا آپ ہی نماز میں سورۃ فاتحہ مکروہ ہونے کی دلیل پیش کر دیں تو ہلال سر نے کہا کہ ابھی تو

آپ کے دعوے پر گفتگو ہو رہی ہے ابھی آپ ہم سے دلیل کا مطالبہ نہیں کر سکتے مفتی حذیفہ صاحب نے بھی مداخلت کی اور کہا کہ آپ نے جو آیات پیش کی ہیں۔ ان سے مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے یہ صریح طور پر کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ چونکہ عوام دہلی سے اس بحث کو نہ رہے تھے۔ اور مناظرہ ہو رہے تھے۔ اس لئے فوراً ابراہیم صاحب نے اپنے نمائندوں سے کہا (اگرچہ آہستہ مگر بالکل کی وجہ سے آواز سننی چاہی تھی) دعوے میں صریح نص قرآنی کا ذکر ہے۔ آپ یا تو صریح آیت پیش کیجئے ورنہ احادیث کی طرف آئیے اس کے بعد صغیر احمد صاحب نے احادیث پیش کرنے کی کوشش کی مگر ہلال صاحب نے فوراً رد کیا اور کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ قرآن مجید سے غیر مقلد نمائندے مولانا صغیر احمد صاحب بولے کہ قرآن مجید میں کسی مسئلہ کی تفصیل نہیں ملتی دوسرے غیر مقلد نمائندے مولانا وحسی الدین عمری صاحب بھی بولے کہ کوئی بھی مسئلہ قرآن مجید سے تفصیلی طور پر ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے لئے حدیث کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ وحسی الدین صاحب کے اس دعوے پر مفتی حذیفہ صاحب نے فوراً گرفت کی اور کہا کہ آپ اسے لکھ کر دیجئے کہ قرآن مجید سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے لئے حدیث کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر وہ غیر مقلد ہی کیا جو اپنی بات پر قائم رہے فوراً انہیں بائیں شروع ہو گیا اور ان کی آپس میں ہی بحث ہونے لگی غیر مقلدین کی یہ کیفیت دیکھ عوام میں بھی جوش پیدا ہو گیا۔ کچھ لوگ کھڑے ہو گئے کچھ غیر مقلدین بھی کھڑے ہو گئے شور و شغب ہونے لگا۔ بالآخر مفتی عزیز الرحمن صاحب کھڑے ہوئے اور عوام کو خاموشی کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ سازش کا شکار نہ ہوں کچھ لوگ یہی چاہتے ہوں گے کہ ہنگامہ بڑھے اور بات ختم ہو جائے وحسی الدین عمری صاحب نے پھر شرائط مناظرہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا ہلال سر نے انہیں یاد دلایا کہ طے شدہ شرائط میں تبدیلی کا مطالبہ ہلکتا ہے آپ کے نمائندے نے اس پر سختی کے ہیں۔ اس بحث کے دوران لوگوں کا شور بڑھ گیا دراصل لوگ غیر مقلدین سے تحریر ناگہ رہے تھے کہ ”قرآن مجید سے کوئی مفصل مسئلہ ثابت نہیں ہوتا“ اس دوران ایک غیر مقلد نے باہر سے آتے ہوئے لوگوں کو باہر کرنے کا مطالبہ کیا۔ مفتی حذیفہ صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے لوگوں کو خاموش رہنے کی تلقین کی تھوڑی دیر بعد ماحول کچھ پرسکون ہوا تو ابراہیم صاحب نے اپنے سابقہ قول کو راکھیں پشت ڈالتے ہوئے مزید شرائط طے کرنے کی وکالت کی حالانکہ مزید شرائط کی ضرورت نہیں تھی یہاں یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ غیر مقلدین قرآن مجید سے مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ کی فرضیت ثابت نہیں کر پائے۔ یہی بات ان سے لکھ رہے تھے کہ لکھی گئی تو اس پر ہنگامہ مجاویا۔ وحسی الدین عمری صاحب فرمانے لگے دونوں

فریق نے ہمیں دھوکہ دیا ہے ہمیں کہا گیا تھا کہ مزید شرائط طے ہو گئے ہم سب لوگ مسلمان ہیں آپہیں میں بھائی ہیں اور اصلاح کی نیت سے یہاں آئے ہیں انہوں نے بڑی عجیب بات کی ”فرمایا کہ اگرچہ قرآن مجید میں ”قیادی تفسیر غشم یعنی شنی قوۃ الی اللہ والناسون“ موجود ہے مگر یہاں پھر بھی ۲ حکم (ج) حضرات کا ہونا ضروری ہے۔ ایک ہماری طرف سے اور ایک احناف کی طرف سے (یعنی قرآنی حکم کی بات کی اور یہ بھی کہا کہ جب ایک فریق اپنی بات کہہ رہا ہو چاہے جائز ہو یا ناپائیدار دوسرا فریق خاموشی سے سنے درمیان میں مداخلت نہ کرے (حالانکہ دوران مناظر سب سے زیادہ غیر مقلدین کی جانب سے مداخلت ہوتی رہی) انہوں نے مزید کہا کہ کم اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے قرآن اور ایسی صریح و صحیح حدیث پیش کریں گے جس کی صحت کے متعلق کسی محدث کی چھٹی ہوگی نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا ہر مسئلہ حدیث پاک کی تفسیر ہی کے ذریعے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔ ہم نے دین صحابہ اعلیٰین اور ائمہ اربعہ سے سیکھا ہے۔ (پھر کیوں غیر مقلد ہیں)۔ انہوں نے خیر میں پھر حکم (ج) مقرر کرنے پر زور دیا۔ وہی الدین عمری صاحب کی اس بے ربط تقریر کے بعد ہلال سر نے ان سے سوال کیا کہ حکم (ج) سے آپ کی کیا مراد ہے۔ انہوں نے کہا کہ شور و کمینہ کنٹرول کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ ہلال صاحب نے کہا کہ وہ شور و کمینہ کنٹرول کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جواب زیادہ اور کیا کر سکتا ہے۔ عمری صاحب نے کہا کہ غلط فیصلہ کرنے کے لئے حکم ضروری ہے۔ جواب میں ہلال سر نے کہا کہ فرض کیجئے ہم نے آپ کی یاد اور اس نے آپ کے خلاف فیصلہ دیا تو کیا آپ مانیں گے۔ اسی طرح آپ کا حکم ہمارے خلاف غلط فیصلہ دے تو ہم کیسے مانیں گے اسی دوران مفتی حذیفہ صاحب نے مالک سنہالا اور بہت اچھے انداز میں واضح کیا کہ اصل مسئلہ جمع کی زیادتی کا نہیں ہے مجمع ۲۰ آدمیوں کا ہو ۲۰۰ سو آدمیوں کا اگر شور کرے گا تو مسئلہ پیدا ہوگا۔ اگر خاموش رہے گا تو کوئی مسئلہ نہیں۔ گویا مسئلہ جمع کی زیادتی کا نہیں ہے۔ تنظیم کو پیش کر رہے ہیں کہ سکون کا حامل قائم ہو جائے اب وہی حکم مقرر کرنے کی بات تو جب دونوں حکم حضرات میں اختلاف ہوگا۔ تو کس کے پاس جائیں گے؟ اور چائی کے پاس؟ مفتی حذیفہ صاحب نے کہا کہ اصل مسئلہ عوام کے ہتھکے کا بھی ہے۔ ہم لوگ اسی لئے آئے ہیں کہ عوام کے سامنے حق واضح ہو جائے۔ وہی الدین صاحب نے سوال کیا کہ مجمع کو کنٹرول کرنے کی ذمہ داری آپ لیتے ہیں۔ حذیفہ صاحب نے جواب دیا ہم کیوں لیں گے۔ یہ تنظیم کا کام ہے۔ ہم مناظرہ کے لئے آئیں۔ ان تمام ہنگاموں اور بحث و

مباحثے میں ایک گھنٹے سے زیادہ کا وقت ضائع ہو گیا۔ ساتھ ہی غیر مقلدین یہ لکھ دینے سے بچ گئے کہ ”قرآن مجید سے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کی فریضیت ثابت نہیں ہوتی“۔ بہر حال عوام میں سے کچھ ذمہ دار حضرات نے چند پروردہ منہ دونوں فریق کو دینے کی بات کی غیر مقلد نائنہاگان نے ۱۰۰ اسٹ کا وقت مانگا۔ مفتی حذیفہ صاحب نے کہا کہ آپ حضرات اپنی بات پوری کریں۔ ہم سنیں گے۔ جب دلیل آئے اس کی نشاندہی کر دیجئے گا۔ کافی دیر کے قفل کے بعد دوبارہ گفتگو شروع ہونے کی نوبت آئی۔ باقاعدہ گفتگو شروع کرنے سے قبل غیر مقلد نائنہاگان کی آپہیں میں گفتگو ہوئی (جو کسٹ میں تھی جاسکتی ہے) کہ مسئلہ قرآن سے ثابت نہیں ہوگا۔ اس کے بعد صغیر صاحب نے دوبارہ گفتگو کا آغاز کیا اور مناسبات ائمہ الزوائس لکھ ڈی۔ ایچ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہر نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور صحابہ کو اس کا حکم دیتے تھے اور انہوں نے بخاری شریف کی حدیث ”لا صلوة لمن لم یقرآن فاتحہ الکتاب“ مسلم شریف کی حدیث ”من صلی صلوۃ لم یقرآن فاتحہ الکتاب“ اور ترمذی شریف کی حدیث ”لا تقر الا بالام القرائن“ پڑھیں۔ اور آخر میں کہا کہ ان احادیث کی بنا پر مقتدی کے لئے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ ان کی تقریر ختم ہونے کے بعد ہلال سر منہ تک جاری رہی اس دوران علانے احناف خاموش رہے ان کی تقریر ختم ہونے کے بعد ہلال سر نے صغیر صاحب سے کہا کہ آپ کی پہلی دلیل کیا ہے پھر سے دہرایئے۔ انہوں نے بخاری شریف کی حدیث ”لا صلوة لمن لم یقرآن فاتحہ الکتاب“ دہرایا۔ ہلال صاحب نے کہا کہ صریح و دلیل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس میں امام کا ذکر ہے اور مقتدی کا۔ ہلال صاحب نے کہا کہ صریح و دلیل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نفس مسئلہ الفاظ کی سہابت کے ساتھ دلیل میں موجود ہو۔ اس میں ایسا نہیں ہے۔ اس لئے صریح دلیل نہیں ہوئی۔ صغیر صاحب نے قواعد و کرام کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ حدیث میں لفظ ”من“ موجود ہے جو عام ہوتا ہے اور حدیث میں مقتدی اور امام دونوں کی طرف اشارہ ہو رہا ہے۔ ہلال صاحب نے کہا کہ آپ اشارے کی بات مت کیجئے صراحت کی بات کیجئے۔ کیوں کہ شرائط میں حدیث صریح پیش کرنا طے ہو اب رہا اگر امر اور لغت کا معاملہ تو کیا آپ اگر امر اور لغت کو حدیث کہتے ہیں؟ آپ کو صراحت رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں ثابت کرنا چاہیئے۔ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے ہلال صاحب نے فرمایا کہ آپ کا دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام ہے۔ آپ ناقص دلیل نہ دیں ایسی دلیل دیں جو آپ کے دعوے پر منطبق ہو۔ اس موقع پر دوسرے غیر مقلد نائنہاگان نے وہی الدین عمری صاحب نے بھی تائید کی اور صغیر صاحب سے کہا کہ آپ ایسی دلیل دیں جس میں امام کا ذکر ہو۔ ہلال صاحب

نے کہا کہ بخاری شریف کی اس حدیث سے فریضت ثابت نہیں ہوتی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ یہ حدیث مفرد کے لئے ہے۔ اس پر غیر مقلدین کی جانب سے زور و شور سے ترمذی دکھانے کا مطالبہ کیا گیا۔ ترمذی دکھائی گئی اور کہا گیا کہ آپ ہی ترمذی کی عبارت پر ہمیں اس پر غیر مقلدین نے کہا کہ آپ پر بھیجئے۔ ہلال صاحب نے کہا کہ ہم نے مہموم بتادیا ہے اب آپ کو یقین نہیں آتا تو آپ ہی پڑھ کر یقین کر لیجئے۔ اس آپ آپ پر لوگوں میں پھر قہور اور شور مبلد ہوا۔ بالآخر غیر صاحب نے ترمذی کی عبارت پر معاشروع کی جس کا مہموم کچھ اس طرح ہے ”قرأت خلف الامام میں علماء کا اختلاف ہے بہت سے فقہاء اس کے قائل ہیں مگر کچھ لوگ (صیغہ صاحب نے احناف کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے) اس کے قائل نہیں۔ عبد اللہ ابن مبارک نے کہا کہ اگر کوئی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کی نماز جائز ہے۔ ایک قوم میں عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ”لا صلوة لعن لم یقرأ بفاتحة الكتاب“ کی وجہ سے اس میں شدت برتی ہے۔ حالانکہ امام احمد نے اس روایت کو مفرد کے لئے قرار دیا ہے۔ اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ جس میں انہوں نے فرمایا کہ ”جس نے سورۃ فاتحہ کے بغیر ایک رکعت بھی پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی“۔ مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ مذکورہ عبارت میں جہاں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے وہاں عبارت میں ”بذالرائع من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ ہے۔ اس کا ترجمہ صیغہ صاحب نے کیا کہ یہ ایک اکیلا ایسے شخص ہیں۔ اس پر ہلال صاحب نے اعتراض کیا کہ آپ نے لفظ اکیلا کی عربی لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ اس پر دونوں فریق میں کافی بحث و مباحثہ ہوا۔ بالآخر ہلال صاحب نے پوچھا کہ امام ترمذی کی یہ عبارت جو آپ نے پڑھی ہے۔ اس کا خلاصہ کیا ہوا۔ صیغہ صاحب نے فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا افضل ہے اور نہ پڑھیں تو جائز ہے۔ ہلال صاحب نے فوراً گرفت کی کہ اس کا مطلب صاف ہے کہ فرض نہیں ہے۔ یہی مطلب آپ سے منواتا ہے۔ غیر مقلدین نے جب دیکھا کہ بات بھنسنی گئی ہے۔ عوام کی سمجھ میں آ رہا ہے۔ تو فوراً پیٹر ابدل کر احناف سے سورۃ فاتحہ کو ضرورت کرنے کا مطالبہ کرنے لگے۔ اس پر ہلال صاحب نے کہا ابھی تو آپ کی ایک ہی دلیل پر بات ہو رہی ہے۔ دوسری دلیلوں کا تجربہ تو باقی ہے۔ اس دوران مفتی حذیفہ صاحب نے مالک سے سنالا اور عوام کو سمجھانے کے لئے مختصر تقریر کی انہوں نے فرمایا کہ جو حدیث پیش کی جا رہی ہے۔ اس میں کوئی ایسی صراحت نہیں ہے کہ مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ فرض ہو۔ جبکہ شرط ظاہر میں ملے ہوا تھا کہ صریح اور کلمہ صریح حدیث پیش کی

جائے گی۔ انہوں نے لفظ مضمّن، پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ (غیر مقلدین) دیکھ کر دے سکتے ہیں کہ مضمّن، ہر جگہ عام ہوتا ہے۔ اگر لفظ مضمّن، کے عموم سے آپ فائدہ اٹھا رہے ہیں تو مضمّن، کی طرح لفظ مضمّن، بھی عام ہوتا ہے لفظ آخر آیت فَلَذَٰلِكَ خُفِّیْنَا مَا مَلَٰطِبُ اَکْثَمِ بَیِّنِ الْاَشْیَاءِ میں لفظ مضمّن، کے عموم سے کہیں اور اس سے بھی نکاح جائز ہونا چاہیے۔ اس آیت قرآنی کو صیغہ صاحب سمجھ نہیں سکے (ایسا محسوس ہوا کہ غیر مقلد علماء علی جواب سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے) اور انہوں نے کہا کہ لفظ ”ما“ عام کہاں ہے وہاں تو مفتی وطلعت ورباع کی قید لگی ہے۔ اس پر مفتی حذیفہ صاحب نے گرفت کی اور کہا کہ وہاں لفظ ”ما“ کا مفتی وطلعت کے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ بلکہ جنس ناسا مراد ہے۔ آپ کو اپنا دعویٰ صریح دلیل سے ثابت کرنا چاہیئے۔ ابھی آپ کو ہم سے دلیل مانگنے کا کوئی حق نہیں۔ جب وقت آئے گا تب ہم بتا دیں گے اور خود آپ کے علماء ابن تیمیہ اور البانی وغیرہ کی فریق نہیں پڑتا ہم کی ایک گے۔ ابن تیمیہ اور البانی وغیرہ کے ذکر پر صیغہ صاحب فوراً بولے ہمیں کوئی فریق نہیں پڑتا ہم کی ایک کی دو کم پکڑ کر نہیں چلتے (یہ ہے غیر مقلدین علماء کا اعزاز بیاں) بہر حال مفتی حذیفہ صاحب نے اپنی بات جاری رکھی اور انہوں نے غیر مقلدین کی ایک کتاب پڑھ کر بتایا کہ صریح دلیل کا کیا مطلب ہوتا ہے جب غیر مقلدین علماء احناف سے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل مانگتے ہیں تو حدیث کے الفاظ میں منع کی صراحت چاہتے ہیں۔ اس لئے غیر مقلدین کو بھی یہ مہربانی کرنی چاہیئے کہ دلیل کے الفاظ سے صریح طور پر فریضت ثابت کریں۔ مفتی حذیفہ صاحب کی اس مرتب تقریر کے بعد غیر مقلدین فوراً ہندوں نے آپس میں کچھ مشورہ کیا کچھ بحث و مباحثہ بھی آپس میں ہوا۔ اس کے بعد صیغہ صاحب نے پڑھنا شروع کیا ”باب وجوب التقرأت لتمام والتمام موم... الخ“ اور فرمایا کہ امام بخاری نے یہ باب باعوضا ہے اس پر ہلال سر نے فوراً کہا کہ یہ حدیث نہیں ہے پھر صیغہ صاحب نے ایک طویل حدیث پڑھی جس میں کافی وقت لگا۔ ترجمہ بھی رک رک کر کیا تا کہ مزید وقت ضائع ہوا اور حدیث ختم ہونے پر فرمایا کہ اس حدیث کا تعلق موجودہ مسئلہ سے نہیں ہے (در اصل غیر مقلدین غیر معنیٰ گفتگو میں زیادہ سے زیادہ وقت ضائع کرنا چاہتے تھے تا کہ عوام تھک کر اٹھ جائیں یا کسی مرحلہ پر ہنگامہ ہو جائے) اور انہیں فرار کا موقع ملے۔ بہر حال علماء احناف اور عوام نے انتہائی صبر و سکون کے ساتھ غیر معنیٰ روایت بھی سنی اس کے بعد صیغہ صاحب نے اگلی حدیث ”الصلوة لمن لم یقرأ بآیاتہ“ الکتب، پڑھی اور خود فرمایا کہ اس حدیث پر تو بحث ہو چکی ہے۔ (یہاں بھی وقت ضائع کرنا ہی ان کا مقصد تھا) اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پڑھی جس میں ہے کہ ایک صحابی

سبحہ نبوی میں آئے اور نماز پڑھی آپ ﷺ نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو نماز گزار نے کھم دیا۔ ان صحابی نے حضور ﷺ کے کہنے پر تین مرتبہ نماز گزار لائی۔ آخر میں حضور ﷺ نے انہیں کھم نماز کا طریقہ سکھایا۔ صحیر صاحب اس حدیث کی عبارت پڑھو گئے مگر جب ان سے ترجمہ کر کے لے لیا گیا تو پس و پیش میں پڑ گئے۔ کیوں کہ مذکورہ حدیث صاف طور پر منقولہ کے لئے سمجھ میں آ رہی تھی۔ اس کا مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ بالآخر کائنات زور دینے کے بعد ترجمہ کیا تو عوام نے بھی غیر مقلدین کی کی اس بے دلی پر کافی لطف اٹھایا اور سمجھ لیا کہ یہ لوگ صرف کم علم نوجوانوں ہی میں اپنی ہمدانی کا رعب جھاتے ہیں۔ علماء کے سامنے اسی طرح نئی کم ہوجاتی ہے۔ صحیر صاحب نے بھی اپنی نیکی محسوس کی اس لئے رعب جھانے کے لئے عربی میں گفتگو شروع کر دی مگر مفتی مزین الرحمن صاحب فوراً آگے اور مد جتہ عربی میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر آپ عربی میں ہی گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے درجہ عربی شان گوارا کی مغل میں موجود ہیں جو اس پر پوری طرح قدرت رکھتے ہیں۔ مفتی صاحب کی مد جتہ عربی تقریر سے صحیر صاحب کھرا دور پر آ گئے۔ اس دوران مفتی حذیفہ صاحب نے کہا آپ نے اپنے لئے جو قدر مقرر کیا تھا وہ گذر چکا ہے۔ اب ہمیں آپ کے دلائل رد کرنے کا موقع دیں۔ مگر غیر مقلدین نے کھرا کردہ ثابت کرنے کا معاملہ اٹھایا مفتی حذیفہ صاحب نے ان کی مداعت نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ امام بخاری نے باب وجوب الاقرآت۔ الخ کا عنوان قائم کیا ہے۔ جب کہ شرائط میں فرضیت ثابت کرنا طے ہوا ہے۔ اس پر صحیر صاحب نے کہا کہ آپ کے یہاں وجوب اور فرض میں فرق ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں دونوں ایک ہی ہیں۔ اس پر مفتی حذیفہ صاحب نے گرفت کی اور کہا کہ کیا آپ حضرات یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے مسلک میں ہر جگہ وجوب اور فرض کا مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ فریق مخالف نے اس کا کوئی معقول جواب نہیں دیا۔ انہیں باتیں سنیں کرنے لگے اور لکھ کر دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہوئے۔ لکھ کر نہ دینے کی وجہ غالباً یہی سمجھ میں آتی ہے کہ حدیث میں وجوب اور فرض میں فرق موجود ہے۔ دیکھئے (مصنف ابن ابی شیبہ) وہی الدین عمری صاحب پھر مکر وہ کا لاگ لاپٹے لگے وہی الدین عمری صاحب نے کرائی دیر سے ہم لوگ کہنے کی طرح بھوک رہے ہیں۔ مگر آپ لوگ مکر وہ ثابت نہیں کر رہے ہیں۔ مفتی حذیفہ صاحب نے کہا کہ آخر آپ لوگ فرضیت ثابت کرنے سے کیوں بھاگ رہے ہیں؟ کیا آپ لوگ یہ کہہ کر دے سکتے ہیں کہ امام بخاری کے نزدیک ہر جگہ وجوب اور فرض ایک ہی معنی میں ہے؟ (کوئی جواب نہیں ملا) صحیر صاحب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت

پیش کی جس میں کہا گیا ہے کہ جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز زاحیہ ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تب بھی سورۃ فاتحہ پڑھیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا آخر اتنی نصیحت اپنے جی میں پڑھوں اس پر مفتی حذیفہ صاحب نے فوراً گرفت کی کہ یہاں گفتگو زبان سے پڑھنے پر مبنی ہے۔ اپنے جی میں سوچے کو پڑھنا نہیں کہتے اور دوسری بات یہ کہ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول اور فتویٰ ہے اس سے پہلے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہم نے پیش کی تھی تو آپ نے ان کا قول کہہ کر جت نہیں تسلیم کیا تھا تو یہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول آپ کے لئے جت کیسے بن گیا؟ مگر غیر مقلد مناظرین اصرار کرتے رہے کہ یہ حدیث ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول آپ کے لئے جت کیسے بن گیا اور آخر اتنی نصیحت کا مطلب زبان سے اس طرح پڑھنا ہے کہ آواز نہ ہو۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ کی نصیحت میں کھارہ تبخیر کا کوئی نصیحت کا مطلب زبان سے اس طرح پڑھنا ہے کہ آواز نہ ہو۔ جس کو آپ جواب نہیں ملا۔ غیر مقلدین نے جب یہ دیکھا کہ اس حدیث میں بھی بات بھس گئی ہے تو پھر مکر وہ ثابت کرنے کا لاگ لاپٹے لگے۔ صحیر صاحب نے پھر یہ دلیل حدیث پر مبنی شروع کی کہ جس کا اس موضوع سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے نماز میں سورۃ فاتحہ کو بندوں اور اپنے رسولان تسلیم کروایا ہے۔ بندہ جب الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”خمدی عودی“ (جو کلاما ہٹ میں صحیر صاحب محمدی عودی کے بجائے محمدی ربی پڑھ گئے جب ان کو ٹوکا گیا تو ہاں میں موجود غیر مقلدین کو بہت برا لگا) بہر حال اس طویل روایت کے پڑھنے اور ترجمہ کرنے میں کافی وقت گذر گیا۔ اور زیادہ سے زیادہ وقت ضائع کرنا ہی غیر مقلدین کا مقصد تھا۔ روایت مکمل ہوجانے کے بعد مفتی حذیفہ صاحب نے سوال کیا کہ امام مسلم نے اس روایت پر کیا باب باعوا ہے۔ صحیر صاحب نے فرمایا ”باب وجوب الاقرآت کل رکعہ“ مفتی حذیفہ صاحب نے جب دوبارہ پوچھا کہ یہ باب امام مسلم نے باعوا ہے؟ تو فوراً مکر گئے۔ اور لاہ نوادی وغیرہ کا نام لینے لگ گئے۔ اور پھر مکر وہ ثابت کرنے کا ذکر کر کے جان چھڑانے کی کوشش کرنے لگے۔ ہلال صاحب نے پھر ان کو موضوع پر لانے کے لئے سوال کیا کہ آپ حضرات کا کہنا ہے کہ آپ کے پاس ۱۲۰ دلیل ہیں مگر اب تک کوئی ایک صحیح اور صریح حدیث پیش نہیں کی گئی۔ مفتی حذیفہ صاحب نے سوال کیا کہ اگر ہم مسلم شریف میں دکھادیں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش رہنا چاہیے تو آپ مان لیں گے۔ جواب میں غیر مقلدین کی جانب سے پھر انہیں باتیں سنیں ہونے لگی۔ مفتی حذیفہ صاحب نے پھر

سوال کیا کہ اگر ابن تیمیہ اور البانی نے بخاری کی حدیث پر کلام کیا ہو تو آپ مان لیں گے۔ مگر غیر مقلدین تو طے کر کے آئے تھے کسی بھی سوال کا واضح جواب نہیں دیں گے۔ چنانچہ زور و شور سے مکروہ ثابت کیجئے مکروہ ثابت کیجئے چلانے لگے۔ غیر مقلدین کی مکروہ ثابت کر مکروہ ثابت کر دی گروان سے عاجز آکر مفتی حذیفہ صاحب نے عوام سے سوال کیا کہ یہ لوگ تم سے مکروہ ثابت کرنے کا مطالبہ بار بار کر رہے ہیں کیا انہوں نے فرضیت ثابت کر دی؟ عوام نے بے ساختہ نہیں کی آواز لگائی یہاں تک کہ غیر مقلد عوام بھی یہ کہنے کی ہمت نہیں کر پائے کہ فرضیت ثابت ہو گئی ہے۔ مفتی حذیفہ صاحب کے سوال پر غیر مقلدین کی بھاری ایک میں عوام میں ایک بار پھر جوش پیدا ہو گیا۔ لوگ کھڑے ہو گئے۔ غیر مقلدین بھی شور مچانے لگے کانی در بعد ماحول پر سکون ہوا تو مفتی حذیفہ صاحب نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا آپ لوگ مسلم شریف کی بات ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ کبھی واجب کہتے ہیں۔ کبھی فرض کہتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں دونوں ایک ہیں۔ یہی بات جب لکھ روئے کے لئے کہی جاتی ہے تو اس کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے بس بار بار مکروہ کی بھاری کر رہے ہیں۔ جب کہ ابھی تک آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکا۔ ہاں مکروہ ثابت کرنے کا سوال تو ابھی ہم آپ کی دلیلیں کا تجربہ کر رہے ہیں۔ وقت آنے پر ہم دلائل کے ذریعے اپنا دعویٰ بھی ثابت کر دیں گے۔ مفتی حذیفہ صاحب نے ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی وغیرہ پانچ کتابوں کے حوالے سے حدیث پر بھی کلام کیا اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے جب وہ بکیر کہے تو تم بھی بکیر ہو جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو یہ حدیث پیش کرنے کے بعد مفتی حذیفہ صاحب نے سوال کیا کہ اس حدیث پر اگر کوئی اعتراض ہو تو کیا جائے غیر مقلدین نے کہا ابھی نہیں بعد میں اعتراض کیا جائے گا۔ مفتی حذیفہ صاحب نے مسلم شریف کی دوسری روایت پیش کی کہ عمر ان ابن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اس میں ایک شخص حج ام ربیع الاطلی... الخ کی تلاوت کی آپ نے منع فرمایا مفتی حذیفہ صاحب نے فرمایا اس طرح کی متعدد روایات موجود ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ بخاری شریف کی روایت (اصولاً قلمیہ) صحیحہ... الخ میں من عام نہیں ہے اس لئے اس روایت سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ جب تک آپ کا دعویٰ ثابت نہ ہو جائے یا آپ اپنے دعوے سے دستبردار نہ ہو جائیں اس وقت تک آپ ہم سے دلیل مانگتے کا حق نہیں رکھتے۔ مفتی حذیفہ صاحب نے پھر سوال کیا کہ کیا آپ لوگ ابن تیمیہ کو مانیں گے۔ دوسری الدین عمری اور دیگر غیر مقلدین نے فوراً کہا نہیں نہیں ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ مفتی حذیفہ صاحب نے فوراً گرفت کی اور کہا کہ پھر

مضن، کو عام ثابت کرنے کے لئے لغت اور گرامر کا سہارا کیوں لے رہے تھے۔ مفتی حذیفہ صاحب نے کہا کہ علامہ البانی جن کے بارے میں مولانا مفتی زبیدی صاحب نے لکھا ہے کہ وہ اس صدی کے اہم ترین ہیں جس روایت کو صحیح قرار دے دیں وہ صحیح ہے اور جس کو غلط قرار دے دیں وہ غلط ہے۔ انہوں نے بھی بخاری کی اس روایت پر کلام کیا ہے۔ مفتی حذیفہ کی اس مبسوط اور مدلل گفتگو کے رد میں ان غیر مقلد فاسدے بلا وجہ نوکتے رہے جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی پیدا ہونے لگی کچھ شور بھی ہوا۔ محفوظ الرحمن صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے عوام کو خاموش کر لیا۔ اور عوام کا مخاطب کرتے ہوئے غیر مقلدین پر ایک لطیف طنز کیا کہ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی کہ میں اپنے علماء و جاہلوں کے سامنے لے آیا۔ یہ نہیں غیر مقلدین اس طنز کو سمجھے یا نہیں بہر حال گفتگو آگے بڑھی مفتی حذیفہ صاحب نے حضرت جابر کی حدیث پر بھی جس میں کہا گیا ہے کہ ”من کان کانہ انما فخر انہ لا یامانہ قرآن“ جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ اس روایت پر دوسری الدین عمری صاحب نے پکارا۔ اعتراض کیا کہ اس حدیث میں بھی مضن، کا لفظ موجود ہے۔ (من کان کانہ انما فخر انما) مفتی حذیفہ صاحب نے فرمایا کہ سنن یہاں ضرور موجود ہے مگر عام نہیں ہے کیوں کہ جس کا کوئی امام ہو وہ یقیناً مقتدی ہی ہو گا۔ دوسرا اعتراض حج ام ربیع الاطلی والی روایت پر ہوا کہ وہاں حج ام ربیع پر منوع کیا گیا ہے سورۃ فاتحہ سے نہیں۔ مفتی حذیفہ صاحب نے فرمایا کہ ابتدا میں آپ نے فاعلاً و ما تیسر من القرآن کی آیت پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھنے پر استدلال کیا تھا تو جب آپ قرآن پڑھنا کہیں تو اس میں سورۃ فاتحہ شامل ہوا اور جب نبی اکرم ﷺ قرآن پڑھنے کو منع کریں تو اس میں سورۃ فاتحہ شامل نہیں ہوگی۔ پھر کمال روایت پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے مقتدی کو قرأت سے اس لئے منع کیا کہ اس کی وجہ سے حضور ﷺ کو قرأت مشکل پڑ رہی تھی تو کیا حج ام ربیع سے ہی دوسرے بڑھی سورۃ فاتحہ پڑھنے سے نہیں ہو گا۔ مفتی حذیفہ صاحب نے مسلم شریف پڑھنا شروع کیا۔ آیت پڑھی وَاذْكُرْ آلِ الْاَنْفَرَانِ فَاسْتَمَوْا... الخ غیر مقلدین شور کرنے لگے یہ قرآن کی آیت ہے مفتی حذیفہ صاحب نے تعجب سے سوال کیا کہ کیا آپ کو قرآن کی آیت تسلیم نہیں ہوتی؟ جواب دیا گیا کہ آپ تو مسلم کی حدیث پڑھنے جا رہے تھے۔ مفتی حذیفہ صاحب نے کہا میں مسلم ہی پڑھ رہا ہوں۔ امام مسلم نے یہ آیت نقل کی ہے۔ غیر مقلدین کے اس بے شک اعتراض پر عوام بھی لطیف انداز ہوئے۔ مفتی حذیفہ صاحب نے حضرت ابویوسف رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث پڑھی جس کے آخر میں فَسَادًا قَسْرًا فَلَقْنَاهَا کا جملہ ہے کہ جب امام قرأت کرے تو خاموش رہو۔ غیر مقلدین نے مسلم شریف دکھانے کا

مطالبہ کیا مسلم شریف پیش کی گئی صحیح صغی کھول کر دینے کے بعد بھی مذکورہ روایت نہیں تلاش کر کے حدیث نمبر بتانے کا مطالبہ کیا مثنیٰ حذیفہ صاحب نے زور سے کہا آپ لوگوں کا ورد کتابیں پڑھنے کی عادت ہے اصل عربی کتابوں میں حدیث نمبر نہیں ہوتا غیر مقلدین میں اس موقع پر بولکھا ہوا دیکھی گئی۔ بہر حال کافی دیر بعد روایت کی مکرورت گزارنے کے لئے اس سے پہلے کی غیر متعلق روایت پڑھنے سے پہلے ہی غیر مقلدین پھر مذکورہ ثابت کرنے کا مطالبہ کرنے لگے۔ مثنیٰ حذیفہ صاحب نے پھر زور سے کہا کہ ہم مذکورہ ثابت کر دیں گے پہلے آپ بتائیں کہ آپ طے شدہ شرائط پر قائم ہیں۔ جواب میں وہی الدین عمری صاحب پھر خلا بحث کرتے ہوئے کہنے لگے دونوں فریق نے غلط شرائط طے کی ہیں ہم لوگ اس مجلس میں اب نہیں رہیں گے۔ مثنیٰ حذیفہ صاحب نے زور دیکر کہا کہ مسلم شریف بھی صحیح کتاب ہے اس کی حدیث آپ کی قبول کرنی چاہیے۔ اس میں صاف طور پر مقتدی کو خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس پر مثنیٰ حذیفہ صاحب نے سخت گرفت کی اور فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں داخل کیا گیا ہے۔ اس پر مثنیٰ حذیفہ صاحب نے سخت گرفت کی اور فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے نزدیک مسلم شریف کی صحت بھی مشکوک ہے آپ جوابت کہہ رہے ہیں۔ اس پر پھر غور کر لیجئے تمام حاضرین بھی دنگ رہ گئے کہ کس ذہناتی کے ساتھ غیر مقلدین مسلم شریف کی صحت کا انکار کر رہے ہیں۔ مثنیٰ حذیفہ صاحب نے کہا کہ حدیث کا یہ کلام جس کو آپ صحیح نہیں کہہ رہے ہیں امام مسلم نے اس کو صحیح سمجھا ہے صحیح تو اپنی کتاب میں داخل کیا ہے۔ اس پر ایک غیر مقلد مناظر عبدالودود سلفی صاحب آباد بلند بولے کہ ہمارے مشائخ نے اس کو صحیح نہیں سمجھا ہے۔ (مطلب یہ کہ جو بھی حدیث اپنے ذاتی مسلک کے خلاف دکھائی دے وہ بخاری و مسلم کی ہی کیوں نہ ہو غیر صحیح ہے یہ ہے غیر مقلدین کا نقطہ نظر۔ شرم ان کو کر نہیں آتی

غیر مقلدین نے دیکھا یہاں بھی گاڑی انکس گئی ہے اور مسلم کو غیر صحیح کہنے پر غیر مقلد عوام بھی حیران ہو رہے ہیں تو پھر مکرورہ کی گردان شروع ہو گئی جب اس سے بات نہیں بنی تو لوگوں کا تاثر زائل کرنے کیلئے اس طویل روایت کا صغیر صاحب نے ترجمہ کیا اور ترجمہ کے بعد فرمایا نے لگے کہ اس روایت پر دوسرے محدثین نے جو تبصرے کیے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم شریف کی حدیث کا یہ کلام صحیح نہیں ہے۔ مثلاً امام بیہقی نے اس روایت کے متعلق فرمایا ہے۔ اسی صغیر صاحب اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ مثنیٰ حذیفہ صاحب نے انہیں ٹوکا اگر مسلم کی کسی حدیث کی صحت کے بارے میں

بیہقی کا تبصرہ آپ کے نزدیک قابل قبول ہے تو پھر جرح ہم بخاری کی روایت پر آپ کے علماء کا تبصرہ کریں گے تو اسے بھی قبول کرنا ہوگا مگر غیر مقلدین جہاں پہ مطلب کے مطابق مسلم کی حدیث کو غلط ثابت کرنے کے لئے بیہقی کا تبصرہ پیش کر رہے تھے اپنے مطلب کے خلاف اپنے مکر کے علماء کا تبصرہ قبول کرنے سے انکار کر گئے اور کہنے لگے کہ نبی کی شخصیت کے علاوہ کوئی تنقید سے بالاتر نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ کوئی نہیں جس کی بات آنکھ بند کر کے ان کی جائے۔ اس پر مثنیٰ حذیفہ صاحب نے صغیر صاحب سے پوچھا کہ اس ”خطرناک“ جملہ کا جو مفہوم ہوتا ہے کیا آپ اس پر قائم ہیں انہوں نے کہا ہاں مگر وہی الدین عمری سے دریافت کیا گیا کہ آپ بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں انہوں نے بھی کہا ہاں انہی میں عبدالودود سلفی صاحب دریافت کیا گیا تو انہوں نے عدم اتفاق کی بات کہی اور اس بات کو لے کر کچھ دیر تک ان کی آپس میں بحث ہوتی رہی۔ (پھر بیہقی کا تبصرہ کیوں قبول کر رہے ہیں ہم کیا وہ تنقید سے بالاتر ہیں؟ مثنیٰ حذیفہ صاحب نے کہا جب آپ نے دروازہ کھول دیا ہے تو ہم بھی آپ کو دکھانا چاہیں گے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے بخاری کی روایت اور صلہ لہن لم یقرأہ کیا جرح کی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے بخاری کے مذکورہ الفاظ جو شخص سنیں کی کتابوں میں بھی ہیں پر جرح کی ہے۔ مثنیٰ حذیفہ صاحب نے دوبارہ پرمی اس پر مولانا صغیر صاحب نے کہا کہ علامہ ابن تیمیہ نے بخاری کی روایت پر جرح نہیں کی ہے۔ انہوں نے سنسن کی روایت پر جرح کی ہے مثنیٰ حذیفہ صاحب نے کہا کہ روایت کے الفاظ تو وہی ہیں جو بخاری میں ہیں اگر سنسن کے الفاظ پر جرح ہے تو یہ بخاری پر کیوں نہیں منطبق ہو سکتی مگر غیر مقلدین صغیر صاحب نے کہہ کر یہ جرح سنسن پر ہے بخاری پر نہیں۔ اس پر مثنیٰ حذیفہ صاحب نے سوال کیا کہ اگر ہم دکھادیں کہ علامہ ابن تیمیہ کا یہ تبصرہ بخاری پر ہے تو کیا آپ مان لیں گے؟ جواب میں کہا گیا ہاں ہم مان لیں گے۔ ابھی گفتگو نہیں تک پہنچی تھی کہ صغیر صاحب کا متنبہ کی ضرورت پیش آئی وہ چلے گئے ان کی جگہ ایک اور صاحب محمد اسحاق سلفی نے سنبھالی وہی الدین عمری کی آواز سنائی دی تبصیر سے کام لیتے۔ بخاری کے بارے میں جرح دکھائیے ایک باب پھر مثنیٰ حذیفہ صاحب نے پوچھا اگر دکھادیں تو مثنیٰ حذیفہ صاحب نے آگے پڑھا شروع کیا سمجھیں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں تیمیہ نے لکھا ہے کہ اس روایت میں شامیوں نے غلطی کی ہے اور جو حدیث عبادہ پر موقوف ہے اس کو مرفوع سمجھا ہے اس پر منے مناظر اسحاق سلفی صاحب نے عجیب انداز میں کہا کہ شامیوں نے کیا غلطی کی ہے وہ بتائیے۔ مثنیٰ حذیفہ صاحب نے کہا شامیوں کی غلطی مرفوع حدیث کو مرفوع سمجھنا ہے۔ جس کی تصریح ابن تیمیہ خود کر رہے ہیں۔ اگر اب بھی سمجھ میں نہیں آیا تو ابن تیمیہ سے

پوچھیے ہم تو ابن تیمیہ کا اعتراف آپ کو دکھانا چاہتے ہیں اس پر اس صاحب فرما نے لگے ابن تیمیہ جرح نہیں کی ہے۔ بلکہ انہوں نے شامیوں کے قول نقل کیا ہے مفتی حذیفہ صاحب نے عبارت پھر سے پڑھی اور بتایا کہ ابن تیمیہ خود اپنا تبصرہ پیش کر رہے ہیں۔ اس پر اس صاحب کہنے لگے اس میں بخاری کا ذکر کہاں ہے مفتی حذیفہ صاحب نے کہا صحیحین کا ذکر ہے جس میں بخاری بھی شامل ہے۔ مگر اسٹی صاحب ماننے کے لئے تیار نہیں ہوئے فرمایا تبصرہ بخاری پر نہیں ہے۔ مفتی حذیفہ صاحب نے کہا اگر اکرم بخاری کے نام کی صراحت دکھادیں تو؟ مفتی حذیفہ صاحب نے اس عبارت پڑھی جس میں ابن تیمیہ نے صاف طور پر بخاری کا نام لیکر کہا ہے کہ امام بخاری نے اس روایت کے ذریعہ فریق مخالف کے متعلق مبالغہ سے کام لیا ہے اس پر اس صاحب نے بوجہ کہا کہ ابن تیمیہ نے بخاری پر تنقید کی ہے صحیح بخاری پر نہیں ہے۔ اسٹی صاحب کی بے بسی پر پورا مجمع ہنسنے لوث ہو گیا۔ اس پر غیر مقلدین برہم ہو گئے کچھ لوگ کھڑے ہو گئے شور مچا گیا بہت دیر تک ہنگامہ رہا لوگ غیر مقلدین کے مبلغ علم پر تبصرے کرتے رہے۔ مفتی عزیز الرحمن صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو خاموش کرایا اور کہا آپ ہی نے ایسا نام نہ بنا کر بیٹھایا ہے کہ پبلک ہنسنے پر مجبور ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کی عبارت جب پڑھی جارہی تھی تو غیر مقلد مناظرین خاص طور پر نووارد اسٹی صاحب بار بار مفتی حذیفہ کو ٹوکتے رہے ان کے ترستے پر اعتراض کرتے رہے۔ مثلاً انظار انتصار کا ترجمہ مفتی حذیفہ صاحب نے کسی چیز کو مختلف ثابت کرنا کیا تو اس پر اسٹی صاحب نے اپنا سر پیٹنے ہوئے مسکھرا دیا جب مفتی حذیفہ صاحب نے مصباح اللغات میں دکھانے کی بات کی تو خاموش ہو گئے اسی دوران وہی الدین عمری صاحب یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ مفتی حذیفہ کی چوری پکڑی گئی (حالانکہ چوری اور سید زوری کوں کر رہا تھا عوام نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا) یہاں بھی غیر مقلدین نے اپنی اکھڑی ہوئی ہوا کو سنبھالنے کیلئے کھڑے کھڑے ہار لیا۔ اسی دوران غیر صاحب اسٹیج سے فارغ ہو کر واپس آچکے تھے اور غیر مقلدین کے سہارے ۴ مناظر گفتگو میں حصہ لینے لگے تو اس پر اعتراض کیا گیا عوام نے بھی شور مچایا تو عبدود صاحب گفتگو سے ہٹ گئے۔ مفتی حذیفہ صاحب نے ناصر الدین البانی کی کتاب دکھائی کہ یہ تو آپ کے عالم ہیں اور آپ کے بقول اس صدی کے ابن حجر ہیں ان کو مانتے ہو یا نہیں مگر غیر مقلدین وقت خراب کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ اسٹی صاحب نے مفتی حذیفہ صاحب سے فتاویٰ ابن تیمیہ مانگا جس کی عبارت پہلے پڑھی جا چکی تھی کتاب ان کو دی گئی مگر وہ مصراحت کتاب کا ذکر وہ مقام نہیں دھوڑ پڑے بالآخر انہیں وہ جھوٹا کھول کر دیا گیا اسٹی صاحب آخر تک

اس کتاب کا مطالعہ فرماتے رہے مگر کوئی جواب نہیں دے سکے۔ مفتی حذیفہ صاحب نے ناصر الدین البانی کی کتاب پڑھنا شروع کر دی۔ غیر مقلدین پھر مکروہ کا راکھ اپنے لگے مگر مفتی حذیفہ صاحب نے عبارت پڑھنا جاری رکھا جس کا عنوان تھا جہری نمازوں میں قرأت کے منسوخ ہونے کا بیان ابھی یہیں تک پڑھا گیا تھا کہ عمری صاحب بولے کہ نے منسوخ کیا؟ پھر فرمایا میں وحی الدین عمری اس پوری کتاب کو منسوخ کرتا ہوں (لا حول والاقوۃ الا باللہ غیر مقلدین کی نظر میں اپنے علماء کی کیسز تھے اس سے ظاہر ہو جاتا ہے) مفتی حذیفہ صاحب کو عبارت پڑھنے کے درمیان جس طرح بار بار ٹوٹا جا رہا تھا اس سے عاجز آکر مفتی عزیز الرحمن صاحب نے عوام سے کہا کہ آپ حضرات غور کریں جب غیر مقلد حضرات اپنی بات کہتے تھے تو کیا ہم لوگ بھی اسی طرح ٹوٹتے تھے عمری صاحب پھر مکروہ کی گردان کرنے لگے اور فرمایا علامہ اور مفتی حجت نہیں ہے۔ بہر حال مفتی حذیفہ صاحب نے البانی کی عبارت پڑھنا جاری رکھا اور علامہ البانی کے عنوان امام کی قرأت مقتدی کی قرأت مانی جانے لگی۔ ایک بچہ تھے پھر زور شور سے مکروہ ثابت کرنے کی گردان شروع ہو گئی حالانکہ کئی گھنٹے گزر چکے تھے مگر آپ تک غیر مقلدین کی طرف سے ایک بھی صحیح اور صریح حدیث مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ کی غرضیت کی پیش نہیں کی جا سکی تھی۔ بس اپنی جان چھڑانے کے لئے بار بار مکروہ کا ترغیب لگا رہے تھے۔ اس موقع پر ہلال سر نے غیر مقلدین کو چیلنج کیا کہ صرف ایک حدیث صحیح و صریح پیش کر دیجئے مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ ہلال سر اس کے پڑ اور اوراد جمع چیلنج کے بعد غیر مقلد مناظرین نے انہیں میں کچھ گفتگو کی اور پھر صغیر صاحب نے ترمذی کی ایک حدیث پڑھی جس میں فرمایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور نماز پڑھانے کے بعد صحابہ سے پوچھا کہ تم امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو صحابہ کرام نے جواب دیا ہاں آپ (ﷺ) نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف سورۃ فاتحہ پڑھو اس لئے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

وہ روایت یہ ہے حدثنا ہناد حدثنا عبد بن سلیمان عن محمد بن اسحق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ ابن الصامت قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیح فنقلت علیہ التراتی فلما انصرف قال لئی اراکم تغربون وراہ امامکم قال قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای والله قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فلانہ لا صلوة لمن لم یقرأ بها۔

یہ روایت پڑھنے کے بعد صغیر صاحب نے فرمایا کہ یہ روایت ترمذی کی ہے جس سے

19

..... ﴿ 61 ﴾

گزارہی اور اپنے لوگوں کے دباؤ میں آ گئے تھے۔ اور مناظرہ میں شروع سے آخر تک غیر متعلق باقیں چھپنے کی کوشش کرتے رہے۔ اور غیر متعلق روایات پڑھتے رہے۔ پھر پھر کرتے رہے۔ تاکہ بیشتر وقت گزرتا جائے اور بار بار غلطی ہوتے ہوئے مکروہ کو روک دیتے لگاتے رہے انہیں اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ ہم فرضیت ثابت نہیں کر سکیں گے۔ اس کے برخلاف علمائے حق نے پورے مناظرے میں اعلیٰ علم کا وقار برقرار رکھا۔ پورے قلم و خطبہ کے ساتھ گفتگو کی کوئی غیر متعلق موضوع نہیں چھیڑا اس کے علاوہ عوامی جوش و خروش کو کنٹرول بھی کرتے رہے اور غیر مقلدین کی بعض بے نیکی بلکہ اشتعال باتوں سے عوام کی جو کیفیت ہوتی تھی وہ خطرناک صورتحال بھی اختیار کر سکتی تھی۔ بہر حال بہت دیر تک بتعلق کی تلاش ہوتی رہی اسی دوران ہلال سر نے مناظرہ میں موجود کئی افراد کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اس سلسلے میں فیصلہ کن بات سن لیجئے۔ قرأت خلف الامام کی فرضیت کے سلسلے میں کوئی صحیح اور صریح روایت موجود نہیں ہے۔ جو روایت صحیح ہے وہ صریح نہیں ہے۔ اور جو صریح ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ غیر مقلدین بہت برے بھٹس گئے تھے۔ کہاں تو ۱۲۰ صحیح حدیثوں کا دعویٰ اور کہاں اب تک ایک صحیح حدیث پیش نہ کر پانا ضرورت کی تو محسوس ہوئی رہی ہوگی غیر مقلد عوام کے چہروں سے بھی لا چاری ظاہر ہو رہی تھی۔ ایسے موقع پر وحی الدین عمری صاحب نے ایک بار پھر مکروہ کا نعرہ لگایا۔ جواب میں ان کے کہا گیا کہ آپ کے دعویٰ سے متعلق بحث آخری مراحل میں ہے اگر آپ مکروہ پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو اپنے دعوے سے دشمن دار ہوجائیے اور امان لیجئے کہ آپ فرضیت ثابت نہیں کر پائے۔ اس موقع پر کافی دیر پہلے دی گئی کتاب فتاویٰ ابن تیمیہ غیر مقلدین سے واپس مانگی گئی امام بخاری کی روایت پر ابن تیمیہ کی جرح دکھانے کے لئے فتاویٰ ابن تیمیہ غیر مقلدین نے مانگا تھا جسے صفحہ کی نشاندہی کے ساتھ انہیں دیا گیا مگر مطالعہ کے بعد غیر مقلدین نے اس سلسلے میں خاموش رہنا مناسب سمجھا کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا وہ کہ آپ واپس مانگی گئی کئی مرتبہ فتاحی کے بعد واپس ملی غیر مقلدین کی بھکاری دیکھ کر عوام میں بھی جوش پیدا ہوا کچھ لوگ کھڑے ہو گئے باتیں کرنے لگے۔ مفتی عزیز الرحمن صاحب نے اس موقع پر لوگوں کو خاموش کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی نرا کام شروع نہ دیتے، معاملہ آخری مراحل میں ہے ابھی فیصلہ ہونا ہے۔ اسی دوران تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا۔ غیر مقلدین کی تلاش ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی ادھر عوام اکتاہٹ تھے۔ لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔ کچھ لوگ غیر مقلدین کی پریشانی دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ ایسے میں مفتی حذیفہ صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے فریق مخالف کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ حضرات

بڑی دیر سے کتاب تلاش کر رہے ہیں کہ ریتے لیکن ادھر مجمع اکابر کا ہٹ کاٹکا ہوا ہے۔ اگر آپ حضرات اجازت دیں تو نعمت وغیرہ پڑھوا دی جائے تاکہ مجمع کی دل بھنگی کا سامان ہو جائے۔ جب آپ کو جواب مل جائے آپ بتا دیں پھر گفتگو شروع ہو جائے گی۔ فریق مخالف کی اجازت سے نعمتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ مختلف لوگوں نے چار نعین پڑھیں۔ ہر نعمت کے بعد دو تین منٹ کا وقفہ ہوتا رہا۔ تاکہ اگر فریق مخالف کو شک و شبہ مل گئے ہوں تو بات آگے بڑھے۔ اس دوران مجمع کے پورے پانچ بج گئے اب تک غیر مقلدین کتابیں الٹ پلٹ کر رہے تھے۔ پورے پانچ بجے کے قریب صغیر صاحب نے کہا کہ کتاب نہیں مل رہی ہے اس لئے آج بات یہیں ختم کر دی جائے۔ بعد کے لئے کوئی وقت مقرر کر لیا جائے (اور کیا پتہ کتاب لائیں بھی ہوں مگر سند کے مطالبے پر چھپایا ہوتا مکرزید رسوائی سے محفوظ رہیں)۔ اس کے بعد مفتی حذیفہ صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا آپ حضرات کی مجبوری ہم دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ حضرات آج بات ختم کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن آج بات جہاں تک پہنچی ہے آئندہ مجلس میں دیں سے شروع ہوگی شرکاء کو طے ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ (اس پر غیر مقلدین میں سے کسی نے سوال کیا مناظرہ کون ہوں گے۔ تو مفتی عزیز الرحمن صاحب نے کہا کہ یہی ہوں گے جو آج ہیں) اس سلسلے میں ایک تحریر مرتب کر کے فریقین اور عوام کے منتخب حضرات کے دستخط لے لئے جائیں اس پر غیر مقلدین بھی راضی ہو گئے۔ تحریر تیار کی جانے لگی کچھ حضرات تحریر تیار کرنے میں لگے تھے اس دوران مفتی حذیفہ صاحب نے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ انداز میں اتحاد و اتفاق سے رہنے کی تلقین کی دوران مناظرہ آواز کی تیزی یا لہجہ کی تلقین (جو مجبوراً ہوجاتی ہے) کی معذرت چاہی حالانکہ اگر چاہتے تو غیر مقلدین کی لا چاری اور بے چارگی پر تبصرہ کر کے ان کے زخموں پر ہلک بھی چھڑک سکتے تھے۔ مگر انہوں نے اپنا اور علماء کا وقار برقرار رکھا اس کے بعد مفتی عزیز الرحمن صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے عمری صاحب کے ابتدائی بیان پر جو انہوں نے مناظرہ کے آغاز میں دیا تھا کہ ہم سب لوگ مسلمان بھائی ہیں۔ فرمایا کہ ہمیں خوشی ہے کہ جو لوگ ہم کو شرک کہتے تھے آج انہوں نے ہمیں مسلمان تسلیم کر لیا۔ بہت خوشی کی بات ہے ہم اس کا خیر بھگت کرتے ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ آج جو تحریر تیار کی جارہی ہے۔ اس میں عمری صاحب کا یہ جملہ بھی شامل کر لیا جائے۔ کہ ”ہم سب لوگ مسلمان ہیں“۔ تو اتحاد دین اکسبین کے لئے بہتر ہوگا۔ اس دوران تحریر مرتب ہوئی جب آئندہ تاریخ مقرر کرنے کی بات آئی تو اس میں لوگوں کی رائے مختلف تھی کچھ لوگ ایک ہفتہ کے بعد، کچھ آئندہ ماہ کی تاریخ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ مناظرہ کے کیسٹ میں

وصی الدین عمری صاحب کی آواز محفوظ ہے جس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ آئندہ وہ تاریخ مقرر کر دو۔ بہر حال دونوں طرف کے ذمہ داران نے طے کیا کہ آئندہ تاریخ دونوں طرف کے منتظمین کے طے کر کے علماء کو مطلع کر دیں گے۔ بہر حال مفتی حذیفہ صاحب نے تیار شدہ تحریر پر بھی کہ مورخہ ۲۸ فروری ۲۰۰۴ء مطابق ۷ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ رات چار بج کر اڑتیس منٹ پر الحمد للہ اور احسان کے درمیان ہونے والا یہ مناظرہ نمائندہ اہل حدیث کی درخواست پر موقوف کیا جا رہا ہے۔ نمائندہ اہل حدیث اگلی گفتگو میں محمد بن اسحق بن یسار اور مکحول ان دونوں بدلس راویوں کی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی روایت کی صحیح متابعت پیش کریں گے۔ جب یہ تحریر دستخط کے لئے غیر مقلدین کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ مذکورہ میں کوئی غلطی اور خلاف واقعہ بات نہیں تھی نہ انہوں نے اہل حدیث کا کہنا تھا کہ: نمائندہ اہل حدیث کی درخواست کے الفاظ ہٹائے جائیں۔ اس سے ہماری سبکی ہو رہی ہے۔ صغیر صاحب نے کہا کہ ہم کیوں درخواست کریں گے۔ ہم تو صبح بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ تب مفتی عزیز الرحمن صاحب نے جواب دیا ہم یہیں موجود ہیں آپ آجائے فجر کے بعد گفتگو شروع ہو جائے گی۔ تب صغیر صاحب نے کہا ہمیں عشاء بعد مفتی عزیز الرحمن نے سوال کیا کہ کیا صبح کا مطلب عشاء بعد ہوتا ہے۔ تب انہوں نے کتاب کا ذکر کیا کہ کتاب جا کر لانی پور گئی تو احناف کی طرف سے یہ کہا گیا چلے ۴ گھنٹے کے بعد گفتگو شروع کی جائے گی۔ آپ جا کر کتاب لے آئیں۔ لیکن وہ اپنی بات پر بعد رہے تب مفتی عزیز الرحمن صاحب نے کہا اچھا آج آپ کو ۳ گھنٹے کی مہلت دیتے ہیں۔ آپ جا کر کتاب لے آئیے۔ ظاہر ہے کہ مفتی کوئی نایاب کتاب نہیں ہے کہ بھی کسی کتب خانے میں نہ ملے یا ان کے کسی خاص خانے میں نہ ہو ایک ہی گھنٹہ کا وقت کافی تھا لیکن مفتی عزیز الرحمن صاحب نے ۳ سے ۴ گھنٹے کا وقت دیا تھا۔ لیکن وہ دستخط کرنے سے برابر انکار کرتے رہے انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں لکھنے والوں فریق میں کسی کے پاس بھی یہی نہیں تھی اس لئے مناظرہ موقوف ہوا جواب میں کہا گیا کہ تنہائی کی ضرورت آپ کو تھی اس لئے صرف یہ لکھنا مناسب تھا کہ غیر مقلدین کے پاس تنہائی نہیں تھی لیکن ہم نے تحریر میں اس کا ذکر ہی نہیں کیا۔ بہر حال وہ لوگ دستخط پر تیار نہیں تھے۔ اس دوران لوگوں میں بھی شور بگڑا سب لوگ کھڑے ہو گئے غیر مقلد عوام بھی شرمندہ گردی کے لئے ڈھٹائی کہ ساتھ شور مچا رہے تھے غیر مقلد مدعی ابراہیم نے تقلید پر مناظرے کا بیج دینا شروع کر دیا۔ (حالا کہ ان کو چاہیے یہ تھا کہ اس موضوع پر پہلے اپنی شکست تسلیم کر لیتے) لوگ بھڑک اٹھے بڑی مشکل سے لوگوں کو سنبھالا گیا ورنہ لا اینڈ آؤڈر کا مسئلہ پیدا

ہو جاتا۔ دراصل غیر مقلدین اسی طرح ہر موقع پر بگڑے پھرتے ہیں۔ یہاں بھی بگڑے ہوئے غیر مقلدین کی حقیقت عوام پر واضح ہو گئی کہ یہ لوگ صرف چند راہنما رت کر لوگوں پر عیب بھارتے ہیں۔ علی اور حقیقی گفتگو سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ آخر غیر مقلدین بغیر دستخط کے مناظرہ گاہ سے چلے گئے اور ایسے گئے کہ دوبارہ وہاں ہی نہیں آئے۔

وہ ڈھونڈ ہی رہے تھے بھانا فرار کا

ایسے گئے کہ جا کے پلٹ کر نہ آ سکے

حالا کہ عوام علماء کی ایک جماعت اپنی قیام گاہ پر تفریبا ۱۰ بجے تک ان کا انتظار کرتی رہی کہ شاید وہ کلپ لکھ آئی جائیں۔

علامہ کا آخری قافلہ ۱۰ بجے کے بعد وہاں سے روانہ ہوا۔ اس مناظرہ کے بعد احناف کے نو جوانوں کے چہروں پر اطمینان اور خوشی کا احساس دیکھا گیا۔ (اور کچھ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنایا کہ وصی الدین عمری صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ مفتی حذیفہ کی چھٹی جلد ہی ہے۔ مگر ان غیر مقلدوں کا تو کہنا مارنا سنا گیا۔) اور کیوں نہ دیکھا جاتا عرصے سے غیر مقلدین کی علم تو جوانوں کو در غلطی کے تحریک چلا رہے تھے۔ ہر گز ہر چوراہے اور ہر منزل پر تو جوانوں کو چھو غیر متعلق رہتی راہی احادیث سن کر چیلنج کیا جاتا تھا اور اسی سے تنگ آکر مقامی نو جوانوں نے اس مناظرے کے انعقاد اور انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ علمائے کرام کی آمد رفت اور آرام کا بہترین قلم کیا اس کے لئے حافظ محفوظ الرحمن صاحب مداح کے ساتھی بہادر آباد کے مستحق ہیں۔ مناظرے کے اختتام پر علمائے کرام کا کھریا ہوا کیا علمائے کرام نے انہیں اتحاد اوقاف کے ساتھ جادہ حق پر گامزن رہنے کی تلقین کی۔ اس طرح کے مناظروں سے فریق احناف کو حق قبول کرنے کی توفیق تو نہیں ملتی ہاں عوام پر حق ضرور واضح ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ چیتا کیپ کے مناظرے میں بھی حق کو فتح حاصل ہوئی اور اس فتح کے اثرات صرف ممبئی میں ہی نہیں انشا اللہ پورے ہندوستان میں دیکھے جائیں گے۔

نہم دعوے غلط کرتے نہ ہم آئینہ دکھاتے

نہ کھلتے راز سر بست نہ یہ سدا نیاں ہوتیں

مرتب: ابن حکیم قاسمی

رد غیر مقلدیت کے عملی کام میں جمعیت المسلمین کا

اولین نصاب (تعلیم بالمراسلہ)

احناف اور فرقہ غیر مقلدین کے مسائل و عقائد کا تقابلی جائزہ
”غیر مقلدین کے اشکالات“ کا حل اور عملی اقدامات کے لئے رسائل
رد غیر مقلدیت کے لئے افراد سازی

پتہ: جمعیت المسلمین مالیگاؤں کی نہر، سروے نمبر ۱۵۶، مولوی محمد عثمان پورہ، مالیگاؤں (ناسک)

رابطہ کے لئے: مولانا ہلال احمد مولانا محمد عثمان موبائل: 09423477065

ماہانہ دینی اصلاحی اخبار

ترجمان شریعت

بذریعہ ڈاک ارسال کے لئے: سالانہ زر تعاون

صرف بیس روپے

رابطہ کے لئے: مولانا ہلال احمد مولانا محمد عثمان موبائل: 09423477065

عثمان منزل، جامعہ نگر، مالیگاؤں: پن ۴۲۳۲۰۳، ضلع ناسک مہاراشٹر۔ الہند